مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیل و نہار

نظامِ شریعت

حضرت علامہ مفتی سید غلام جیلانی میرٹھی مدظلہ العالی

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

مجھے اپنی عظمت و جلال کی قسم! بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی پیروی اچھی ہے

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیل و نہار

معروف بہ

نظامِ شریعت

تالیف

حضرت علامہ مفتی سید غلام جیلانی میرٹھی مدظلہ العالی

مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

بار : اوّل، آفسٹ

کتاب : نظامِ شریعت

تصنیف : حضرت علامہ مفتی سید غلام جیلانی میرٹھی صدر المدرسین
مدرسہ اسلامی عربی، اندر کوٹ میرٹھ (استاد شاہ احمد نورانی)

کاتب : نبیل احمد خاں خوشنویس، لاہور

ناشر : قاری حافظ محمد سعید

تعداد : ایک ہزار

صفحات : ۲۴۰

قیمت : [illegible]

طابع : مجتبائی پرنٹرز پریس لاہور

ملنے کا پتہ : مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

فہرستِ مضامین نظامِ شریعت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

برادرانِ اسلام: انسان کی زندگی دو ہیں ایک دنیوی جو تھوڑے زمانے تک باقی رہ کر ختم ہوجاتی ہے۔ خالقِ عالم نے جتنا زمانہ اس کے لئے مقرر فرمایا ہے اس سے ایک سیکنڈ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے، دنیا کی بڑی سے بڑی کوئی طاقت ایسی نہیں جو اس میں کمی بیشی کر سکے۔ انسان کی دوسری زندگی اُخروی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے دنیوی زندگی کی طرح اس کے لئے کوئی حد نہیں کہ وہاں پہنچ کر ختم ہوجائے، اس ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی کا خیر و خوبی کے ساتھ گزرنا چونکہ دنیوی زندگی کے کامیاب ہونے پر منحصر ہے، اس لئے ہر عاقل کا فرض ہے کہ اپنی دنیوی زندگی کو کامیاب بنانے کے واسطے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے، اور ہر وقت، ہر آن اس کی درستی کی جانب متوجہ رہے باقی رہی یہ بات کہ دنیوی زندگی کو کس طرح کامیاب بنایا جائے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ کامیابی کا صرف ایک طریقہ ہے اس کے علاوہ جس قدر طریقے ہیں سب کے سب درحقیقت زندگی کو خراب کرنے والے ہیں، اور وہ ایک طریقہ یہ ہے کہ دنیوی زندگی میں انسان کے دو تعلق ہیں ایک خالق سے دوسرا مخلوق سے۔ ان دونوں تعلقات کو تازیست اسی طرح قائم رکھے جس طرح سیدالابرار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم رکھا، اور ان کے متعلق جو ہدایات فرمائیں اُن سب کو اپنا نصب العین بنائے یعنی اپنی زندگی کو محبوبِ خدا کی زندگی کے سانچے میں ڈھال کر آپ کے رنگ میں رنگ جائے، اپنے لیل و نہار کو آپ کے لیل و نہار کے ساتھ اس طرح مطابق کرلے کہ عبادت و ریاضت میں، معاشرت و ملت میں، گفتار و رفتار میں نشست و برخاست میں، خورد و بزرگ اور احباب کی ملاقات میں، خورد و نوش اور لباس میں، انسانی ضروریات سے فراغت اور جسم کی طہارت میں، بیداری اور خواب راحت میں، الغرض جملہ اعمال اور اخلاقیات میں آپ کے نقش قدم کو اپنا پیشوا بنالے، یہاں تک کہ اسی حالت میں دارِ فانی سے ملکِ جاودانی کی طرف رخصت ہوجائے۔

دنیا میں ہر قوم اپنی مذہبی معاشرت اور اپنے پیشوا کے طرزِ عمل کی مضبوطی سے پابند رہتی ہے

بلکہ اپنی معاشرت، اپنا تمدن، اپنے طریقے، دوسری اقوام میں رائج کرنے کے لئے ہر قوم نہ صرف مالی ایثار بلکہ جانی قربانی بھی کرگزرتی ہے۔

مگر بڑے شرم کی بات ہے کہ مسلم کہلائیں اور اسلامی معاشرت اور اسلامی آداب ترک کرتے جائیں، انگریز کو دشمنِ اسلام سمجھیں مگر معاشرت میں انگریز کو اپنے اوپر مسلط اس درجہ کرلیا ہے کہ بول چال میں انگریزی انداز مرغوب، کھانے پینے میں انگریزی طریقے محبوب، اُٹھنے بیٹھنے میں انگریزی آداب مطلوب، یہاں تک کہ شکل وصورت میں انگریز نمودار، اولاد کی تعلیم وتربیت میں انگریزی اصول درکار، مستورات کے لباس اور زیب وزینت میں میم صاحب کے اطوار پسند ہیں۔

آہ مقامِ غیرت ہے، کہ زبان سے خدا اور رسول کی محبت کا دم بھریں اور عمل میں دشمنانِ خدا و رسول کا ساتھ دیں، کیا اہلِ محبت کا شیوہ یہی ہے؟

اے پیارے بھائیو! اور اے اسلام کے شیدائیو! سنو! اور خوب غور سے سنو کہ شہنشاہِ مدینہ نے اپنی زندگی کے لیل ونہار اس طرح گزارے کہ دنیوی مشاغل اور ضروریاتِ زندگی کو انجام دیتے وقت بھی یادِ الٰہی سے غفلت نہ ہوئی۔ فقیروں کی صدا "یاد رکھو بھولے مت" کا مطلب یہی ہے اور اُخروی زندگی کی کامیابی اسی طریقہ سے حاصل ہوتی ہے۔

سونے کا اسلامی طریقہ

سیدِ انبیاء محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے بستر اصاف فرماتے پھر دائیں کروٹ پر لیٹ کر دائیں ہاتھ کو دائیں رخسارے کے نیچے رکھتے اور اپنے معبودِ حقیقی کی جناب میں عرض کرتے بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى" (ترجمہ) اے اللہ تیرے ہی نام پاک کی مدد سے سوؤں گا اور تیری ہی مدد سے بیدار ہوں گا"۔ ہمارے لئے اس میں یہ تعلیم ہے کہ بندہ ہر موقعہ پر معبودِ حقیقی کی طرف متوجہ رہے اور اپنے ہر کام کو اسی کے زیرِ قدرت اعتقاد کرے، نیند بھی اسی کے زیرِ قدرت ہے جب چاہے طاری فرمادے اور جب تک چاہے طاری رکھے۔ چنانچہ انبیائے بنی اسرائیل میں حضرت عزیر علیہ السلام پر سو سال تک اور اصحابِ کہف پر تین سو سال تک بحکمِ الٰہی نیند طاری رہی جس سے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اصحاب واقف ہیں، اور وہ جب چاہتا ہے نیند کو آنے سے روک دیتا ہے۔

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہم بستر پر پڑے پڑے کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نیند آجائے مگر نہیں آتی۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ نہیں چاہتا، اور جب چاہتا ہے آجاتی ہے، نیند بھی ایک قسم کی موت ہے کہ بدن کے بعض اعضاء اُس کے آنے کے بعد اپنے اپنے کاموں سے معطل ہوجاتے ہیں اور نیند سے بیدار کرنا حیاتِ سابق کا واپس فرمانا ہے، تو معلوم ہوا کہ جو معبودِ حقیقی اس پر قادر ہے وہ یقیناً مارنے کے بعد جلانے پر بھی قدرت رکھتا ہے پس اس کو پیشِ نظر رکھنے کے بعد ہر عاقل اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اسلام کا پیش کردہ عقیدہ قطعاً صحیح ہے کہ دنیوی زندگی ختم ہونے کے بعد بنی نوعِ انسان کو پھر زندہ کیا جائے گا تاکہ دنیا میں رہ کر جو اعمال کئے ہیں ان کی جزا پائیں اور دوسرے مذہب والوں کا یہ کہنا کہ زندگی صرف دنیا ہی کی زندگی ہے اس کے ختم ہونے کے بعد پھر زندہ ہونا نہیں یقیناً خلافِ عقل ہے اور اپنے احوال میں غور و فکر نہ کرنے پر مبنی ہے۔

مرکزِ ہدایت قاسمِ ولایت مولائے مشکل کشا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رب العالمین کی نعمتیں تقسیم فرمانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ کچھ باندیاں لائی گئیں، چکی پیسنے سے مالکِ کونین کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں چونکہ چھالے پڑ گئے تھے اس لئے میں نے اُن سے کہا کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر گھر کے کام کاج کے لئے باندی طلب کرلیجئے، چنانچہ وہ تین مرتبہ حاضر ہوئیں مگر ملاقات نہ ہوسکی۔ بعد نمازِ عشاء جب حضور مکان میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی آمد کا تذکرہ کیا۔ آپ اسی وقت ہمارے یہاں تشریف لائے، بعد اجازت مکان میں داخل ہوئے۔ ہم دونوں بستر پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے بستر سے اُٹھنا چاہا مگر اس شب میں سردی چونکہ شدید تھی اس لئے اُٹھنے سے روک دیا، اور فرمایا، جیسے لیٹے ہو ویسے ہی لیٹے رہو، پھر اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ آج ہمارے ہاں کس ضرورت سے جانا ہوا تھا، عرض کیا، یارسول اللہ! چکی پیسنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے، اور میرے دونوں ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں، تو میں اس لئے حاضر ہوئی تھی کہ باندی عطا فرمادی جائے۔ ارشاد فرمایا۔ کیا اس سے بہتر چیز نہ بتائیں؟ عرض کیا، ہاں ارشاد فرمائیے، فرمایا جب بستر پر لیٹو تو چونتیس ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور تینتیس ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ پڑھ لیا کرو، جو چیز تم نے طلب کی تھی اُس سے یہ بہتر ہے۔

مسلم خواتین خصوصیت کے ساتھ اِس واقعہ پر غور کریں کہ اُن کی دنیوی زندگی کے لئے اس میں بہترین ہدایات ہیں (۱) شوہر کی مالی حالت اگر خادمہ رکھنے کی اجازت نہ دیتی ہو تو بیوی کا فرض ہے کہ گھر کے کام خود انجام دے، شوہر سے بیجا مطالبے نہ کئے جائیں جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عمل کر کے بتایا کہ سب کام اپنے ہاتھ سے انجام دیئے یہاں تک کہ چکی بھی پیسی (۲) گھر کے کام کرنے سے تکلیف ہوتی ہو یہاں تک کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ جانے کی نوبت بھی آجائے تو عالی ظرف بیبیاں زبان پر حرفِ شکایت بھی نہیں لاتیں چہ جائیکہ روٹھ کر کام کاج چھوڑ دیں جس سے شوہر کو تکلیف پہنچے، بلکہ ایسے وقت کو صبر و سکون سے گذار دیتی ہیں جیسے کہ سردارِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چہیتی صاحبزادی نے عمل کر کے دکھا دیا (۳) شوہر کا بھی فرض ہے کہ بیوی کی آسائش و راحت کا خیال رکھے، اور اس کی تکالیف دور کرنے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرتا رہے جیسا کہ شیرِ خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے بتایا کہ باندیوں کے آنے کی اطلاع پا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مشورہ دیا کہ حاضر ہو کر باندی کے لئے درخواست پیش کریں تاکہ تکالیف سے نجات ملے (۴) موجودہ زمانہ میں تعلیم یافتہ خواتین چکی پیسنے کو عیب سمجھتی ہیں ان کو اس واقعہ سے یہ سبق لینا چاہیئے کہ اگر عیب ہوتا تو شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کے لئے کس طرح گوارا فرماتے بعض خواتین یہ خیال رکھتی ہیں کہ چکی پینا عیب تو نہیں مگر شریفوں کے لئے موزوں بھی نہیں، انھیں اپنے خیال کی اس طرح اصلاح کر لینی چاہیئے کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے زیادہ تو درکنار کوئی خاتون شرافت میں اُن کے برابر بھی نہیں ہو سکتی، تو اگر چکی پینا شریفوں کے لئے موزوں نہ ہوتا تو آپ اُن سے فوراً ترک کرا دیتے۔ پس معلوم ہوا کہ شریفوں کے لئے چکی پینا ناموزوں نہیں (۵) اس واقعہ سے یہ سبق ملا کہ جسمانی راحت کے سوال کو کسی مصلحت کے ماتحت پورا نہ کرتے ہوئے اگر کوئی اچھی بات تعلیم کی جائے تو شانِ ادب یہی ہے کہ اس کو بے چون و چرا تسلیم کر لیں اور اپنے سوال کے پورا کرنے پر اصرار نہ کریں جیسا کہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عمل کر کے دکھا دیا۔

رحمتِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے

تو خود بھی امن میں رہے گا اور اس کا ہمسایہ بھی، بلکہ ہمسائے کا ہمسایہ بھی بلکہ اس کے گرد اگرد کے مکانات بھی امن میں رہیں گے (بیضاوی شریف)۔

باوضو سونا جلیل القدر صحابی حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سردار دارین تاجدار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان باوضو سوئے اور اسی شب میں انتقال ہو جائے تو اس کو مرتبہ شہادت نصیب ہوگا (سبحان اللہ)

اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر وقت باوضو رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سات چیزوں سے اس کی عزت افزائی کرتا ہے:

(۱) فرشتوں کو اس کی صحبت میں رہنے کی رغبت ہوتی ہے (۲) اعمال لکھنے والے فرشتوں کا قلم اس کے لئے ثواب لکھنے میں مسلسل جاری رہتا ہے (۳) اس کے تمام اعضاء تسبیح کرتے ہیں (۴) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو توفیق عطا فرماتا ہے کہ اس سے تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو (۵) سونے کی حالت میں بھوت پریت کے نقصان پہنچانے سے فرشتے ایسے شخص کی حفاظت کرتے ہیں (۶) جان کنی کی سختی سے ایسا شخص محفوظ رہتا ہے (۷) جب تک وضو ہے اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔ حدیث میں ہے، فرمایا "اَلْوُضُوْءُ حِصْنُ الْمُؤْمِنِ" یعنی وضو مومن کا محافظ ہے، اسی واسطے مخدوم حضرت شاہ مینا قدس سرہٗ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ نیند سے جس وقت بیدار ہوتے فوراً تیمم فرما لیتے پھر وضو کی تیاری میں مشغول ہوتے، وضو اور تیمم کے متعلق ایک نکتہ بیان فرمایا جو محفوظ کر لینے کے قابل ہے، ارشاد فرمایا کہ بشر کی اصل خلقت پانی اور مٹی سے ہے، دنیا کی آگ ان دونوں سے بجھ جاتی ہے تو قوی امید ہے کہ آخرت کی آگ بھی ان سے بجھ جائے۔ (آمین)

خوفناک خوابوں کا علاج

عرش کی عزت فرش کی زینت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب نے حاضر ہو کر خوفناک خوابوں کی شکایت کی، فرمایا کہ سوتے وقت پڑھا کرو۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ ط یعنی میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غضب و عذاب سے اور اس کے

بندوں کی شرارت سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کے حاضر ہونے سے "

شب میں بیدار ہو تو کیا کرے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب دو جہاں شافع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک جب کھلتی تو اپنے معبود حقیقی کی یاد بایں الفاظ فرماتے " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ " یعنی معبود برحق صرف اللہ ہے نہ اس جیسی کسی کی ذات ہے نہ اس جیسی کسی کی صفات ہیں۔ دنیا و آخرت میں سرکشوں پر قہر فرمانا اُس کی شان ہے تمام آسمان و زمین اور دونوں کی درمیانی کائنات کی پرورش فرمانے والا ہے، ہر چیز پر غالب ہے کہ اُس کے قبضہ قدرت سے کوئی مخلوق باہر نہیں ہو سکتی، خطا کاروں کی دُنیا اور آخرت میں بکثرت خطا پوشی فرمانے والا ہے۔

تعلیماتِ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل میں ہمارے لئے یہ تعلیم ہے کہ دنیوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے معبودِ حقیقی کے ساتھ اتنا قوی تعلق پیدا کرنا چاہیئے کہ سوتے سوتے اگر آنکھ کھُل جائے تو لبوں کو اس کی یاد میں بے ساختہ جنبش ہونے لگے، زبان پر بلا توقف اُس کا ذکر جاری ہو جائے چنانچہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بدولت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور کی مجلس میں حاضر تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت ایک جنتی مرد آ رہا ہے۔ کچھ وقفے کے بعد ایک انصاری اس طرح حاضر ہوئے اُن کے بائیں ہاتھ میں جوتے تھے اور ریشِ مبارک سے آبِ وضو کے قطرے ٹپک رہے تھے، دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس وقت ایک جنتی مرد آ رہا ہے چنانچہ وہی انصاری اُسی شکل سے پھر حاضر ہوئے۔ تیسرے دن آپ نے پھر وہی الفاظ فرمائے اور وہی انصاری اُسی ہیئت سے مجلس میں حاضر ہوئے۔ مجلس برخاست ہونے پر عبد اللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان انصاری کے ساتھ بایں خیال ان کے مکان پر گئے کہ رات وہیں پر گزاریں اور یہ معلوم کریں کہ وہ کیا چیز ہے جس کی بنا پر ان کو تین مرتبہ جنتی فرمایا گیا۔ رات بھر اُن کے حالات کا مطالعہ کر کے بیان فرمایا کہ رات میں اُنھوں نے جتنی مرتبہ کروٹ بدلی ہر مرتبہ اُن کی زبان پر اللہ اکبر جاری ہوتا تھا

کی صفت قہار اور آخر میں صفت غفار بیان کرکے ہمیں یہ تعلیم فرمائی کہ عاقل کا فرض ہے کہ مولیٰ تعالیٰ کی ان دونوں صفتوں کو پیشِ نظر رکھے یعنی اس کے قہر سے ڈرتا بھی رہے اور مغفرت کی اُمید بھی رکھے نہ صفتِ قہار کو فراموش کرکے بے خوف ہوجائے۔ علانیہ طور بیباکی اور جسارت کے ساتھ احکام شریعت کی خلاف ورزی کرنے لگے نہ صفتِ غفار کو بھلا کر اُس کی رحمت سے مایوس ہوے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر مایوس ہوتے ہیں مومن مایوس نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں فرمایا۔ "لَا یَیْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ" یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر قوم ہی مایوس ہوتی ہے جس طرح صفتِ غفار کو فراموش کرکے رحمتِ الٰہی سے مایوس ہونا قرآنی ارشاد کے مطابق کافر کی شان ہے اسی طرح صفتِ قہار کو بھلا کر بے خوف اور بیباک ہوجانا کافر کے ساتھ مخصوص ہے۔ مومن دونوں صفتوں کو پیشِ نظر رکھتا ہے اسی واسطے فرمایا گیا کہ ایمان خوف و امید کے درمیان ہے (۳) ان جنتی انصاری کے واقعے سے یہ سبق ملا کہ جوتے بائیں ہاتھ میں لئے جائیں۔

حضرتِ انس ابنِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ پروردگار آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ بستر پر یا زمین پر سوئے اور شب میں دائیں بائیں کروٹ بدل کر مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو یہ مجھ کو اس وقت بھی نہیں بھولا، تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو آغوشِ رحمت میں لے کر اس کے گناہ معاف فرما دیئے (سبحان اللہ) "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (ترجمہ) میں اقرار کرتا ہوں کہ معبودِ برحق تنہا اللہ ہی ہے۔ ذات و صفات میں اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کے لئے حقیقی بادشاہت ہے اور سب خوبیاں اُسی کے لئے سزاوار ہیں، زندہ فرماتا ہے اور وفات دیتا ہے اور خود ایسا زندہ ہے کہ موت نہیں آسکتی۔ اُسی کے دستِ قدرت میں سب بھلائیاں ہیں اور وہ ہر ممکن چیز پر قدرت رکھتا ہے

شب میں بستر سے اُٹھ کر واپس آئے تو کیا کہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شب میں بستر سے اُٹھ کر پھر واپس آئے تو اُس کو جھاڑ لے اور کروٹ

یٹ کر بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کرے " بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ رَدَدْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ اَحَدًا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ "

(ترجمہ) اے اللہ تیرے ہی نامِ پاک کی مدد سے میں کروٹ پر لیٹا اور تیری ہی مدد سے اٹھوں گا اگر تو میری جان کو روک لے تو اس کی بخشش فرما دیجیو اور اگر واپس فرمائے تو اس کو ان اخلاق و اوصاف کے ساتھ محفوظ رکھیو جن کے ساتھ تو نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے "۔

درمیانِ شب میں آسمان کی طرف نگاہ کرے تو کیا کہے

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کالی کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف نظر فرما کر یہ آیت پڑھی " اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ " تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے " بے شک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں (جو قادرِ مطلق کے وجود پر دلالت کرنے والی ہیں) عقلمندوں کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں (اور اس سے اپنے بنانے والے کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے) اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا (بلکہ اپنی معرفت کے واسطے روشن دلیل بنایا) پاکی ہے تجھے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے (چوتھا پارہ سورۂ آلِ عمران) پھر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّمِنْ بَيْنِ يَدَيَّ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ "۔ یعنی اے اللہ میرے قلب میں نور پیدا فرما دے اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے سامنے نور اور پیچھے نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور (یعنی میرے قلب اور قالب کے ہر حصہ کو منور فرما دے) اور قیامت کے دن مجھے عظیم نور عطا فرمانا "۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی قدس سرہٗ القوی نے ارشاد فرمایا کہ

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جس نے ستاروں کو دیکھا اور ان کے عجائبات اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تفکر کر کے مندرجہ ذیل آیت پڑھی تو اس کے نامۂ اعمال میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
(ترجمہ) "اے ہمارے پروردگار تو نے اس کو بے کار نہ بنایا تجھ کو پاکی ہے ہر عیب سے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا"

شبِ قدر دیکھے تو کیا دعا مانگے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اگر شبِ قدر دیکھوں تو کیا کہوں؟ فرمایا یہ دعا مانگو "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"
"اے اللہ تو بے شک معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند فرماتا ہے، تو مجھ کو معاف فرمادے"

تعلیمات - مضرت اور منفعت دو چیزیں ہیں، ہر سلیم العقل انسان مضرت سے بچنا اور اس کے دور کرنے کی طلب اپنے قلب میں رکھتا ہے۔ منفعت کو حاصل کرنا اور اس کے حصول کی خواہش اپنے دل میں رکھتا ہے بلکہ حیوانات بھی مضرت رساں چیزوں سے بچتے اور نفع بخش اشیا کی جانب مائل ہوتے ہیں، یہ باتیں ظاہر ہیں، ان میں غور و فکر کی ضرورت نہیں، ہاں قابلِ غور چیز یہ ہے کہ دفع مضرت اور حصول منفعت میں سے کس کو مقدم رکھا جائے یعنی پہلے مضرت کے دفع کرنے کی جانب توجہ کی جائے پھر حصولِ منفعت کی طرف، یا پہلے منفعت حاصل کریں پھر مضرت دور کرنے کی طرف متوجہ ہوں، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا میں مولیٰ تعالیٰ سے نعمتیں مانگنے کے لئے نہیں فرمایا بلکہ کوتاہیوں اور خطاؤں کی معافی طلب کرنے کا حکم دے کر اس امر کو واضح فرمادیا کہ مضرت کا دفع کرنا منفعت کی تحصیل سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، بندہ کو چاہئے کہ دفع مضرت کی طلب کو طلبِ منفعت پر مقدم رکھے (۲) شبِ قدر جو انوارِ الٰہی کے نزول اور دعاؤں کے مقبول ہونے کے لئے مخصوص وقت ہے اس میں معافی طلب کرنے کا حکم دے کر ہمیں یہ تعلیم بھی فرمادی کہ افضل اوقات میں اہم ترین مرادیں طلب کرنا چاہئے۔ (۳) اِس ارشاد فرمودہ دعا میں ہمیں طریق سوال کی بھی تعلیم دی گئی کہ جس سے سوال کیا جائے سائل کو یہ چاہئے کہ پہلے مقام کے مناسب صفات کے ساتھ اس کی تعریف کرے جیسا کہ

اس دعا میں مولیٰ تعالیٰ کو صفت عفو کے ساتھ سراہا گیا پھر اُس سوال کو پیش کرے تاکہ سوال کے پورا ہونے میں تاخیر نہ ہو اور سائل منزلِ مقصود تک جلد تر پہنچ جائے۔

اچھا خواب دیکھے تو کیا کرے

سرکارِ کونین تاجدارِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اچھا خواب دیکھیں تو بیدار ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں اور کہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور صرف دوست یا عالم سے بیان کریں، علمِ تعبیر کے جاننے والے ائمہ فرماتے ہیں کہ خواب نہ عورت سے بیان کیا جائے نہ دشمن سے۔

برا خواب دیکھے تو کیا کرے

محبوبِ خدا سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب برا خواب دیکھیں تو بیدار ہونے کے بعد بائیں جانب تین مرتبہ "تھو تھو" کر دیں اور تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھیں اور کروٹ بدل لیں اور کسی سے بیان نہ کریں تو نقصان نہ پہنچے گا۔

جس سے خواب بیان کریں وہ کیا کہے

فاروقِ اعظم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہر بصرہ میں بحیثیت حاکم مقرر فرمایا تھا انھیں ایک مراسلہ تحریر فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جب کوئی خواب دیکھ کر اپنے بھائی سے بیان کرے تو بھائی کو چاہیے کہ یوں کہے خَیْرٌ لَّنَا وَ شَرٌّ لِاَعْدَائِنَا۔ (ترجمہ) یہ ہمارے لئے بہتر ہو اور دشمنوں کے لئے بُرا۔ مقامِ غور ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں اسلامی آداب کس قدر اہمیت رکھتے تھے کہ دار الخلافہ کی جانب سے جو مراسلہ جا رہا ہے اس میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو یہ اسلامی طریقہ تعلیم کر دیں اس کے بعد ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے نفس کا جائزہ لے کر اسلامی آداب کی طرف رغبت رکھتا ہے یا غیر مسلم اقوام کے طریقوں کو پسند کرتا ہے علمِ تعبیر کے جاننے والے ائمہ فرماتے ہیں کہ تعبیر دینے والے کو چاہیے کہ بروقت طلوعِ آفتاب اور بوقتِ غروب اور زوال کے وقت اور رات میں تعبیر نہ دے۔ (فتح الباری شرح بخاری شریف)

جھوٹا خواب بیان کرنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اشرفِ انبیا حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ جس نے جھوٹ خواب بیان کیا تو بروز قیامت اس وقت تک عذاب میں گرفتار رہنے کا مستحق ہوگا جب تک جَو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور گرہ ہرگز نہ لگا سکے گا۔ اور جو شخص ایسے لوگوں کی باتوں کی طرف کان لگائے گا جو اس کو سنانا نہیں چاہتے تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جو شخص تصویر بنائے گا تو قیامت میں اس وقت تک عذاب میں مبتلا رہنے کا سزاوار ہوگا جب تک اُس میں روح پھونکے اور ہرگز نہ پھونک سکے گا (بخاری شریف)

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب

یہ یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد نماز فجر فرمایا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا نہیں، فرمایا لیکن میں نے دیکھا ہے کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور ہاتھ پکڑ کر زمینِ شام کی طرف مجھے لے چلے۔ تو دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے اس بیٹھے ہوئے کے جبڑے میں اس طرح داخل کرتا ہے کہ چیرتا ہوا گدّی تک پہنچتا ہے پھر نکال کر دوسرے جبڑے میں داخل کرتا ہے اس وقت تک پہلا جبڑا اصلی حالت پر آجاتا ہے پھر اس سے نکال کر اُس میں اور اس سے نکال کر اس میں یہی عمل جاری ہے میں نے دریافت کیا یہ کیا ہے تو ان دونوں آدمیوں نے کہا کہ چلئے چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے سر کے قریب کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں ایک پتھر ہے اس کو لیٹے ہوئے اس کے سر پر اس قدر زور سے مارتا ہے کہ سر کچل جاتا ہے پھر پتھر کو اُٹھا کر لاتا ہے اس وقت تک سر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے پھر پتھر سے سر کو کچل دیتا ہے یہی عمل جاری ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ چلئے چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ تنور کے مانند ایک غار دیکھا جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے بہت کشادہ تھا۔ اس میں آگ جل رہی تھی اس میں کچھ برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔ آگ کے شعلے جب بلند ہوتے تو وہ مرد اور عورتیں اُن کے ساتھ غار کے منہ تک پہنچتے اور شعلوں کے پست ہونے سے پھر اندر چلے جاتے، میں نے دریافت کیا یہ کیا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ چلئے۔ چنانچہ چلے۔ یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس میں ایک آدمی تھا اور

ایک آدمی کنارے پر جس کے سامنے پتھر پڑا ہوا تھا۔ اندر والا آدمی کنارے کے قریب پہنچ کر جب نکلنا چاہتا تو یہ کنارے والا آدمی اس قدر زور سے اس کے منہ پر پتھر مارتا کہ جہاں تھا وہیں پہنچ جاتا پھر وہ کنارے کی طرف نکلنے کے واسطے آتا یہ پھر پتھر مارتا یہی عمل طرفین سے جاری تھا میں نے دریافت کیا یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ چلئے چنانچہ چلے حتیٰ کہ ایک سرسبز باغ میں پہنچے اس میں ایک بڑا درخت تھا جس کی جڑ میں ایک بوڑھا آدمی اور کچھ بچے تھے اس درخت کے قریب ایک آدمی آگ جلا رہا تھا میرے دونوں ساتھی مجھ کو لے کر اس درخت پر چڑھ گئے اور درخت کے درمیان ایک مکان تھا اس میں مجھ کو داخل کر دیا۔ ایسا خوبصورت مکان میں نے نہ دیکھا تھا اس میں بوڑھے اور جوان مرد تھے بچے اور عورتیں بھی تھیں پھر مجھ کو اس مکان سے نکال کر درخت کے اوپر چڑھے اور ایسے مکان میں داخل کیا جو اس سے بہترین تھا۔ اس میں بوڑھے اور جوان تھے میں نے ان دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تم نے مجھے رات بھر گھمایا بتاؤ میں نے جو کچھ دیکھا وہ کیا ہے تو انھوں نے بتایا کہ جس آدمی کے جبڑے چیرے جا رہے تھے وہ جھوٹا ہے کہ جھوٹی بات کہہ دیتا تھا۔ سننے والے اس بات کو اوروں سے بیان کرتے وہ دوسروں سے یہاں تک دنیا بھر میں پھیل جاتی۔ قیامت تک اس پر یہی عذاب کیا جائے گا۔ اور جن کا سر کچلتا ملاحظہ فرمایا تھا یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم قرآن عطا فرمایا نہ رات میں اس کی تلاوت کی نہ دن میں اُس کے احکام پر عمل کیا قیامت تک اس پر یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ اور جن کو اس غار میں ملاحظہ فرمایا تھا یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جنھوں نے دنیا میں زنا کاری کی تھی اور جن کو خون کی نہر میں ملاحظہ فرمایا وہ سود خوار ہے اور اُس بڑے درخت کی جڑ میں جو بوڑھے آدمی تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہیں اُن کے پاس جو بچے تھے وہ لوگوں کی اولاد ہیں۔ اور اس درخت کے قریب جو صاحب آگ جلا رہے تھے وہ مالک خازن ہیں۔ اور جس مکان میں آپ پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے وہ عام مسلمانوں کا مکان ہے اور یہ مکان شہیدوں کے واسطے ہے میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں آپ سر اٹھائیے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے سر اٹھایا تو ایک سفید ابر نظر آیا۔ اُن دونوں نے عرض کیا کہ یہ حضور کا مقام ہے آپ نے فرمایا چھوڑ دو تاکہ میں داخل ہو جاؤں۔ عرض کیا کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے جب پوری ہو جائے گی تو اس میں تشریف لے جائیں گے (بخاری شریف)

سونے سے بیدار ہو تو کیا کرے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب خواب سے بیدار ہوتے تو یہ کلمہ فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ (ترجمہ) سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے موت (خواب) کے بعد ہمیں حیات (بیداری) عطا فرمائی اور روزِ قیامت اعمال کی جزا کے واسطے اسی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے مُردوں کو زندہ کرکے قبر سے نکالا جائے گا۔ **تعلیمات**۔ اس نبوی عمل میں ہمارے لئے چند چیزوں کی تعلیم ہے (۱) یہ کہ وصولِ نعمت پر اپنے منعم کا شکر بجالائے تاکہ حسبِ وعدہ قرآنی مزید نعمتیں پائے (۲) منعم کی بوجہ نعمت تعظیم کرنے کو شکر کہتے ہیں۔ یہ تعظیم قلب سے ہو یا زبان سے یا دیگر اعضاء سے جس طرح سے بھی ہو گی شکر ادا ہو جائے گا۔ مگر جو تعظیم زبان سے کی جائے وہ اعلیٰ درجہ کا شکر ہے۔ اس لئے کہ یہ نعمت کو زیادہ آشکارا کرتی ہے۔ بخلاف قلبی تعظیم کے کہ وہ خود مخفی چیز ہے۔ نیز تعظیم زبان کی دلالت ثبوتِ نعمت پر ظاہر تر ہے۔ ذکی بلید ہر شخص اس پر مطلع ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ معانی الفاظ سے واقفیت رکھتا ہو۔ بخلاف دیگر اعضاء کی تعظیم کے کہ اس کی دلالت ایسی نہیں۔ نظر بر ایں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلْحَمْدُ رَاسُ الشُّکْرِ مَا شَکَرَ اللّٰہَ مَنْ لَّمْ یَحْمَدْہُ یعنی زبان سے تعظیم کرنا اعلیٰ درجہ کا شکر ہے جس نے زبان سے تعظیم نہ کی اس نے اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ درجہ کا شکر ادا نہ کیا۔ یہ تو ارشادِ نبوی ہے اور وہ عمل تھا کہ نعمتِ بیداری پانے پر اپنے منعم حقیقی کی مذکورہ بالا کلمات کے ساتھ زبان سے تعظیم بجالائے۔ پس نبوی قول اور نبوی عمل سے دونوں سے ہمیں یہ تعلیم دی گئی کہ حصولِ نعمت پر شکر کا اعلیٰ درجہ اختیار کریں۔ (۳) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کلیات میں بیداری کا تذکرہ فرماکر یہ تعلیم بھی فرمادی کہ کلماتِ شکر میں اُس نعمت کا بھی ذکر کر دینا چاہئے جس کے حصول پر شکر ادا کیا جا رہا ہے اس لئے کہ ذکرِ نعمت سے منعم کی محبت بڑھتی اور خلوص پیدا ہوتا ہے (۴) عربی زبان میں لفظ نا جمع کی ضمیر (پرونا وُن) ہے جب متکلّم اپنے ساتھ کسی حیثیت سے اوروں کو شریک کرنا چاہتا ہے تو اس وقت جمع کی ضمیر استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً بندہ مولا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ یعنی سیدھے راستے کی طلب میں۔ بندے نے اپنے ساتھ دوسرے دینی بھائیوں

کو بھی شریک کر لیا۔ اسی واسطے اِھْدِنَا میں ضمیر جمع ذکر کی اور اگر کسی حیثیت سے دوسروں کو شریک کرنا مقصود نہ ہوتا تو اِھْدِنِی الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہا جاتا جس کا ترجمہ یہ ہوتا "مجھکو سیدھا راستہ دکھا" اور دوسروں کو اپنے ساتھ ثواب میں شریک کرنے کے متکلم جمع کی ضمیر استعمال کرتا ہے۔ مثلاً مسلم نے کہا نَحْمَدُ اللّٰہَ تَعَالٰی ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں تو چونکہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں جو کلمہ مسلم کی زبان سے نکلتا ہے اس پر ثواب ملتا ہے اس لئے یہاں پر جمع کی ضمیر استعمال کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ان کلمات کے ثواب میں دوسروں کو شریک کر لیا جائے۔ اگر یہ مقصود نہ ہوتا تو واحد کی ضمیر لائی جاتی اور اَحْمَدُ اللّٰہَ تَعَالٰی کہا جاتا اور ترجمہ یہ ہوتا "میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں۔ پس نظر برآن رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا کلماتِ شکر جمع کی ضمیر کے ساتھ اَحْیَانَا اور اَمَاتَنَا فرما کر ان کے ثواب میں اپنے ساتھ اپنی اُمّت کو بھی شریک فرمالیا تو ہمیں اس عملِ نبوی سے یہ تعلیم حاصل ہوئی کہ مسلم کا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ اپنے دینوی بھائیوں کی ہمدردی اور خیر خواہی میں فروگذاشت نہ کرے۔ ان کو ہر ممکن طریقے سے نفع پہنچانے کی سعی عمل میں لائے حتیٰ کہ کلمات حمد و شکر میں بھی ان کو شریک کر لے۔

ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے اس واسطے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروقت بیعت یہ شرط بھی فرمالیتے کہ بیعت ہونے والا ہر مسلم کی خیر خواہی کرے گا۔ بخاری شریف میں ہے کہ جریر ابن عبداللہ بجلی نے فرمایا کہ میں نے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں پر اس شرط سے بیعت کی تھی کہ نماز پڑھتا رہوں گا زکوٰۃ دیتا رہوں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرتا رہوں گا۔ چنانچہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر شرطوں کے ساتھ تازیست اس شرط کو بھی کامل طور پر پورا فرماتے رہے ایک مرتبہ اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کے واسطے حکم فرمایا۔ غلام نے ایک گھوڑا تین سو روپے میں خریدا اور گھوڑے والے کو ہمراہ لے کر واپس آیا تاکہ اُس کو قیمت دلوادی جائے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑے والے سے فرمایا کہ تمہارا گھوڑا تین سو روپے سے زائد قیمت کا ہے۔ اس کو چار سو میں فروخت کرتے ہو، اُس نے کہا آپ کو اختیار ہے۔ آپ نے فرمایا یہ چار سو روپے سے بھی زائد کا ہے پانچ سو میں فروخت کرتے ہو۔ اُس نے کہا آپ مختار ہیں۔ آپ قیمت بڑھاتے گئے وہ راضی ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اُس کو آٹھ سو میں خرید فرمایا۔ لوگوں نے کہا آپ نے یہ کیا کیا۔

جب وہ تین سو میں دے چکا تھا پھر قیمت بڑھانے کے کیا معنی۔ آپ نے فرمایا میں نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اس شرط سے بیعت کی تھی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا تو اس کو پورا کر رہا ہوں۔ سُبْحَانَ اللہ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ برادرانِ اسلام! اس واقعہ کو پڑھنے یا سننے کے بعد ہر مسلم مرد اور ہر مسلم خاتون کا فرض ہے کہ اپنے اپنے دل کے گوشوں پر گہری نظر ڈال کر معلوم کریں کہ ان میں سے کسی اپنے مسلمان بھائی کی بدخواہی کا ارادہ یا اس کو ضرر پہنچانے کا خیال تو پوشیدہ نہیں ہے اگر ہو تو فوراً قلب کو اس سے پاک کر لیں اور حضورِ قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں یَا رَبِّ مُحَمَّدٍ شبِ معراج کے دولہا کا صدقہ یا ربِّ مُحَمَّدٍ کشورِ رسالت کے بادشاہ کا صدقہ یا ربِّ مُحَمَّدٍ سبز گنبد والے آقا کا صدقہ حضرت جریر کی طرح ہمارے دلوں کو بھی مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے جذبات سے لبریز فرما دے اور ان کی طرح تا زیست اس پر عامل رہنے کی توفیق عطا فرما، آمین! (۵) سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کلماتِ شکر کے اخیر میں وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ فرما کر مسئلہ معاد پر تنبیہ فرما دی اور یہ تعلیم دی کہ جو ذات نیند طاری کرنے کے بعد بیدار کرنے پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دنیا میں موت دینے کے بعد قیامت کے دن زندہ فرمائے اس لئے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے۔ اور یہ تعلیم بھی فرمائی کہ ہر انسان کو مرنے کے بعد زندہ ہو کر اپنے اعمال کی جزا پانی ہے۔ عاقل کا فرض ہے کہ اس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عمل کرے کبھی اس سے غافل نہ ہو۔

نمازِ تہجّد

نمازِ عشاء کے بعد اور فجرِ صادق سے پہلے اس درمیان میں سونے کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں ان کو نمازِ تہجّد کہتے ہیں کم سے کم اس کی دو ۲ رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق پر چار چار کر کے پڑھنا افضل ہے حضورِ پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ نماز فرض تھی۔ اُمّت سے فرضیت منسوخ ہو گئی اب سنّت ہے۔

نمازِ تہجّد کی فضیلت

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تہجّد پڑھنے والوں کا تذکرہ فرمایا۔ اکیسویں پارہ میں سورۂ سجدہ کے دوسرے رکوع میں اس طرح ذکر فرمایا:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یعنی شب میں ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں. ناراضگی کے خوف اور رحمت کی طمع میں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور ہماری دی ہوئی دولت سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں تو آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی نعمتیں جو اُن کے واسطے پوشیدہ رکھی گئی ہیں اُن کا کسی نفس کو علم نہیں حتیٰ کہ فرشتے بھی ان سے لاعلم ہیں. حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں جب اوّلین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو منادی ایسی آواز سے ندا کرے گا جس کو تمام مخلوق سُنے گی کہ ابھی سب کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ آج مولیٰ تعالیٰ کے کرم کا زیادہ حق دار کون ہے پھر منادی واپس آکر کہے گا وہ حضرات کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو شب میں بستر سے علیحدہ ہو جاتے تھے. ایسے بندے کم تعداد میں ہوں گے. پھر لوٹ کر منادی آئے گا اور کہے گا وہ حضرات بھی کھڑے ہو جائیں جو تنگدستی اور بیماری میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجہ کا شکریہ پیش کیا کرتے تھے اور یہ بھی قلیل ہوں گے. پھر اُن سب کو جنّت میں لے جائیں گے اس کے بعد باقی لوگوں کا حساب ہوگا. (تفسیر کشاف) حدیث. سرکارِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان سوتے وقت گُدی پر تین گرہ لگا دیتا ہے، ہر ایک گرہ کی جگہ یہ کلمات پڑھ پڑھ کر دم کرتا ہے. عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ ترجمہ. بڑی رات پڑی ہے سو تا رہ. پس اگر بندہ شب میں بیدار ہوا اور ذکرِ الٰہی کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر نماز پڑھی تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے پھر صبح کو بندہ بشاش ہوتا ہے اور اگر شب میں بیدار نہ ہوا تو قلب میں انقباض اور طبیعت کسلمند ہوتی ہے.

سرکارِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ تم چاہتے ہو کہ حالتِ حیات و ممات میں، قبر میں اور قبر سے اُٹھتے وقت قیامت کے دن تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تو رات میں اُٹھ کر اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے نماز پڑھو. اے ابو ہریرہ اپنے گھر کے گوشوں میں نماز پڑھو تو تمہارے گھر کا نور آسمان میں پہنچے گا جیسے کہ ستاروں کا نور زمین والوں کو محسوس ہوتا ہے. حدیث نیز فرمایا رات کی نماز اختیار کرو کہ یہ تم سے پہلے نیک بندوں کا طریقہ ہے اور قربِ الٰہی

کے حصول کا ذریعہ ہے، گناہ معاف ہونے کا سبب اور بدن کی بیماریاں دور ہونے کے لئے موجب ہے اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔ حدیث۔ سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم کسی سفر کا ارادہ کرو تو اس کے لئے سامان کرو گے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا، تو سفرِ قیامت کے لئے سامان کرنا زیادہ اہم ہے ہم ایسی چیزیں تعلیم دیں جو اس دن تمہیں نفع پہنچائیں۔ عرض کیا، میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں تعلیم فرمائیے۔ فرمایا سخت گرمی کے دن روزہ رکھا کرو۔ قیامت کی گرمی سے محفوظ ہونے کے لئے، شب کی تاریکی میں دو رکعت پڑھا کرو قبر کی وحشت دور ہونے کے واسطے، حج کیا کرو تاکہ تمہارے عظیم الشان کام بحسن وخوبی انجام پائیں، مسکین پر صدقہ کرو۔ اتنی طاقت نہ ہو تو اچھا کلمہ زبان سے نکالو یہ بھی صدقہ کرنا ہے یا بری بات کہنے سے زبان روکو یہ بھی صدقہ کرنا ہے۔ حدیث۔ اشرفِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے پر رحم فرمائے جس نے شب میں اُٹھ کر نماز پڑھی پھر اپنی بیوی کو بیدار کیا تو اُس نے بھی نماز ادا کی اور اگر بیوی انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے اسی طرح عورت کے لئے بھی دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جس نے شب میں بیدار ہو کر نماز پڑھی پھر اپنے شوہر کو بیدار کیا تو اُس نے بھی نماز ادا کی اور اگر شوہر انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے۔ کیسے خوش نصیب ہیں وہ مرد عورت جو محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس دُعا کا مصداق بنیں۔ حدیث۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا جو رات بھر سویا یہاں تک کہ صبح ہوگئی فرمایا یہ ایسا شخص ہے جس کے کان میں شیطان پیشاب کر گیا جس کی وجہ سے شب کی برکتوں سے محروم رہا۔ حدیث۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب میں اس قدر قیام فرماتے کہ پائے مبارک متورم ہو کر پھٹ جاتے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا حضور اتنی تکلیف برداشت کیوں فرماتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے صدقے میں حضور کے اگلے پچھلے جملہ متعلقین کی لغزشیں اور ان کے گناہ معاف فرمادیئے۔ فرمایا تو کیا میں بندہ شکر گذار نہ ہوں یعنی شب بیداری اور اس میں یہ سخت ترین ریاضت پروردگارِ عالم کے اس احسانِ عظیم کا شکریہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ہونے والے میرے تمام متوسلین کی لغزشوں اور خطاؤں کی مغفرت میری

وجہ سے فرمادی یوسف ابن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زیر عرش ایک فرشتہ بہ شکل مرغ ہے جس کے پنجے موتیوں کے اور کانٹا سبز زمرد کا۔ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گذر جاتا ہے تو اپنے بازو پھڑپھڑا کر بولتا اور کہتا ہے۔ چاہیئے کہ قیام کرنے والے قائم ہوجائیں اور جب نصف رات گذر جاتی ہے تو پہلے کی طرح بازو پھڑپھڑا کر کہتا ہے کہ تہجد پڑھنے والے اُٹھ بیٹھیں اور جب دو تہائی رات گذر جاتی ہے تو پھر بازو پھڑپھڑا کر کہتا ہے چاہیئے کہ نماز پڑھنے والے اُٹھ جائیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو بازو پھڑپھڑا کر کہتا ہے کہ غفلت والے اپنے گناہوں کے ساتھ اُٹھ بیٹھیں (احیاء العلوم) اور اگر فجر سے پیشتر اُٹھ کر معبودِ حقیقی کی جناب میں سربسجود ہوجاتے اور استغفار کرتے تو وہ اپنی رحمت سے مغفرت فرمادیتا گناہ باقی نہ رہتے۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف شب بیدار رہتے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے پاس سے آپ کا گذر ہوا تو انھوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ تمام شب بیدار رہتے ہیں آپ نے دل میں کہا کہ شرم کی بات ہے کہ لوگ میرے متعلق ایسی چیز بیان کریں جو نہیں کرتا۔ اس کے بعد تمام شب بیدار رہنا شروع کردیا اور پینتالیس برس تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا فرمائی (مثنوی)

چشمہائے عاشقاں را خواب نیست	یک زماں آں چشمہا بے آب نیست
خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار	چشمِ او چوں شمع باید اشکبار

مُسلم خواتین غور فرمائیں۔ خواجہ حسن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک کنیز تھی جس کو فروخت فرمادیا جب وہ خریدنے والے کے یہاں پہنچیں تو رات آدھی گزرنے پر اُٹھ بیٹھیں اور باآواز بلند کہنے لگیں کہ اے گھر والو نماز نماز! انھوں نے متعجب ہوکر دریافت کیا کہ کیا صبح ہوگئی اُن کنیز نے فرمایا کہ آپ لوگ فرض نماز کے سوا اور نماز نہیں پڑھتے۔ اُنھوں نے کہا نہیں۔ کنیز صبح کو حسن صالح کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ نے ایسے لوگوں کے ہاتھ مجھے فروخت فرمادیا جو نمازِ تہجد نہیں پڑھتے۔ مجھے واپس فرمالیں۔ چنانچہ خواجہ نے واپس فرمالیا۔ عبداللہ حسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک کنیز تھی میں نے آدھی رات گزرنے پر دیکھا کہ سجدہ میں پڑی کہہ رہی ہیں الٰہی میرے ساتھ جو تجھ کو محبت ہے اس کے وسیلے سے میری مغفرت فرمادے۔ میں نے کہا کہ یوں نہ کہو! بلکہ یوں کہو کہ مجھ کو جو تیرے ساتھ محبت ہے الٰہی اس کے وسیلے سے میری مغفرت

فرمادے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے محبت نہ فرماتا ہو۔ کنیز نے کہا کہ خاموش رہو۔ اس کو میرے ساتھ محبت ہے جبھی تو مجھ کو دارالشرک سے نکال کر دارالاسلام میں پہنچایا۔ وہ مجھ سے یقیناً محبت فرماتا ہے جبھی تو مجھ کو بیدار کر کے اپنی جناب میں سجدے کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور آپ کو بستر پر سوتا رکھا۔ عبداللہ حسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس گفتگو سے متاثر ہو کر میں نے اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے میں نے تم کو آزاد کر دیا۔ کنیز نے کہا کہ اے میرے آقا تم نے میرے ساتھ بُرا کیا۔ اب تک مجھے دو اجر ملتے تھے ایک تمہاری خدمت کا اور ایک اپنے مالکِ حقیقی کی خدمت کا اب ایک ہی رہ گیا یہ کہہ کر اس کنیز نے ایک چیخ مار کر کہا کہ یہ تو میرے مجازی مالک کی جانب سے آزادی ہے تو حقیقی مالک کی جانب سے آزادی کیسی ہوگی۔ پھر زمین پر گریں اور جاں بحق ہو گئیں بشارتِ عظیم یہ کہ تہجّد پڑھنے والے بلا حساب جنّت میں جائیں گے۔

دولتِ تہجّد پانے کے شرائط

شب میں بیدار ہو کر عبادت میں مشغول ہونا بہت دشوار مگر جو لوگ مندرجہ ذیل شرائط کے پابند ہوتے ہیں اُن کو ہر شب یہ دولت حاصل ہوتی ہے اس کے حصول کے واسطے چار شرطیں ظاہری ہیں اور چار باطنی۔ ظاہری یہ ہیں (۱) کم کھانا کہ زیادہ کھانے سے پانی زیادہ پیا جائے گا جس سے نیند غالب ہوگی اور شب میں اٹھنا گراں ہوگا۔ (۲) دن میں اس قدر شاق کام نہ کرے جس سے اعضا میں ماندگی اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہو جائے اس لئے کہ اس سے بھی نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ (۳) دن میں قیلولہ ترک نہ کرے کہ قیامِ شب میں مدد پہنچانے کے واسطے مسنون ہے۔ (۴) تمام شرطوں سے اہم شرط یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے کہ اس سے قساوت پیدا ہوتی ہے جو بندے اور اسبابِ رحمت کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ امام ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک گناہ کے باعث پانچ مہینے تک قیامِ شب سے محروم رہا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ گناہ کیا تھا۔ فرمایا میں نے ایک شخص کو روتے دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ ریاکار ہے۔

باطنی شرطیں یہ ہیں (۱) قلب کو کینۂ مسلم سے پاک اور فضول افکار دنیوی سے صاف رکھے ورنہ بیداری نصیب بھی ہوئی تو بحالتِ نماز بھی خیالات قلب میں آئیں گے (۲) قلب میں خوفِ الٰہی کے ساتھ آرزوؤں کی کمی ہو۔ (۳) آیاتِ قرآنی واحادیثِ نبوی اور اسلاف کے مقالات سے

قیامِ شب کی فضیلت معلوم کرے تاکہ رغبت مستحکم ہوجائے (۴) حبِّ الٰہی اور یہ اعتقاد رکھے کہ میں اپنے رب سے مناجات کررہا ہوں اور وہ میرے احوال پر مطلع ہے۔ یہ باطنی شرطوں میں سب سے اہم شرط ہے۔

کپڑے پہنے تو کیا پڑھے؟

نیند سے بیدار ہوکر کپڑے پہنے تو بارگاہِ الٰہی میں مندرجہ ذیل کلمات بطور شکریہ ادا کرے۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہوجائیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَ رَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ۔
ترجمہ۔ سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور میری قوت و طاقت کے بغیر مجھ کو یہ عطا فرمایا۔

کپڑے پہنے کا اسلامی طریقہ

جن کپڑوں میں پہنتے وقت دائیں بائیں جانب ہوتی ہے اُن میں پہلے دائیں جانب پہنے پھر بائیں۔ مثلاً کرتا پہنتا ہے تو پہلے دائیں آستین پہنے پھر بائیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کپڑے پہنو تو دائیں جانب سے ابتدا کرو۔ پائجامہ کو بیٹھ کر پہنے اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھے[۱]۔ عمامہ کی مقدار چھ گز ہے (۱۲ ہاتھ)

کپڑے اُتارے تو کیا پڑھے

یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام پاک کی مدد سے کپڑا اُتارتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلم کپڑے اُتارنے کا ارادہ کرے تو ان کلمات کو پڑھ لے۔ بدن کے جن حصّوں کا چھپانا ضروری ہے اُن حصّوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان ان کلمات کے پڑھنے سے پردہ قائم ہوجاتا ہے۔ پھر جنوں کو وہ حصّے نظر نہیں آتے اس لئے مسلم ان کے ضرر سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک مرد کو چھپانا ضروری۔ چہرے اور ہتھیلیوں کے سوا سارے بدن کا چھپانا

[۱] عمامہ ٹوپی پر باندھے اور اس طرح باندھے کہ ٹوپی نظر نہ آئے بغیر ٹوپی بھی مکروہ اور نظر آنا بھی مکروہ۔

عورت پر لازم ہے لیکن بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے منہ کھولنا منع ہے۔

کپڑے اُتارنے کا اسلامی طریقہ

جن کپڑوں میں دائیں بائیں جانب ہیں اُتارتے وقت بائیں جانب پہلے اُتارے پھر دائیں جانب مثلاً کرتا اُتارتے وقت پہلے بائیں آستین اُتارے پھر دائیں۔ ایسے ہی پاجامہ کا بایاں پائنچہ پہلے اُتارے پھر دایاں۔ اور پاجامہ کو بیٹھ کر اُتارے۔

نیا کپڑا پہنے تو کیا پڑھے

جلیل القدر صحابی حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی قسم کا نیا کپڑا پہنتے تو یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا ھُوَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا ھُوَ لَہٗ۔ ترجمہ۔ اے اللہ تیرے لئے حمد ہے کہ تو نے مجھ کو یہ نیا کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کی خیر اور جس کام کے لئے یہ ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کی شر سے اور جس کام کے لئے یہ ہے اس کی شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

تعلیمات: جس طرح دنیا کی دوسری چیزوں میں خیر اور شر دونوں کو دخل ہے۔ نبوی ارشاد سے معلوم ہوا کہ کپڑے میں بھی خیر اور شر دونوں ہوتی ہیں۔ کپڑے میں خیر یہ ہے کہ آرام پہنچائے تکلیف دہ چیزوں سے محفوظ رکھے۔ شر یہ ہے کہ اس سے کسی قسم کی تکلیف پہنچے۔ مثلاً کپڑے میں پاؤں اُلجھا اور ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ جس مقصد کے لئے کپڑا پہنا ہے اس میں بھی خیر اور شر دونوں ہوتی ہیں کپڑے کو بدن چھپانے یا زیب و زینت کی نیت سے استعمال کیا تو یہ خیر ہے اور اگر تکبر یا ریاکاری کی نیت سے استعمال کیا تو یہ شر ہے (۲) اس نبوی ارشاد سے ہمیں یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ مسلم کا تعلق اپنے معبودِ حقیقی کے ساتھ اتنا قوی ہونا چاہیئے کہ زندگی کی ہر چھوٹی سے چھوٹی ضرورت انجام دیتے وقت توجہ اسی کی جانب رہے یہاں تک کہ کپڑے پہنتے وقت اس سے غافل نہ ہو۔ (۳) یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ نعمت ملنے پر پہلے مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجہ کا شکریہ پیش کرے تاکہ حسبِ وعدہ الٰہی مزید نعمتوں کے پانے کا مستحق بنے پھر دوسری حاجتوں کے طلب کرنے کی طرف متوجہ ہو۔

کپڑوں کے مسائل

سُرخ کپڑا پہننا مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ بشرطیکہ کُسُم[۱] میں رنگا ہو۔

۱. معنی

ورنہ جائز ہے۔ جلیل القدر صحابی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص سُرخ کپڑے پہنے گذرا اور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب نہ دیا (ترمذی شریف) زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے بھی مرد کے واسطے مکروہ ہیں، عورتوں کے واسطے نہیں۔ باریک کپڑے پہننا جن سے بدن نظر آئے عورت کے لئے درست نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری بہن اسما حضور کی خدمت میں باریک کپڑے پہن کر حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسما عورت جب بالغ ہو جائے تو چہرہ اور کفِ دست کے سوا بدن کے کسی حصہ کا دکھا جانا درست نہیں۔ پائجامہ یا تہبند اتنا دراز کہ ٹخنوں کے نیچے پہنچے مرد کے واسطے مکروہ ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مومن کا ازار نصف پنڈلی تک ہونا چاہیئے اور اگر ٹخنوں تک ہو تب بھی کوئی حرج نہیں اور جو ٹخنوں کے نیچے ہو وہ دوزخ میں جائے گا۔ یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا اور جو شخص تکبر اور شیخی سے ازار دراز کرے گا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی جانب نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔ عمامہ یعنی پگڑی، ٹوپی کے اوپر باندھنا چاہیئے۔ حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں اور وہ بغیر ٹوپی کے۔ ٹوپی پر اس طرح باندھے کہ ٹوپی نظر نہ آئے۔

قومی امتیاز

قوم مسلم کی پستی کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے قومی امتیاز کو ترک کر دیا۔ دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کے بجائے خود اُن کے اندر جذب ہو گئی۔ ہر قوم کی بقا اُس کے امتیازات کے ساتھ وابستہ ہے امتیازات کے ختم ہونے سے قوم فنا ہو جاتی ہے دوسری اقوام کی نگاہوں میں اس کی وقعت باقی نہیں رہتی۔ اسی نکتہ پر متنبہ کرنے کے لئے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ اُسی قوم میں شمار کیا جائے گا خواہ مشابہت اعمال میں ہو یا اخلاق میں یا لباس میں یا کسی اور چیز میں۔ ابھی ابھی گذرا کہ قومی امتیاز کی اہمیت ملحوظ رکھتے ہوئے یہ گوارا نہ فرمایا کہ مسلم غیر مسلم کے ساتھ عمامہ باندھنے میں بھی مشابہ ہو اور صاف صاف فرما دیا کہ عمامہ کے بارے میں

ہمارا قومی امتیاز یہ ہے کہ ٹوپی پر باندھا جائے .تاکہ مسلم قوم اپنے لباس میں بھی غیر مسلم سے ممتاز رہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا جو گلاب کے زیرے میں رنگے ہوئے تھے یعنی زرد تھے تو فرمایا بیشک یہ کافروں کا لباس ہے آئندہ نہ پہننا۔ انہیں حضور کی ناگواری کا احساس ہوا مکان پر واپس آئے اور اُن دونوں کپڑوں کو جلا دیا۔ دوسرے دن خدمت میں حاضر ہوئے دریافت فرمایا وہ کپڑے کیا ہوئے۔ عرض کیا اُن کو جلا دیا گیا۔ فرمایا اپنے گھر کی عورتوں میں سے کسی کو دے دیئے ہوتے کہ عورتوں کے لئے زرد کپڑوں کے پہننے میں کوئی ہرج نہیں۔ آہ مقامِ غور ہے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے رنگ میں بھی کفار کے ساتھ مشابہت گوارا نہ فرمائی اور آج بھی ہماری حالت اس قدر ناگفتنی ہو چکی ہے کہ غیروں کی معاشرت وضع قطع اور لباس میں ڈوب گئے اسلامی طریقے چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ انہیں حالات سے متاثر ہو کر اقبال نے کہا تھا ؎

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار — مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود — ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
کس کی نظروں میں سمایا ہے شعارِ اغیار — ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود — یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں — کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں
یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو — تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو

بزرگانِ دین کے کپڑے

اپنے پاس رکھنا حصولِ برکت کے لئے مفید ہے انہیں دھو کر پانی اگر مریضوں کو استعمال کرایا جائے تو شفا حاصل ہوتی ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء نے ایک جُبہ نکالا اور فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جُبہ ہے جو حضرت عائشہ کے پاس تھا جب اُن کا وصال ہوا تو میرے پاس آیا۔ تو اب ہم بغرضِ حصولِ شفا اُسے دھو کر مریضوں کو پلاتے ہیں۔

جوتے پہننے اور اُتارنے کا اسلامی طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد

فرمایا جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے دایاں پھر بایاں اور جب اُتارے تو پہلے بایاں پھر دایاں۔ نیز فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پہنے یا دونوں اتارے۔

اعلیٰحضرت اور سنّت پر عمل

مسجد سے جب باہر آنا ہو تو قدم مسجد سے بایاں نکالے اور جوتا پہلے سیدھے پیر میں پہنے۔ اس سنّت کو اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس طرح ادا فرماتے کہ مسجد سے بایاں پیر نکال کر پیر بائیں جوتے پر رکھ لیتے جب سیدھا پیر نکال کر جوتا پہن لیتے تب بایاں پیر جوتے میں ڈالتے۔ سیدھی سمت سے شروع کا اس قدر خیال فرماتے کہ بسم اللہ ۷۸۶ کو بھی پہلے چھ آٹھ سات اسی طرح دیگر نقوش کے اعداد تحریر فرماتے کسی شخص کو جب کچھ عنایت فرماتے خود تو سیدھے ہاتھ سے کام لیتے ہی مگر کتنی ہی مصروفیت ہوتی لینے والے کو بھی سیدھے ہی ہاتھ میں لینے پر مجبور فرماتے۔

زرد جوتا پہننا پسندیدہ ہے۔ مولائے مُشکل کشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو زرد رنگ کا جوتا پہنے گا اس کے افکار میں کمی ہوگی۔

سیاہ جوتا پہننا ناپسندیدہ ہے۔ جلیل القدر صحابی عبداللہ بن زبیر اور امام جلیل محمد ابن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیاہ جوتا پہننے سے منع فرماتے تھے۔ اس لئے کہ اس سے افکار پیدا ہوتے ہیں (روح البیان شریف)

بیت الخلا جانے کا اسلامی طریقہ

داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ اس لئے کہ مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے جب کوئی بیت الخلا میں جانے کا ارادہ کرے تو بسم اللہ پڑھ لے جنوں کی نگاہوں اور بدن کے اس حصہ کے درمیان پردہ قائم ہو جائے گا جس کا چھپانا ضروری ہے۔ پھر شیاطین اور جن نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ بیت الخلا میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں داخل کرے اور قضائے حاجت کے لئے اس طرح بیٹھے کہ نہ قبلہ کو منہ ہو اور نہ پشت[1] شرم گاہ کو نہ داہنے ہاتھ سے چھوئے نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب دو شخص پاخانے کو جائیں اور ستر کھول کر باتیں کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر غضب فرماتا ہے۔ ننگے سر پیشاب پاخانے کو جانا مکروہ ہے۔

بیت الخلا سے نکلنے کا اسلامی طریقہ

بیت الخلا سے نکلتے وقت داہنا پاؤں پہلے نکالے اور یہ کلمہ پڑھے غفرانک یعنی اے اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ اتنی دیر تیرے ذکر سے ساکت رہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

[1] عوام کا یہ کہنا غلط ہے کہ قطب یعنی شمال کو پیخانہ پھرتے وقت نہ سامنا ہو اور نہ پیٹھ، حضور کا یہ ارشاد کہ شمال کو نہ منہ ہو نہ پشت تو اس سے مراد قبلہ ہی ہے کہ مدینے سے قبلہ شمال کی سمت ہے۔

فرماتی ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو کلمہ مذکورہ فرماتے۔

پیشاب سے نہ بچنے کی سزا

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے کہ اور کسی ایسی چیز کی بنا پر عذاب نہیں ہو رہا جس سے بچنا دشوار ہوتا ایک پر اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرے پر اس لئے کہ چغلی کھاتا تھا پھر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصّے کئے اور ہر قبر پر ایک ایک حصہ نصب فرما دیا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ عمل کس لئے کیا۔ فرمایا شاخیں جب تک خشک نہ ہوں گی بیشک عذاب میں کمی ہوتی رہے گی (بخاری شریف) وہ مسلم مرد اور وہ مسلم خواتین خصوصیت سے توجہ فرمائیں جو پیشاب کرکے بغیر استنجے کے پائجامہ باندھ لیتے ہیں تعلیمات (۱) اس واقعہ سے نبوی آنکھوں کی امتیازی شان ظاہر ہوتی ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے انہیں وہ مخصوص بینائی عطا فرمائی ہے جس سے زمین کے اندرونی حالات بھی نظر آتے ہیں۔ دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ السلام کی آنکھوں کو بھی یہ امتیاز بخشا گیا تھا۔

بسم اللہ شریف کی برکت

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ ملاحظہ فرمایا کہ عذاب کے فرشتے مُردے پر عذاب کر رہے ہیں۔ یہ ملاحظہ فرماتے تشریف لے گئے اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر واپسی میں پھر ادھر سے گذرے۔ ملاحظہ فرمایا کہ اسی مُردے کے پاس رحمت کے فرشتے موجود ہیں اور اُن کے ساتھ نورانی طباق ہیں۔ متعجب ہو کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ وحی آئی کہ اے عیسیٰ یہ بندہ گنہگار تھا اسی واسطے انتقال کے بعد سے اب تک عذاب میں گرفتار رہا۔ اس نے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا تھا۔ اس کے لڑکا پیدا ہوا جس کو وہ پرورش کرتی رہی یہاں تک کہ جب وہ بڑا ہوا تو اس کو معلّم کے سپرد کر دیا ابھی معلّم نے اس کو بسم اللہ پڑھائی اس نے پڑھی تو مجھے شرم آئی کہ میں اپنے بندے پر زمین کے اندر عذاب کروں حالانکہ اس کا بیٹا زمین کے اوپر میرا نام لیتا ہو اس لئے عذاب کو رحمت سے بدل دیا گیا (تفسیر کبیر)

نبوی آنکھوں کی خصوصیّت

آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھنے کے لئے دو شرطیں ہیں

آئے گی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ آنکھوں کے سامنے ہو اگر سامنے نہیں پس پشت ہے ہرگز نہ نظر آئے گی مگر محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کے واسطے ان میں سے کوئی شرط نہ تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کو جس طرح روشنی میں نظر آتا تھا اُسی طرح تاریکی میں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرَاکُمْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ یعنی نماز کے وقت صفوں کو سیدھا کرو سیدھا کرو۔ سیدھا کرو اس لئے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بیشک میں تم کو پیچھے سے دیکھتا ہوں جیسے کہ سامنے سے (ابوداؤد شریف) بلکہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے جو لاکھوں میل کی مسافت پر آسمانی حجابات میں پوشیدہ ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور پُرنور نے فرمایا وَاللہِ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ یعنی خدا کی قسم بیشک میں اس وقت اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور ان خدا بھائی آنکھوں کی اعلیٰ درجہ کی خصوصیت یہ ہے جو کسی آنکھ کو نصیب ہوئی اور نہ تا قیامت نصیب ہو کہ انھوں نے شب معراج میں ذات الٰہی کو دیکھا جس کے دیکھنے کی تاب و طاقت آخرت سے پہلے کسی مخلوق کو نہیں دی گئی۔ شعر ؎

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتوِ صفات | تو عین ذات می نگری در تبسمے

(۲) اس واقعہ سے یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ سبز و شاداب چیزوں کے قبر پر رکھ دینے سے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ علمائے ربانی نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ نباتات جب تک خشک نہ ہوں زندہ رہتے ہیں اور اپنی مخصوص زبان سے اپنے پیدا کرنے والے کی تسبیح کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی سمجھ میں آتی ہے تسبیح ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کبھی عذاب بالکل موقوف کر دیا جاتا ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے ظاہر ہوا۔ سوال۔ سبز و شاداب نباتات کے قبر پر رکھنے سے جب عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو انہیں لوگوں کی قبر پر رکھنا چاہیے جن کے متعلق ظن غالب ہو کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوں گے تاکہ ان کے رکھنے سے عذاب میں کمی ہو جائے اور جن بندوں کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا

جیسے کہ اولیاء و شہداء، ان کے مزارات پر پھول وغیرہ نباتات رکھنے سے کیا فائدہ۔ جواب۔ فائدہ یہ ہے کہ نباتات جب خشک نہیں ہوتے ذکرِ الٰہی کرتے رہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب بندے سنتے رہتے ہیں اور ذکرِ الٰہی سے ان کے قلوب کو خاص فرحت اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں عطر پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں تو جس طرح عطر سے قلب میں فرحت محسوس ہوتی ہے اسی طرح اولیاء کرام کو نباتات کی تسبیح سے روحانی لذت و سرور حاصل ہوتا ہے اسی واسطے نبوی عمل کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جلیل القدر صحابی بریدہ ابنِ حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر پر کھجور کی دو سبز شاخیں رکھ دی جائیں (فتح الباری)

نبوی بول و براز

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھانجی امیمہ بنت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک کھجور کی لکڑی کا پیالہ تھا جس تخت پر آپ شب میں آرام فرماتے تھے اس کے نیچے رکھا رہتا تھا شب میں جب ضرورت ہوتی تو اس میں پیشاب فرمالیا کرتے تھے۔ مورخین بیان فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے نادانستہ طور پر پیاس کی شدت میں اس پیالے کے پیشاب کو پانی خیال کر کے پی لیا جب تک زندہ رہے ان کے بدن سے خوشبو آتی رہی بلکہ چند پشتوں تک ان کی اولاد کے بدن میں بھی خوشبو باقی رہی۔ ایک مرتبہ اپنی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا پیالے میں پیشاب ہے اس کو پھینک آؤ، وہ پیالے کو وہاں سے اٹھا لے گئیں اور پھینکنے کے بجائے پیشاب کو پی لیا واپس آنے پر فرمایا پیشاب کا کیا ہوا۔ عرض کیا پیاس لگی تھی اس لئے پی لیا۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہمارا پیشاب ناپاک ہوتا ہے ناپاک چیز کو کیوں پیا جاؤ منہ کو پاک کرو آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ مسکرائے اور فرمایا کہ تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تا زیست انہیں پیٹ کے درد کی شکایت نہیں ہوئی۔ ام یوسف نامی ایک اور خادمہ تھیں۔ انھوں نے بھی آپ کا مبارک پیشاب پی لیا۔ فرمایا کبھی بیمار نہ پڑو گی عمر بھر تندرست رہیں آخری وقت میں علالت پیش آئی جو موت کے لئے بہانہ تھی اور اسی میں انتقال فرمایا۔ نظر براں علماء نے فرمایا کہ آپ کا "بول و براز" پاک اور طیب و طاہر تھا۔ بدن مبارک سے بول و براز خارج ہوتے وقت خوشبو مہکتی تھی۔ زمین بول و براز کو نگل جاتی تھی۔ زمین

کی ظاہری سطح پر مطلق اثر نہ رہتا تھا (اشعۃ اللمعات وغیرہ)

وضو کے تاریخی حالات

قرآنِ پاک میں سورہ مائدہ کی وہ آیتِ کریمہ جس میں وضو کا بیان ہے اگرچہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی، مگر وضو اس سے پیشتر مکہ مکرمہ میں فرض ہو چکا تھا بلکہ وضو سابق شریعتوں کے اُن احکام سے ہے جو اس شریعت میں بھی برقرار ہیں اسی واسطے وضو اس اُمت کے خصوصیات سے نہیں۔ پہلی اُمتوں میں بھی تھا لیکن اس اُمت کی یہ خصوصیت ہے کہ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اُس کے منہ ہاتھ پاؤں چمکیں گے۔ دوسری اُمتوں کو یہ امتیازی شان حاصل نہ ہوگی۔ سوال۔ جب وضو کا حکم پہلے سے چلا آرہا ہے تو آیتِ وضو کے نازل ہونے سے کیا فائدہ۔ جواب:۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ اُمت وضو کے بارے میں بایں خیال تساہل نہ کرے کہ وضو مستقل عبادت تو ہے نہیں نماز کے تابع ہے۔ لہٰذا اس کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے اس کے بیان میں مستقل آیت نازل فرمادی گئی اگرچہ اس کا حکم پہلے سے ثابت تھا۔ اسی واسطے نماز پنجگانہ کی فرضیت سے پیشتر سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام مکہ مکرمہ میں دو رکعت صبح اور دو رکعت شام وضو کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

وضو سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ دُھل جاتے ہیں

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب دھل جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کرتا ہے تو ناک کے گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب دُھل جاتے ہیں اور جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پلکوں کے۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ یہاں تک کہ کانوں کے اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ چھوٹے بڑے سب دُھل جاتے ہیں یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارتِ عظیمہ بیان کر کے فرمایا لَا تَغْتَرُّوْا یعنی اس پر مغرور نہ ہو جانا کہ گناہوں کا ارتکاب شروع کر دو۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ وضو میں سب دُھل جائیں گے۔

اولیا آنکھوں سے گناہ دُھلتے دیکھتے ہیں

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کا آپ وضو دیکھتے تو ان گناہوں کو پہچان لیتے جو دُھل کر پانی کے ساتھ گرتے اور جدا جدا جان لیتے کہ یہ دھوون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا یا خلاف اولیٰ کا۔ بلا تفاوت اسی طرح جیسے اجسام کا کوئی مشاہدہ کرتا ہے۔ ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے ایک جوان وضو کر رہا تھا اُس کا پانی جو گرا تو آپ نے اس پر نظر فرمائی اور جوان سے فرمایا اے میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر اُس نے فوراً عرض کی میں اللہ عزّوجل کی جناب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور شخص کا دھوون دیکھ کر فرمایا شراب پینے سے اور آلاتِ لہو ولعب سننے سے توبہ کر۔ وہ بھی اسی وقت تائب ہوگیا۔ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ گناہوں کے دھوون جدا جدا پہچانتے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا یا خلاف اولیٰ کا۔ ایک بار میں اُن کے ساتھ جامع ازہر کے حوض پر گیا۔ حضرت نے استنجا کرنا چاہا مگر کچھ دیکھ کر لوٹ آئے۔ میں نے سبب پوچھا۔ فرمایا ابھی اس میں کوئی کبیرہ گناہ دھو گیا ہے اور میں نے اس شخص کو دیکھا تھا جو حضرت سے پہلے یہاں طہارت کرکے جا چکا تھا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اس سے بیان کیا کہ حضرت یوں فرماتے ہیں۔ اس نے کہا واقعی حضرت نے سچ فرمایا مجھ سے زنا واقع ہوگیا تھا پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر تائب ہوگیا۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ)

وضو کے فرائض

چار ہیں: ۱۔ منہ[1] دھونا۔ ۲۔ کہنیوں[2] سمیت دونوں ہاتھ کا دھونا۔ ۳۔ سر کا مسح کرنا۔ ۴۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔ یاد رہے کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم از کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہ کہیں گے نہ اس سے وضو ادا ہوگا اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

مسواک کے شرعی اور طبّی فوائد

بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا حکم ہر شریعت میں تھا اُنھیں میں سے مسواک بھی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ

۱؎ منہ یعنی چہرے کی حد ایک کان کی لو سے

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا) (۱) مونچھیں کترنا۔ (۲) داڑھی بڑھانا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) ناک میں پانی ڈالنا۔ (۵) ناخن ترشوانا۔ (۶) انگلیوں کی چینٹیں دھونا۔ (۷) بغل کے بال دور کرنا۔ موئے زیرناف مونڈھنا۔ (۹) استنجا کرنا۔ (۱۰) کلی کرنا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو نماز مسواک کرکے پڑھی جائے وہ اس نماز سے کہ بے مسواک پڑھی گئی ستر حصے افضل ہے نیز فرمایا اس میں دس خوبیاں ہیں۔ (۱) منہ کو صاف کرتی ہے۔ (۲) مولیٰ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے فرشتوں کے لئے۔ (۳) موجب (۴) فرحت نگاہ کو روشن کرتی ہے۔ دانتوں کو صاف رکھتی ہے۔ (۶) مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔ (۷) دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔ (۸) کھانے کو ہضم کرتی ہے۔ (۹) بلغم کو نکالتی ہے۔ (۱۰) منہ کی بو کو پاکیزہ کرتی ہے۔ وضو کی ابتدا میں مسواک کرنا مسنون ہے۔ اسی طرح بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک سارا بدن پاک ہوگیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا تو اتنا ہی بدن پاک ہوا جس پر پانی گزرا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر بسم اللہ وضو ناتمام ہے۔

وضو کے متفرق مسائل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جُنب ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا سا وضو فرما لیتے نیز فرمایا کہ جب تم میں کوئی اپنی بی بی کے پاس جاکر دوبارہ جانا چاہے تو وضو کرے۔ مسئلہ۔ قرآن کریم چھونے کے لئے وضو فرض ہے۔ مسئلہ زبانی قرآن کریم پڑھنے کے لئے وضو مستحب ہے۔ مسئلہ جھوٹ بولنے، گالی دینے، کافر سے بدن چھونے قہقہہ لگانے کے بعد وضو مستحب ہے۔

غسل کا بیان

اس کی فرضیت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں تین فرض ہیں (۱) کلّی کہ منہ کے ہر پُرزے گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اُگل دینے کو کلی کہتے ہیں۔ اگرچہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہ پہنچے۔ یوں غسل نہیں ہوتا نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز ہے بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے کی تہہ میں دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں زبان کی ہر کروٹ میں حلق کے کنارے پانی بہے۔ (۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں کا دُھلنا جہاں تک نرم جگہ ہے۔ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے بال برابر جگہ بھی دُھلنے سے نہ رہے

ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سوکھ گئی ہے تو اس کا چھڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دھونا فرض ہے۔ بلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر تنگ ہے تو حرکت دینا ضروری ہے ورنہ نہیں۔ (۳) تمام ظاہر بدن۔ یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر پُرزے ہر رونگٹے پر پانی بہہ جانا۔ اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہوگیا حالانکہ بعض اعضاء ایسے ہیں کہ جب تک اُن کی خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے نہیں دُھلیں گے اور غسل نہ ہوگا۔ چونکہ شرع میں شرم نہیں اس لئے وہ مقامات بیان کئے جاتے ہیں تاکہ مرد و عورت عمل کرکے غسل کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو سکیں۔

آٹھ مقام جن کی احتیاط مردوں پر لازم ہے

(۱) گندھے ہوئے بال کھول کر جڑ سے نوک تک دھونا (۲) مونچھوں کے نیچے کی کھال اگرچہ گھنی ہوں (۳) داڑھی کا ہر بال جڑ سے نوک تک (۴) انثیین کے ملنے کی سطحیں کہ بے جُدا کئے نہ دُھلیں گی (۵) انثیین کی سطح زیرین جوڑ تک (۶) انثیین کے نیچے کی جگہ جڑ تک (۷) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو بہت علماء کے نزدیک اُس پر فرض ہے کہ کھال چڑھ سکتی ہو تو حشفہ کھول کر دھوئے۔ (۸) اس قول پر اس کھال کے اندر پانی پہنچانا فرض ہوگا بے چڑھائے اس میں پانی ڈالے کہ چڑھنے کے بعد بند ہو جائے گی۔

دس مقام جن کی احتیاط عورتوں پر لازم ہے

(۱) گندھی چوٹی میں ہر بال کی جڑ تر کرنی۔ چوٹی کھولنی ضروری نہیں مگر جب ایسی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑ تر نہ ہوئیں گی تو کھولنا لازم ہے (۲) ڈھلکی ہوئی پستانِ شکم کے جوڑ کی تحریر (۳-۴-۵-۶-۷) فرج خارج کرنے کے چاروں لبوں کی جیبیں جڑ تک (۸) گوشت پارۂ بالا کا ہر پرت کھولے سے کھل سکے گا۔ (۹) گوشت پارہ زیریں کی سطح زیریں (۱۰) اس پارہ کے نیچے کی خالی جگہ غرض فرج خارج کے ہر گوشے پُرزے کا خیال لازم ہے۔

احادیث

(۱) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ

دھوتے پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے۔ پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے پھر تمام جلد پر پانی بہاتے (بخاری شریف)

غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

(۲) یہی ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے۔ (۳) حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو میدان میں نہاتے ملاحظہ فرمایا پھر منبر پر تشریف لے جاکر حمدِ الٰہی کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ حیا فرمانے والا اور پردہ پوش ہے۔ حیا اور پردہ کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ جب تم میں کوئی نہائے تو اُسے پردہ کرنا لازم ہے (۴) حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا تو کیا جب عورت کو احتلام ہو تو اس پر غسل ہے۔ فرمایا ہاں جبکہ پانی (منی) دیکھے یہ سُن کر اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مُنہ ڈھانک لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے (ابوداؤد شریف)

اُمّہات المومنین کی خصوصیّت

اُمّہات المومنین کو اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہونے سے بیشتر بھی احتلام سے محفوظ رکھا تھا اس لئے کہ احتلام میں شیطان کی مداخلت ہے اور شیطانی مداخلتوں سے ازواجِ مطہرات پاک ہیں۔ اسی واسطے ان کو حضرت ام سلیم کے اس سوال پر تعجب ہوا۔ (۵) حضرت مولائے مشکلکشا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر یا کتّا یا جنبی ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔

انبیاء کرام کی خصوصیّت

اَنْبِیَاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی احتلام سے محفوظ ہوتے ہیں اور وجہ وہی ہے کہ احتلام میں شیطان کی مداخلت ہوتی ہے اور شیطانی مداخلتوں سے انبیاء کرام پاک ہوتے ہیں۔ سوال حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا یاجوج ماجوج

تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن کا قد ایک سو ہاتھ لمبا ہے۔ دوسرے وہ ہیں جو ایک سو بیس ہاتھ لمبے اور اتنے ہی چوڑے ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جو اپنے ایک کان کو بچھاتے اور دوسرے کو اوڑھ لیتے ہیں۔ انہیں "یاجوج ماجوج" کے متعلق مورخین فرماتے ہیں کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں مگر حضرت حوا کے بطن سے نہیں اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سوتے میں احتلام ہوا احتلام سے جو مادہ نکلا وہ مٹی کے ساتھ مخلوط ہوگیا اس سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے (فتح الباری وغیرہ) تو پھر یہ کہنا کس طرح درست ہے کہ انبیاء کرام کو احتلام نہیں ہوتا۔ جواب احتلام دو قسم پر ہے۔ قسم اوّل۔ جو اکثر وبیشتر پیش آتی ہے یہ ہے کہ شیطان بحالتِ خواب مرد یا عورت کی شکل میں نظر آئے اور اس سے صحبت ہو یا صرف چھیڑ چھاڑ جس کی بنا پر مادہ نکلے۔ انبیاء کرام اور ازواجِ مطہرات اس قسم سے پاک ہیں کہ اس میں شیطان کی مداخلت ہے۔ قسم دوم وہ ہے جس میں شیطان کی مداخلت نہ ہو مثلاً مادہ کی تولید زیادہ ہوئی اور طبیعت نے فضلات کی طرح اس کو بھی دفع کردیا آدم علیہ السّلام کا احتلام اسی قسم کا تھا۔

صبحِ صادق

زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر صبح کو ہاتفِ غیبی تمام مخلوقات کو خطاب کرکے کہتا ہے کہ بادشاہ قدوس کی تسبیح پڑھو۔ ام المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوبِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دُعا مانگتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا ترجمہ۔ اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور پاکیزہ روزی اور مقبول عمل کا سائل ہوں۔

علمِ نافع: تعلیمات۔ وُہ ہے جس کی تحصیل کرنے والوں کے حق میں محبُوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایسے بندوں کو دیکھنا چاہے جن کو اللہ تعالیٰ نے نار و دوزخ سے آزاد فرمایا ہے تو وہ علمِ دین کے طلبہ کو دیکھ لے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں نفسِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلم ہے بسلسلۂ تحصیل علم جب طالبِ علم کی کسی عالم کے پاس آمد و رفت ہوتی ہے تو ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے اور جنت میں ہر قدم کے بدلے اس کے لئے ایک شہر تعمیر

ہوتا ہے زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے واسطے دُعا مغفرت کرتی ہے۔ صبح و شام اس کے لئے مغفرت ہوتی رہتی ہے۔ (یاد رہے کہ جو حضور کی گستاخی کے واسطے علم سیکھے یا سکھائے اُس کی یہ خصوصیت نہیں)

عُلمائے ربّانی

جن حضرات کو علمِ نافع حاصل ہوتا ہے اُن کو علمائے ربانی کہتے ہیں جو اپنے لیل و نہار کو مخلوق کی علمی خدمات میں صرف کرتے ہیں۔ ان کی **علامت** یہ ہے کہ اسلامی مفاد کے خلاف اغیار کے ہاتھوں پر کسی قیمت میں فروخت نہیں ہوتے بلکہ اپنے سچے عمل سے اغیار کو اسلام کا خادم بنا دیتے ہیں ایسے علماء کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے ایک مرتبہ سیّدِ عالم صلی تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

والد کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ کعبہ مکرمہ کی جانب نظر کرنا عبادت ہے قرآن پاک میں نظر کرنا عبادت ہے اور عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے (مگر عالم کی یہ خصوصیت ہے) کہ اس کے حق میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے عالم کی زیارت کی تو اس نے گویا میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا تو گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی اس کو میرے ساتھ بٹھائے گا (روح البیان)

مقامِ غور ہے جس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی بارگاہِ الٰہی میں یہ عزت و منزلت ہے۔ اس کی جانب سے مسلم قوم بالخصوص طبقۂ رؤساء نے کیسی شدید غفلت اختیار کی ہے۔ اَلامان الحفیظ چونکہ یہ طبقہ فکرِ معاش سے سبکدوش ہوتا ہے۔ نظر برآں اس کا اوّلین فرض تھا کہ اپنی اولاد کو اس علم کے سیکھنے کے واسطے پیش کرتا یا کم از کم اس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے مخصوص طور پر ان کی اعانت میں حصہ لیتا تو آج یہ منحوس دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا کہ علماء کے ایک گروہ نے اگرچہ وہ قلیل ہی سہی دُشمنانِ اسلام کے دوش بدوش ہو کر اسلامی مفاد کے خلاف اقدام کیا اور کر رہا ہے جس سے دینی اور دنیوی ہر اعتبار سے قوم مسلم کو وہ ٹھیس لگی ہے جو سخت دردناک ہونے کے باعث زبان سے بیان کی جا سکتی ہے اور نہ تحریر میں لائی جا سکتی ہے۔ اگرچہ یہ ٹھیس تو اسی گروہ نے لگائی مگر بایں معنی اُس میں یہ بھی شریک ہیں کہ دینی علوم سے

انھوں نے شدید بے توجہی برتی جس کا نتیجہ اس شکل میں ظاہر ہوا۔ دینی علوم کی جانب سے غفلت
اور دشمنانِ اسلام کے علوم کی طرف رغبت کا یہ عالم کہ اپنی اولاد اپنی دولت کو اُن کے لئے وقف کردیا ہے
اولاد کو انھیں علوم کی تعلیم دلانا فخر سمجھتے ہیں۔ دولت کو اُن پر صرف کرنا حصولِ معراج کا واحد ذریعہ
تصوّر کرتے ہیں۔ انگریزی مدارس قائم کرنے کے لئے اَن تھک کوششیں کی جاتی ہیں۔ انگریزی کھیل کود
کے واسطے بڑے بڑے چندے بھی دیئے جاتے ہیں جن سے بجز تضیعِ اوقات کوئی نتیجہ نہیں نکلتا
بلکہ بعض کھیلوں سے بے حیائی پیدا ہوجاتی ہے۔ دینی علوم کے لئے چندہ کرنا تو بہت ہی معیوب
ہے کہ اس میں انسلٹ ہوتی ہے۔ چندہ دینے میں بھی ہزار حیلے کئے جاتے ہیں۔ ہمارے اسی قسم کے
ناگفتنی حالات ہیں جن کی بنا پر موجودہ عذاب الٰہی مُسلّط ہے کہ حسبِ منشار غذا ملتی ہے نہ پہننے
کو کپڑا دستیاب ہوتا ہے نہ امن و امان کے ساتھ سفر کرسکتے ہیں۔ نہ گھر پر رہ کر چین کی نیند سو سکتے ہیں
امنِ عامہ میں خلل پڑ گیا ہے۔ اگر اب بھی غفلت کے پردے نہ اُٹھے اور یہی لیل و نہار رہے تو
نہ معلوم کیسے شدید عذاب نازل ہوجائیں گے۔ عاقل وہ ہے جو حوادثِ روزگار سے عبرت حاصل
کرکے جلد سے جلد اپنے عمل کی اصلاح کے واسطے متوجہ ہوجائے لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ
موجودہ مصائب سے رہائی ملے اور آئندہ آنے والی ہولناک آفتوں سے محفوظ رہیں تو فوراً نامشروع
اعمال سے تائب ہوکر علوم کی خدمت شروع کردیں اپنے بچوں کو دینی علوم کی تعلیم دلائیں، اپنی دولت
سے دینی علوم کی خدمت کریں۔ دامے، درمے، قدمے، سخنے جس سے جو خدمت ممکن ہو اس سے
دریغ نہ کیا جائے۔ (یاد رہے کہ جو نئے فرقے اللہ اور اُس کے رسول کی شانِ پاک میں عیب ڈھونڈھنے میں مصروف رہتے ہیں اُن کی
ہر طرح کی اعانت حرام ہے)۔۔

رزقِ طیّب

غذا وغیرہ ہر وہ چیز جس سے انتفاع حاصل کرنے پر جاندار قادر ہو اس کو "رزق" کہتے
ہیں۔ حلال وہ ہے جس کو شریعت جائز فرمائے۔ طیّب وہ ہے جس پر قلب مطمئن ہو، غذا کو
انسانی اعمال و اخلاق میں کافی دخل ہے جس طرح پھلوں کا خوش ذائقہ اور بدذائقہ ہونا تخم سے
متعلق ہے کہ جیسا تخم ہوگا ویسا ہی پھل، اسی طرح ہمارے اخلاق و اعمال کا حسن و قبح
ہماری روزمرہ کی غذا سے وابستہ ہے کہ نامشروع غذا سے قلب و قالب دونوں کی تخریب

ہوتی ہے۔ بے حیائی، بزدلی، قساوت وغیرہ مذموم اخلاق قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔ زنا چوری قمار بازی، سود خواری معاصی کا صدور اعضاء سے ہوتا ہے۔ مشروع غذا سے قلب میں حیا، شجاعت رقت، انکساری وغیرہ اخلاقِ حسنہ پیدا ہوتے ہیں۔ اعضاء سے اعمالِ صالحہ صادر ہوتے ہیں۔ طاعات کی ادائیگی سے گرانی نہیں محسوس ہوتی عبادات کے لئے اعضاء نرم منقاد ہو جاتے ہیں جس طرح جَو بونے سے گیہوں پیدا ہونے کی اُمید رکھنا خیالِ خام ہے اسی طرح نامشروع غذا استعمال کر کے پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی توقع کرنا سلیم العقل انسان کا کام نہیں۔ چونکہ نیک اعمال پاکیزہ غذا سے پیدا ہوتے ہیں۔ غذا اُن کے لیے بمنزلۂ تخم ہے۔ اس لئے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا دعا میں غذا کو اعمال پر مقدم ذکر فرمایا۔

صدّیقی تقویٰ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو ہر شب اپنی مزدوری کے داموں سے کھانے کی کوئی چیز خرید کر لاتا۔ آپ اس کو تناول فرماتے مگر کھانے سے پیشتر یہ دریافت فرما لیتے کہ اس کھانے کو کس طرح اور کہاں سے حاصل کیا۔ ایک شب غلام کھانا لے کر حاضر ہوا آپ نے حسبِ معمول دریافت کئے بغیر اس میں سے ایک لقمہ کھا لیا غلام نے عرض کیا کہ ہر شب سوال فرماتے تھے کہ کھانا کیسے ملا اس وقت دریافت نہ کیا۔ فرمایا ہشت بھر ترکِ سوال کا عذر بیان فرمایا کہ بھوک کی شدت کے باعث یہ عجلت ہوئی۔ اچھا اب بتاؤ کہاں سے لائے ہو۔ غلام نے عرض کیا زمانۂ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے لئے منتر پڑھا تھا جس پر معاوضہ کا وعدہ کر چکے تھے آج اُن کے یہاں تقریبِ ولیمہ تھی۔ میں نے اُن کو وہ وعدہ یاد دلایا تو انھوں نے یہ کھانا دیا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور قے کرنا شروع کر دیا۔ بہت کوشش کی کہ کسی طرح وہ لقمہ قے کے ذریعے نکل آئے۔ چہرہ کا رنگ بدل گیا مگر وہ لقمہ نہ نکلا۔ حاضرین نے مشورہ دیا کہ کچھ پانی پی کر قے کی جائے تو کامیابی ہو جائے گی۔ چنانچہ مشورہ پر عمل فرمایا تو وہ لقمہ خارج ہو گیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اس لقمہ کی وجہ سے اس قدر تکلیف برداشت کی جا رہی تھی فرمایا میں نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ہر اس جسم پر جنت حرام فرما دی ہے جس نے حرام غذا استعمال کی۔ (تنبیہ الغافلین)

فاروقی احتیاط

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ نوش فرمایا، خوش ذائقہ معلوم ہوا جس نے پیش کیا تھا اس سے دریافت فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا انھوں نے عرض کیا کہ میں فلاں چشمہ پر گیا تھا۔ وہاں زکوٰۃ کے اونٹ پانی پینے کے تھے۔ اُن کا دودھ دوہکر تقسیم ہوا مجھ کو جو مِلا وہ اس مشکیزہ میں بھر کرلے آیا تو یہ وہی ہے جو آپ نے نوش فرمایا۔ امیر المومنین نے فوراً منہ میں ہاتھ ڈال کرقے کر دیا۔ یہ کمالِ احتیاط تھی ورنہ شرعاً وہ آپ کے لئے جائز تھا۔ اس لئے کہ صدقہ کا مال اگر فقیر کسی کو پیش کر دے تو اُس کے حق میں یہ ہدیہ ہوتا ہے جس کے استعمال میں اصلاً مضائقہ نہیں۔ (مشکواۃ شریف) سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے مذکور میں **علمِ نافع۔ رزقِ طیّب۔ عملِ مقبول۔** ان چیزوں کا ذکر فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ نفسِ انسانی کا کمال علم وعمل پر موقوف ہے جب تک یہ دونوں حاصل نہ ہوں بندہ اخلاقِ الٰہی کا کما حقہ مظہر نہیں ہوسکتا۔ عملِ مقبول سے پیشتر رزقِ طیّب کو اس لئے ذکر فرمایا کہ عملِ مقبول اس کا نتیجہ ہے۔

عملِ مقبول

وہ ہوتا ہے جو طیّب ہو اور طیّب وہ ہوتا ہے جو محض اللہ کے لئے کیا جائے اور عامل ممنوعات سے مجتنب ہو۔ خالد بن صعدان نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا وہ حدیث بیان فرمائیے جو خود آپ نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُن کر محفوظ فرمائی ہو۔ اور اُس وقت سے آج تک اس کو پیشِ نظر رکھا ہو۔ یہ سُن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبدیدہ ہوگئے پھر فرمایا میں ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ ایک سواری پر سوار تھا میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو۔ یا رسول اللہ کچھ بیان فرمائیے۔ آپ نے آسمان کی جانب نظر فرما کر یہ کلمات پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَقْضِیْ فِیْ خَلْقِہٖ بِمَا اَحَبَّ سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں کہ اپنی مخلوق میں جو حکم چاہتا ہے نافذ فرماتا ہے۔ پھر فرمایا ایسی بات بیان کرتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی اُمّت سے بیان نہیں فرمائی۔ اگر تم نے اُس کو محفوظ رکھا تو نفع دے گی اور اگر سن کر محفوظ نہ کیا تو بروزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں تمہارے پاس حجّت نہ رہے گی اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے۔ اُن میں سے ہر آسمان کے

دروازے پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا۔ بندہ کے صبح سے شام تک کے اعمال کو کراماً کاتبین لکھ کر لے
جاتے ہیں جن میں آفتاب کی طرح چمک دمک ہوتی ہے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں تو دربان
کہتا ہے۔ ٹھہرو ان کے اعمال کو عامل کے منہ پر مار دو اور کہہ دو اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہ
فرمائے۔ میں غیبت پر نگراں ہوں ان اعمال کا کرنے والا مسلمان کی غیبت کرتا ہے لہٰذا اس کے
اعمال کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دوں گا کراماً کاتبین اسی طرح ایک بندہ کے اعمال لے کر
دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ وہاں کا دربان کہتا ہے ٹھہرو ان کو عامل کے منہ پر مارو اور کہو
کہ اللہ تیری مغفرت نہ فرمائے۔ ان اعمال سے دنیا حاصل کرنا مقصود تھا۔ میں یہاں سے آگے
نہ جانے دوں گا۔ ایک بندہ کے اعمال صدقہ بکثرت نمازیں بڑی خوشی کے ساتھ فرشتے تیسرے
آسمان تک لے کر پہنچتے ہیں دربان کہتا ہے ٹھہرو ان کو عامل کے منہ پر مار دو اور کہو اللہ تیری
مغفرت نہ کرے۔ یہ لوگوں سے تکبر کے ساتھ پیش آتا ہے۔ ان اعمال کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے
دیا جائے گا۔ ایک بندے کے ستاروں کی طرح چمکتے اعمال چوتھے آسمان تک لے کر فرشتے
پہنچتے ہیں۔ دربان کہتا ہے ٹھہرو ان کو عامل کے منہ پر مار دو اور کہو کہ اللہ تیری مغفرت نہ
فرمائے۔ یہ خود بینی میں گرفتار ہے اس کے اعمال یہاں سے آگے نہ جانے دیئے جائیں گے۔ اور
دو تین روز تک اس پر دربان لعنت کرتا رہتا ہے۔ ایک بندے کے اعمال فرشتوں کی جماعتوں
کے ساتھ پانچویں آسمان تک لے جاتے ہیں۔ دربان کہتا ہے ٹھہرو ان کو عامل کے منہ پر مار
دو یہ علمِ دین حاصل کرنے والوں اور نیک بندوں کے ساتھ حسد کرتا اور اُن کے حق میں بُرے
الفاظ زبان سے نکالتا ہے۔ اس کے اعمال یہاں سے آگے نہ جانے دوں گا۔ فرشتے ایسے شخص
پر تازیست لعنت کرتے رہیں گے۔ ایک بندے کے اعمال چھٹے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ دربان
کہتا ہے ٹھہرو ان کو عامل کے منہ پر مارو کہ اس کے قلب میں قساوت ہے بندگانِ خدا کو
مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اس کے عمل یہاں سے آگے نہ جانے پائیں گے ایک
بندے کے اعمال ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ دربان کہتا ہے کہ ٹھہرو ان کو عامل کے منہ
پر مار دو اس نے یہ عمل اس لئے کئے ہیں کہ شہر بشہر شہرت ہو لوگ اپنی مجالس میں ان کا چرچا
کریں۔ لہٰذا یہاں سے آگے نہ جانے پائیں گے۔ ایک بندے کے اعمال عرش تک پہنچتے ہیں ساتوں

آسمانوں کے فرشتے ہمراہ ہوتے ہیں اور اس آدمی کے موافق گواہی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نے یہ اعمال مجھے خوش کرنے کے لئے نہیں کئے ہیں۔ ریاکاری مقصود ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس پر ہماری لعنت اور تیری لعنت۔ آسمان والے فرشتے کہتے ہیں اس پر اللہ کی لعنت ہماری زمین اور آسمانوں کی لعنت اور ہماری لعنت۔ یہ سُن کر حضرت معاذ رضی اللہ روئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں کیا کروں۔ فرمایا اپنے نبی کی اقتدا کرو۔ ایمان پر قائم رہو اگرچہ عمل میں تقصیر ہو۔ اپنے بھائیوں کے حق میں زبان نہ کھولو۔ اپنے بھائیوں کی مذمت کو اپنے تقدّس کا ذریعہ نہ بناؤ۔ اپنے بھائیوں کو گرا کر بلندی حاصل نہ کرو اور لوگوں کو دکھانے کے واسطے عمل نہ کرو۔ (تنبیہ الغافلین)

تیمم کا بیان

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

(ترجمہ) اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں کا کوئی پاخانہ سے آیا یا عورتوں سے جماع کیا اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کر کے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو (سورہ مائدہ) ماہ شعبان المعظم ۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر جس کو غزوۂ مریسیع بھی کہتے ہیں مقام بیدا یا "ذات الجیش" میں اس کا حکم نازل ہوا۔ یہ دونوں مقام مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان واقع ہیں۔ اس حکم کے نزول کا سبب مورخین نے یہ بیان کیا کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہیکل ٹوٹ کر گر گئی تھی۔ اس کو تلاش کرنے کے واسطے مقام بیدا یا مقام ذات الجیش میں سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مع لشکر اسلام اقامت فرمائی۔ اُمّ المومنین فرماتی ہیں کہ اس مقام پر پانی نہ تھا نہ لشکریوں کے ساتھ نظر برآں لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر عرض کیا آپ نہیں دیکھتے کہ صدیقہ نے کیا کیا حضور کو اور سب کو ٹھہرالیا نہ یہاں پر پانی ہے نہ لوگوں کے ساتھ۔ یہ سُن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیقہ کے پاس تشریف لائے۔ درآنحالیکہ حضور پُرنور اپنا سرِ مبارک اُن کے زانوں پر رکھ کر آرام فرمارہے تھے اور اُن پر عتاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا حالانکہ نہ یہاں پر پانی ہے نہ لوگوں کے ساتھ۔ اور اُن کی کوکھ میں اپنے ہاتھ سے کونچنے (نوچنے) لگے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور پُرنور

کے آرام فرمانے کے باعث میں نے جنبش نہ کی جب صبح ہوئی حضور اُٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ لوگوں نے تیمم کیا۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آلِ ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں "یعنی ایسی برکتیں تم سے ہوتی ہی رہتی ہیں۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب میری سواری کا اونٹ[1] اٹھایا گیا تو وہ ہیکل اُس کے نیچے ملی۔ سبحان اللہ مولیٰ تعالیٰ نے محبوبۂ محبوب کی بدولت حکم تیمم نازل کر کے کس قدر عظیم الشان تخفیف فرمادی جو گذشتہ اُمتوں کو حاصل نہ تھی۔ اسی واسطے تیمم اس اُمت کی خصوصیات سے ہے۔

تیمم میں فرض تین ہیں

(۱) نیت حصول طہارت کا دل سے ارادہ نیت کہلاتا ہے پس اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تیمم نہ ہوگا۔ (۲) سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا اس طرح کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے۔ اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تیمم نہ ہوا۔ (۳) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا اس میں بھی یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ ذرّہ برابر باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔ مسئلہ انگوٹھی چھلے پہنے ہو تو انھیں ہٹا کر اُن کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔ عورتوں کو اس میں زیادہ احتیاط درکار ہے۔ کنگن چوڑیاں جتنے زیور پہنے ہو سب کو ہٹا کر ہاتھ پھیریں۔

تیمم کا اسلامی طریقہ

بسم اللہ کہہ کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے۔ انگلیاں کھلی رہیں پھر ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مار کر دونوں ہاتھوں کو جھاڑے پہلے منہ کا مسح کرے اور داڑھی میں خلال۔ پھر دوبارہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور اُن کو بطریق مذکور جھاڑ کر پھر دائیں ہاتھ کا مسح اس طرح کیا جائے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور دائیں انگوٹھے کی پشت کو مسح کرے اور اسی طرح داہنے سے بائیں کا مسح کرے پھر انگلیوں میں خلال۔ **مسئلہ**: تیمم اسی چیز سے ہو سکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اُس سے تیمم جائز نہیں **مسئلہ**: جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا

ف حضور کے آرام کے دوران حضرات صحابہ کرام ہار کی تلاش میں رہے یہاں سے بعض منافقوں نے اعتراض کا یہ پہلو نکالا کہ حضور کو علم غیب ہوتا تو حضور صحابہ کی پریشانی دیکھتے ہوئے خاموش رہے۔ تو جواباً عرض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے تھے حضور کی خاص توجہ اس مسئلہ کی طرف نہ تھی بلکہ بعض عشاق فرماتے ہیں کہ یہاں حضور پہلے ہی ارشاد فرماتے تو تیمم کی نعمت سے اُمت محروم رہتی اور یہی مفہوم صحابیٔ رسول حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے قول سے ظاہر ہو رہے ہیں کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں۔

[1] حضور کے حکم سے اونٹ کو اُٹھایا گیا تو ہار اُس کے نیچے پایا۔

دوسرا بھی کرسکتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی زمین یا دیوار سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے غلط ہے مسئلہ
سلام کا جواب دینے اور درود شریف وغیرہ وظائف پڑھنے اور سونے اور بے وضو کے مسجد میں جانے
اور زبانی قرآن شریف پڑھنے کے لئے تیمم جائز ہے۔ اگرچہ پانی پر قدرت ہو مگر اس تیمم سے نماز جائز
نہیں۔ **مسئلہ**: قیدی کو قید خانے والے وضو نہ کرنے دیں تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر اس نماز کا
اعادہ کرے۔ **مسئلہ**: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے اُن سے تیمم بھی جاتا
رہتا ہے اور علاوہ اُن کے پانی کے استعمال پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

غسل کا تیمم

وضو کی طرح ہوتا ہے۔ کوئی فرق نہیں۔ نبوی عہد میں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں تھے اور دونوں کو غسل کی ضرورت ہوئی اور کسی کو یہ علم نہ تھا کہ وضو کی طرح غسل کے لئے بھی تیمم ہوتا ہے۔ چنانچہ پانی دستیاب نہ ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے بایں خیال تیمم نہیں کیا کہ وہ بجائے غسل کافی نہ ہوگا اور اُن کی نماز قضا ہو گئی اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خیال کیا کہ غسل میں سب بدن پر پانی بہایا جاتا ہے تو غسل کے تیمم میں بدن پر مٹی لگنا چاہیئے۔ نظر برآں وہ زمین پر خوب لوٹے اور اس طرح تیمم کر کے نماز ادا کی پھر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ نے یہ ہدایت فرمائی کہ وضو کی طرح غسل کے واسطے تیمم کافی تھا یعنی جس طرح وضو کی تیمم کرتے ہیں بالکل اسی طرح غسل کے واسطے تیمم کرے۔ غسل کے واسطے نیت غسل کی کرے طریقہ وہی ہے۔ **مسئلہ**: جس پر غسل فرض ہے اُسے یہ ضروری نہیں کہ غسل اور وضو دونوں کے لئے دو تیمم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت کر لے دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غسل یا وضو کی نیت کی جب بھی کافی ہے۔

موزے پر مسح کرنے کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں داہنے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر بقدر تین انگل کے پنڈلی تک کھینچ لے جائے۔
مسئلہ: مسح میں دو فرض ہیں (۱) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو (۲) ہاتھ کی پیٹھ پر ہو۔ اگر مسح تین انگلیوں کے برابر نہ کیا یا پیٹھ پر نہ کیا تو مسح نہ ہوگا۔ **مسئلہ**: مسح کرنے کے لئے چند شرطیں ہیں (۱) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ اگر دو ایک انگل کم ہوں جب بھی مسح درست ہے مگر ایڑی نہ کھلی ہو (۲) پاؤں سے چپٹا ہو کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ

چل پھر سکیں (۳) چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی دبیز چیز کا جیسے کرمچ وغیرہ۔ ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اونی موزے پہنے جاتے ہیں اُن پر مسح جائز نہیں (۴) وضو کر کے پہنا ہو (۵) نہ حالتِ جنابت میں پہنا ہو نہ بعد پہننے کے جنب ہوا ہو (۶) مدّت کے اندر ہو اور اس کی مدّتِ مقیم کے لئے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن اور تین راتیں۔ (۷) کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین انگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو اگر تین انگل پھٹا ہو اور بدن تین انگل سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے اور اگر دونوں تین تین انگل سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین انگل یا زیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے۔ سلائی کھل جائے جب بھی یہی حکم ہے۔

مسح کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے اور مدّت پوری ہو جانے سے بھی اور موزہ اُتار دینے سے بھی اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔

اعضائے وضو پر مسح کرنے کے مسائل

مسئلہ:۔ اعضائے وضو اگر پھٹ گئے ہوں یا اُن میں پھوڑیا یا اور کوئی بیماری ہو اور اُن پر پانی بہانا ضرر کرتا ہے یا تکلیف شدید ہوتی ہے تو بھیگا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے اور اگر یہ بھی نقصان کرتا ہے تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے اور اگر یہ بھی مضر ہو تو معاف ہے اور اگر اس میں کوئی دوا بھر لی ہے تو اُس کا نکالنا ضرور نہیں اُس پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔

مسئلہ:۔ کسی پھوڑے یا زخم یا فصد کی جگہ پٹی باندھی ہے اور اُس کو کھول کر پانی بہانے سے یا اُس جگہ مسح کرنے سے یا کھولنے سے ضرر ہوتا ہے یا کھولنے والا یا باندھنے والا نہیں تو ان سب صورتوں میں اُس پٹی پر مسح کیا جائے اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر نہیں تو دھونا ضروری ہے اور اگر خود عضو پر مسح کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں۔ اور زخم کے گرداگرد اگر پانی بہانا ضرر نہیں کرتا تو دھونا ضروری ہے ورنہ اُس پر بھی مسح کر لیں اور اگر اُس پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کر لیں اور پوری پٹی پر مسح کرنا بہتر ہے اور اکثر حصہ پر ضروری ہے اور ایک بار مسح کافی ہے تکرار کی حاجت نہیں۔ اور اگر پٹی پر مسح نہ کر سکتے ہوں تو خالی چھوڑ دیں۔ جب اتنا آرام ہو جائے کہ پٹی پر مسح کرنا ضرر نہ کرے تو فوراً مسح کر لیں۔ پھر جب آرام ہو جائے کہ پٹی پر سے پانی بہانے

میں نقصان نہ ہو تو پانی بہائیں۔ پھر جب اتنا آرام ہو جائے تو خاص عضو پر مسح ہو سکتا ہے تو فوراً مسح کر لے پھر جب صحت ہو جائے کہ عضو پر پانی بہا سکتا ہے تو بہائے۔ مسئلہ ہڈی کے ٹوٹ جانے سے تختی باندھی گئی ہو تو اُس کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ تختی یا پٹی کھل جائے اور ہنوز باندھنے کی ضرورت ہے تو پھر دوبارہ مسح نہ کیا جائے گا وہی پہلا کافی ہے اور جو پھر باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اُس جگہ کو دھو سکیں تو دھو لیں ورنہ مسح کر لیں۔

نجاست کا بیان

نجاست دو قسم ہے۔ ایک وہ جس کا حکم سخت ہے اُس کو غلیظہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس کا حکم ہلکا ہے، اُس کو خفیفہ کہتے ہیں۔

نجاستِ غلیظہ کا حکم

یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درم سے زیادہ لگ جائے تو اُس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کئے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر درم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے۔ بے پاک کئے نماز پڑھی تو اگرچہ ہوگئی مگر مکروہ تحریمی ہوئی کہ اُس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر نہ پڑھی تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر درم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہو جائے گی لیکن خلافِ سنّت اور اُس کا دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

درم کا وزن اور اُس کی پیمائش

نجاستِ غلیظہ اگر گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، لید، گوبر تو درم کے برابر یا کم یا زیادہ کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں اُس کے برابر یا کم یا زیادہ ہو اور درم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے۔ اور نجاستِ غلیظہ اگر پتلی ہو جیسے آدمی کا پیشاب، شراب تو درم سے مُراد اُس کا پھیلاؤ ہے جو تقریباً یہاں کے چاندی کے روپے کی برابر ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل چیزیں نجاستِ غلیظہ ہیں

انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اُس سے غسل یا وضو واجب ہو نجاست غلیظہ ہے۔ جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، بھر منہ قے، حیض و نفاس و استحاضہ کا خون، منی، مذی، ودی، دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے۔ ناف یا پستان سے جو درد کے پانی نکلے۔ دودھ پیتے بچے

نہ جس طرف سے بھی ناپیں ایک انچ ہو۔ نجاست لمبائی میں ہو تو بقدر ایک انچ طول عرض کے اندر اندر جمع ہو جائے۔

یا بچی کا پیشاب۔ شیر خوار کا منہ بھر ڈالا ہوا دودھ۔ خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون۔ حرام چوپائے (جیسے کتا۔ شیر۔ لومڑی۔ بلی۔ چوہا۔ گدھا۔ خچر۔ ہاتھی۔ سور) کا پاخانہ۔ پیشاب۔ گھوڑے کی لید۔ ہر حلال چوپائے کا پاخانہ۔ بکری۔ اونٹ کی مینگنی اور جو پرندہ اونچا نہ اڑے جیسے مرغی اور بطخ اُس کی بیٹ ہر قسم کی شراب۔ نشہ دلانے والی تاڑی۔ سانپ کا پاخانہ پیشاب اُس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے۔ اور ان کی کھال۔ سور کا گوشت۔ ہڈی۔ بال۔ ہاتھی کی سونڈ کی رطوبت۔ شیر کتے چیتے اور دوسرے درندے۔ چوپایوں کا جھوٹا اور پسینہ اور لعاب۔ حرام جانوروں کا پتا چھپکلی یا گرگٹ کا خون۔ ہر چوپائے کی جگالی۔ حرام جانوروں کا دودھ۔ مردار کا گوشت اور چربی۔

نجاستِ خفیفہ کا حکم

یہ ہے کہ کپڑے کے حصے یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے اگر اُس کی چوتھائی سے کم ہے۔ مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم۔ آستین میں اُس کی چوتھائی سے کم۔ اسی طرح ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم۔ تو معاف ہے کہ اُس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔

دونوں نجاستوں کے حکم کا فرق

اُس وقت ہے جب بدن یا کپڑے میں لگیں۔ اور اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی میں گرے تو چاہے نجاستِ غلیظہ ہو یا خفیفہ کُل ناپاک ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے۔ جب تک وہ پتلی چیز دہ در دہ نہ ہو یعنی دس ہاتھ لمبی اور دس ہاتھ چوڑی جگہ میں نہ ہو۔

مندرجہ ذیل چیزیں نجاستِ خفیفہ ہیں

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے بیل بھینس۔ بکری۔ اونٹ وغیرہ اُن کا پیشاب اور گھوڑے کا پیشاب اور جس پرندہ کا گوشت حرام ہے۔ خواہ شکاری ہو یا نہیں جیسے کوا۔ چیل۔ شکرا۔ باز۔ بہری۔ اُس کی بیٹ حلال جانوروں کا پتا۔

مندرجہ ذیل چیزیں پاک ہیں لہٰذا کپڑے یا بدن کو لگ جائیں تو وہ ناپاک نہ ہوگا

اونچے اڑنے والے حلال پرندے جیسے کبوتر۔ مینا۔ مرغابی۔ قاز وغیرہ کی بیٹ۔ چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب۔ مچھلی اور

پانی کے دیگر جانوروں کا خون کھٹمل اور مچھر کا خون۔ خچر اور گدھے کا لعاب و پسینہ۔ گوشت یا تلی یا کلیجی میں جو خون باقی رہ گیا۔ جو خون زخم سے بہا نہ ہو۔ گھوڑی کا دودھ۔ ناپاک چیز کا دھواں راکھ کیچڑ جب تک اُس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو۔ سُور کے سوا تمام جانوروں کی وہ ہڈی جس پر مُردار کی چکنائی نہ لگی ہو۔ اور بال اور دانت جو گوشت سڑ گیا۔ عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رطوبت نکلے۔ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرند اُن کا جھوٹا یا پسینہ اور لعاب۔

مندرجہ ذیل چیزیں مکروہ ہیں

اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکرا۔ باز۔ بہری۔ چیل وغیرہ کا جھوٹا۔ کوّے کا جھوٹا۔ بلّی۔ چوہے۔ چھپکلی کا جھوٹا لیکن مکروہ جھوٹے کا کھانا پینا مالدار کو مکروہ ہے۔ غریب محتاج کو بلا کراہت جائز ہے۔

پاک کرنے کا اسلامی طریقہ

نجاست اگر دلدار ہو جیسے پاخانہ۔ گوبر خون وغیرہ تو دھونے میں کوئی گنتی کی شرط نہیں۔ بلکہ اُس کو دُور کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک بار دھونے سے دُور ہو جائے تو ایک ہی بار دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین مرتبے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار دھو لینا مستحب ہے اور اگر نجاست پتلی ہے تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوت نچوڑنے سے پاک ہو گا۔ اور قوت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اُس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے۔ اگر کپڑے کا خیال کرکے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو کپڑا پاک نہ ہو گا۔ اور اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ کوئی دوسرا شخص نچوڑے جو طاقت میں اس سے زیادہ ہے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے تو اُس کے حق میں پاک اور اُس دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے۔ اور تیسری مرتبہ نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی۔ لیکن اگر پہلی اور دوسری مرتبہ ہاتھ پاک نہیں کیا اور اُس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا اس لئے ہر مرتبہ ہاتھ پاک کر لینا چاہیئے۔ لہ

لہ [illegible] کو نچوڑنے کی بھی پابندی نہیں ہے نجاست دور ہونے پر پاک ہے۔

جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں اُس کے پاک کرنے کا اسلامی طریقہ

جیسے چٹائی، کمبل چمڑے کا جوتا، تختہ یا تخت، لحاف گدہ۔ برتن۔ جوتا، اُس کو دھوکر چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ یونہی دو۲ مرتبہ اور دھوئیں۔ تیسری مرتبہ جب ٹپکنا بند ہو گیا۔ وہ چیز پاک ہو گئی۔ اُسے ہر مرتبہ دھونے کے بعد سُکھانا ضروری نہیں۔ یونہی جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی اسی طرح پاک کیا جائے اور اگر ایسی چیز ہے کہ نجاست اُس میں جذب نہیں ہوتی جیسے چینی کے برتن یا مٹی کا پُرانا چکنا استعمالی برتن۔ یا لوہے تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اُسے فقط تین بار دھو لینا کافی ہے۔ اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔

آئینہ اور شیشے

کی چیزیں۔ پالش کی ہوئی لکڑی یا بلکہ تمام وہ اشیاء جن میں مسام[۱] نہ ہوں۔ یوں بھی پاک ہو جاتی ہیں کہ کپڑے یا پتے سے اس قدر پونچھ دی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے۔

غلّے کو پاک کرنے کا اسلامی طریقہ

غلّہ جب پیر میں ہو اور اس کی مالش کے وقت بیلوں نے اُس پر پیشاب کیا جیسا کہ عموماً ہوتا ہے تو اگر اُس میں سے مزدوری دی گئی یا خیرات کی گئی یا چند شریکوں میں تقسیم ہوا تو سب پاک ہو گیا۔ اور اگر کل بجنسہ موجود ہے تو ناپاک ہے اور اگر اس میں سے اس قدر جس میں احتمال ہو سکے کہ اس سے زیادہ نجس نہ ہو گا دھو کر پاک کر لیں تو سب پاک ہو جائے گا۔

بہتی چیزوں کے پاک کرنے کا اسلامی طریقہ

تیل یا پگھلا ہوا گھی یا کوئی بہتی چیز ناپاک ہو جائے تو پاک کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس چیز کو اتنے بڑے برتن میں کر دیں کہ اُس کا کچھ حصّہ خالی رہے پھر اوپر سے پاک پانی یا اُسی جنس کی پاک چیز ڈالیں۔ یہاں تک کہ برتن کے منہ سے اُبلنے لگے اس طریقہ سے اُبل کر جو برتن سے باہر گرا وہ اور جو برتن میں رہ گیا سب پاک ہو جائے گا۔ اور اگر گھی وغیرہ جما ہوا ہے تو اسے پگھلا کر اسی طریقہ سے پاک کر سکتے ہیں۔

معذور کس کو کہتے ہیں؟ ہر وہ شخص جس کو ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت نماز کا پورا

---

[۱] جذب ہونے کی خاصیت

ایسا گذر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا۔ وہ معذور ہے۔ معذور کا حکم یہ ہے کہ وقت میں وضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اُس وضو سے پڑھے اُس بیماری سے وضو نہیں جائے گا۔ جیسے قطرہ کا مرض یا دست یا ہوا خارج ہونا یا دکھتی آنکھ سے پانی گرنا یا پھوڑے ناسور سے ہر وقت رطوبت بہنا یا کان یا ناک پستان سے پانی نکلنا نماز کا وقت ختم ہونے سے معذور کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ جب دوسری نماز کا وقت آئے تو پھر وضو کرے۔ اگر معذور کو ایسی بیماری ہے جس کے سبب کپڑے نجس ہو جاتے ہیں تو اگر ایک درم سے زیادہ نجس ہوگیا اور جانتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اسے دھو کر پاک کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گا تو دھو کر پڑھنا فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہو جائے گا تو دھونا ضروری نہیں اسی سے پڑھے۔ اور اگر درم کے برابر ہے تو پہلی صورت میں دھونا واجب ہے اور اگر درم سے کم ہے تو سنت اور دوسری صورت میں مطلق نہ دھونے میں کوئی حرج نہیں۔

اَذان کی ابتدا

سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نماز کی فرضیّت کے بعد جب تک مکّہ معظّمہ میں تشریف فرما رہے بغیر اذان کے نماز ہوتی رہی۔ ہجرت کر کے جب مدینہ منوّرہ میں رونق افروز ہوئے تو کچھ زمانے تک وہاں پر بھی بغیر اذان کے نماز ہوتی رہی۔ ہجرت کو ایک سال نہ ہوا تھا کہ اذان کا حکم آگیا۔ اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ محبُوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہجرت کر کے جب مدینہ منوّرہ میں قیام فرمایا تو اوقاتِ نماز معلوم ہونے کے لئے ایسی چیز مقرر نہ تھی جس سے عام طور پر نماز کے اوقات معلوم ہو جاتے اور عادتِ کریمہ یہ تھی کہ کبھی تعجیل فرما کر نماز اوّل وقت میں ادا فرماتے اور کبھی تاخیر ہوتی تو بعض صحابۂ کرام شرفِ اقتدا حاصل کرنے کے لئے وقت سے پہلے حاضر ہو جاتے جس سے اُن کے کاموں میں فتور واقع ہوتا اور بعض صحابۂ کرام یہ خیال کر کے کہ حضور تاخیر سے نماز ادا فرمائیں گے اپنے کاموں میں مصروف رہنے کے باعث دیر میں پہنچتے جس کی وجہ سے شرفِ اقتدا فوت ہو جاتا۔ نظر بر آں مجلسِ مشاورت منعقد ہوئی اور اس چیز کو زیرِ بحث لایا گیا کہ ایسی نشانی تجویز کریں جس سے [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نما[illegible]

کا وقت معلوم ہو جائے تاکہ کسی کی جماعت فوت نہ ہو بعض اصحاب نے یہ مشورہ دیا کہ ناقوس بجا دیا کریں۔ آپ نے اس کو پسند نہ کیا اور فرمایا کہ یہ نصاریٰ کے استعمال میں ہے اس لئے مناسب نہیں بعض حضرات نے یہ رائے پیش کی کہ بوق بجایا جائے۔ آپ نے اس کو بھی منظور نہ کیا اور فرمایا یہ یہودی استعمال کرتے ہیں بعض کی رائے یہ ہوئی کہ دف بجوا دیا جائے۔ آپ نے اس کو بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ رومیوں کا طریقہ ہے بعض نے عرض کیا کہ آگ روشن کرا دی جائے۔ آپ نے اس کو بھی یہ فرماتے ہوئے مسترد کر دیا کہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ بعض نے عرض کی کہ وقت پر ایک جھنڈا نصب کر دیا جائے جن لوگوں کو نظر آئے وہ دوسرے اشخاص کو مطلع کریں مگر یہ صورت بھی پسند نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ مجلس برخاست ہو گئی اور کسی چیز پر اتفاق رائے نہ ہوا۔ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متفکرانہ حالت میں دولت کدہ پر تشریف لائے۔ عبداللہ بن زید صحابی فرماتے ہیں کہ حضور کے متفکر ہونے کے باعث مجھ کو بھی فکر دامن گیر ہوئی۔ شب میں سویا تو غنودگی میں دیکھا کہ ایک آنے والا آیا جو دو سبز کپڑے پہنے تھا ایک دیوار پر کھڑا ہو گیا اس کے ہاتھ میں ناقوس تھا۔ میں نے کہا اس کو فروخت کرتے ہو۔ اُس نے کہا کیا کرو گے میں نے جواب دیا کہ اطلاع کے لئے نماز کے وقت بجایا کریں گے۔ اس نے کہا کیا میں ایسی چیز بتا دوں جو اس سے اچھی ہے میں نے کہا ہاں بتائیے تو اس نے قبلہ رُخ کھڑے ہو کر اذان کہی پھر کچھ دیر توقف کرنے کے بعد اقامت یعنی تکبیر پڑھی۔ پھر میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب عرض کیا فرمایا کہ خواب حق ہے۔ بلال کو بتا دو اس لئے کہ اُن کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند مقام پر کھڑے ہو کر اذان کہی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سُن کر دوڑتے ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا مگر یہ مجھ پر سبقت لے گئے۔ مروی ہے کہ اس شب میں سات صحابۂ کرام نے یہی خواب دیکھا تھا اور خواب میں آنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔ **سوال**۔ اذان حکمِ شرعی ہے اور حکمِ شرعی نبی کے خواب سے تو ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے لیکن غیرنبی کے خواب سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا۔ پھر اذان کیسے ثابت ہوئی۔ **جواب**۔ اذان

کا ثبوت بھی غیر نبی کے خواب سے نہیں بلکہ بذریعہ وحی ہوا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں وارد ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدمت میں حاضر ہونے سے پیشتر وحی نازل ہو چکی تھی، پس عبداللہ بن زید اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوابوں سے وحی کی موافقت ہوئی یہ نہیں کہ اُن سے اذان کا ثبوت ہوا۔

اِس اُمّتِ مرحومہ کی خصوصیّت

مولیٰ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقہ میں اس اُمّت مرحومہ کو بہت سی خصوصیات سے ممتاز فرمایا منجملہ اُن خصوصیات کے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اقامت یعنی تکبیر کی طرح اذان بھی اسی اُمّت کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسری اُمّتوں کو یہ شرف عطا نہ ہوا۔ **سوال**۔ حدیث میں وارد ہے کہ آدم علیہ السلام جنّت سے جب زمین پر تشریف لائے تو وحشت دامن گیر ہوئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر اذان کہی جس سے وحشت کا ازالہ ہوا۔ جب اذان حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ثابت ہوئی تو اُس کو اُمّت مرحومہ کے خصوصیات سے شمار کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ **جواب**۔ اذان از قبیل خصوصیات بایں معنی ہے کہ اس کے ذریعہ اوقاتِ نماز کا اعلان کرنا صرف اسی اُمّت کے واسطے تجویز ہوا۔ گذشتہ اُمّتوں کی نماز کا اعلان بذریعہ اذان نہ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں اذان کا ثبوت ضرور ہوا مگر دفعِ وحشت کے لئے نہ اوقاتِ نماز کی اطلاع کے واسطے (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح) اعلان نماز کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے بھی اذان کہی جاتی ہے

آگ بجھانے کے واسطے اذان

دینا مستحب ہے۔ علماء فرماتے ہیں جب کہیں آگ لگ جائے اور بجھانے سے نہ بجھتی ہو تو اذان کہو کہ اس کی برکت سے آگ خود بجھ جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدِ عالم صلی تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب آگ دیکھو اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی بکثرت تکرار کرو کہ وہ آگ بجھا دیتا ہے۔ اَللّٰہُ اکبر اذان میں چھ بار ہے تو اذان سے اللہ اکبر کی بکثرت تکرار بھی حاصل ہوئی اور اس کے ساتھ اذان میں دیگر کلمات طیبات

نائدہ میں سوا ان کی زیادت مفید مقصود ہے کہ نزول رحمت کے لئے ذکر الٰہی کرنا ہے۔ جو اُن کلمات سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

پریشانی دور کرنے کے لئے اذان

پریشان آدمی کے کان میں اذان دینا مستحب ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ مجھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا کہ اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں۔ اپنے کسی گھر والے سے کہو کہ تیرے کان میں اذان کہے اس لئے کہ اذان غم و پریشانی کو رفع کرتی ہے۔ مولیٰ علی اور مولیٰ علی سے جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا کہ ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

میت کی وحشت دور کرنے کے لئے اذان[1]

بعد دفن میت اذان دینا مستحب ہے کہ میت اس وقت سخت حزن و غم کی حالت میں ہوتی ہے اور دفع غم کے لئے اذان مجرب ہے نیز مسلمان بھائی کے رنج و غم اور اس کی وحشت کو دور کرکے اسے خوش کرنا مولیٰ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ مسلمان کا خوش کرنا ہے۔ سیدنا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمہارا اپنے بھائی کو خوش کرنا موجب مغفرت ہے۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور سوال نکیرین ہوتا ہے تو شیطان وہاں بھی خلل انداز ہوتا ہے۔ اور جواب میں بہکاتا ہے۔ نکیرین جب سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان میت کے سامنے ظاہر ہو کر اپنی جانب اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ تو اذان دینے سے یہ عظیم فائدہ ہے کہ شیطان وہاں سے دور ہو جاتا ہے۔ محدث طبرانی اپنی کتاب معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ طبیب روحانی محبوب سبحانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو وہ دفع ہو جائے گا۔

[1] قبر پر اذان کے سلسلے میں مزید تحقیق ایذان الاجر میں ملاحظہ فرمائیں۔ مصنف امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب۔

بارش طلب کرنے اور وَبا دفع کرنے کے لیۓ اذان

دینا مستحب ہے اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ نماز کی طرح امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوں کہ امام سورۂ یٰسین باآواز بلند پڑھے اور مبین پر اذان کہے اور سب مقتدی بھی اس کے ساتھ اذانیں کہیں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اپنے مکانات کی چھتوں پر یا تنہا یا چند اشخاص مل کر اذانیں کہیں۔ اللہ تعالیٰ اذان کی برکت سے بارش عطا اور وَبا دور فرمائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)
بارش روکنے کے لئے بھی اسی طریقہ سے اذان دی جائے۔

مرض ام الصبیان سے حفاظت کے لئۓ اذان

سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے بچہ پیدا ہو اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت یعنی تکبیر کہے تو وہ بچہ ام الصبیان کے ضرر سے محفوظ رہے گا۔ (جامع صغیر للسیوطی) موجودہ وقت میں ام الصبیان کی شکایت زیادہ سننے میں آرہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دُور ہوتے جارہے ہیں اسلامی تعلیمات سے دلچسپی رکھنے والے مرد اور مذہبی اعمال کی خوگر خواتین تو ابھی تک اس عمل پر کاربند ہیں۔ اسی واسطے ان کے بچے اس خبیث مرض سے محفوظ رہتے ہیں۔ مگر نصرانی تہذیب اور نصرانی تعلیم کی دلدادہ خواتین نے اس کو نظر انداز کر دیا ہے اسی واسطے ان کے اکثر و بیشتر بچے اس مرض میں ضائع ہو جاتے ہیں۔

جنگل میں راستہ معلوم کرنے کے لئۓ اذان

جب جنگل میں راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو تو اس وقت اذان کہے۔ اللہ تعالیٰ اذان کی برکت سے راستہ بتانے والا ظاہر فرما دے گا۔ اس کے علاوہ دیگر امور کے واسطے بھی اذان مفید ہے کسی مقام پر جن سرکشی کرتا ہو وہاں پر اذان کہی جائے۔ اذان کی برکت سے جن اپنی سرکشی سے باز آئے گا۔ یا اس مقام ہی کو چھوڑ دے گا۔ بدمزاج آدمی اور بدمزاج جانور کی بدمزاجی دفع کرنے کے لئے بھی اذان اس کے کان میں کہی جائے۔ اذان کی

برکت سے بدمزاجی دور ہو جائے گی۔

اذان نماز کے جواب کا اسلامی طریقہ

مؤذن جب اذان کہے تو سُننے والا بھی ان کلمات کو پڑھتا جائے مثلاً مؤذن کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو سُننے والا بھی اسی طرح سے آخر اذان تک لیکن جب مؤذن حَیَّ علی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو سُننے والا ان دونوں کلموں کے بعد لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہ بھی کہے۔

جواب اذان کا ثواب

رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کی جماعت کو خطاب کر کے فرمایا اے عورتو جب تم بلال کو اذان و اقامت کہتے سُنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا۔ اور ہزار گناہ محو فرمائے گا۔ عورتوں نے عرض کی یہ تو عورتوں کے لئے ہوا مردوں کے لئے کیا ہے فرمایا مردوں کے واسطے دونا ہے (ابن عساکر) مقامِ غور ہے کہ اذان فجر میں سترّہ کلمے ہیں باقی اذانوں میں پندرہ کلمے تو جس عورت نے اذان فجر کا جواب دیا اس کے نامۂ اعمال میں سترّہ لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور سترّہ ہزار درجے بلند ہوں گے۔ اور سترّہ ہزار گناہ معاف کئے جائیں گے۔ اور اگر باقی چار اذانوں کا جواب بھی دیا تو ساٹھ لاکھ نیکیاں اور لکھی جائیں گی اور ساٹھ ہزار درجے بلند اور ساٹھ ہزار گناہ معاف۔ پانچوں وقت کی اذان کا جواب دیا تو ستتّر لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستتّر ہزار درجے بلند ستتّر ہزار گناہ معاف۔ یہ تو عورتوں کے لئے اور مردوں کے واسطے دونا یعنی ایک کروڑ چون لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک لاکھ چون ہزار درجے بلند اور ایک لاکھ چون ہزار گناہ معاف کئے جائیں گے اور اقامت میں سترہ کلمے ہیں تو پانچوں وقت کی اقامت کا ثواب عورتوں کے لئے یہ ہوا کہ پچاسی لاکھ نیکیاں، پچاسی ہزار درجے بلند اور پچاسی ہزار گناہ معاف اور مردوں کے لئے دونا یعنی ایک کروڑ ستّر لاکھ نیکیاں اور ایک لاکھ ستّر ہزار گناہ معاف اور ایک لاکھ ستّر ہزار درجے بلند۔ پس اذان اور اقامت دونوں کے جواب کا ثواب عورتوں کے لئے ایک کروڑ

باسٹھ لاکھ نیکیاں اور ایک لاکھ باسٹھ ہزار درجے بلند اور ایک لاکھ باسٹھ ہزار گناہ معاف اور مردوں کے لئے تین کروڑ چوبیس لاکھ نیکیاں اور تین لاکھ چوبیس ہزار درجے بلند اور تین لاکھ چوبیس ہزار گناہ معاف اللہ اکبر یہ صرف ایک دن کی اقامت اور اذان کے جواب کا ثواب ہے جس میں نہ پیسہ صرف ہوتا ہے نہ مشقت ہوتی ہے۔ اگر بندہ اس کو اپنا معمول بنالے تو ثواب کا کیا ٹھکانا۔ مگر ہمارے بہت سے بھائی اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہونے کے باعث بے شمار ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں جانا بوجہ فتنہ وفساد کے ممنوع ہے اس لئے وہ صرف اذان کے جواب پر اکتفا کریں۔ اور اگر گھر بیٹھے بوجہ قرب مسجد اقامت سننے میں آئے تو اس کا جواب بھی دیا کریں۔

آنکھیں دُکھنے کا علاج اور بینائی کی گارنٹی

حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ سن کر مرحبا بحبیبی وَقُرَّةِ عَیْنِیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ترجمہ: "میرے محبوب اور میری آنکھ کی ٹھنڈک محمد ابن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کو سننے کی وجہ سے میرا غنچۂ قلب شگفتہ ہوگیا" کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی۔ مسجد مدینہ طیبہ کے امام وخطیب علامہ شمس الدین محمد بن صالح اپنی تاریخ میں حضرت مجد مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سُن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملالے اور انہیں بوسہ دے کر آنکھ سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت مجد مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت فقیہ محمد علیہ الرحمۃ ان دونوں بزرگوں نے اپنا تجربہ بھی بیان فرمایا کہ ہم جب سے یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دُکھیں۔ فقیر غفرلہٗ بھی تقریباً بیس سال سے اس پر عامل ہے اور بحمداللہ اس وقت سے آج تک آنکھیں دُکھنے کی شکایت نہ ہوئی اور اس عمل پر کاربند ہونے سے پیشتر ہر سال یہ شکایت ہوتی تھی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مؤذن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

رَسُوْلُ اللہ سُن کر مذکورہ بالا دعا پڑھے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے تو کبھی اندھا ہو گا نہ آنکھیں دُکھیں گی (منیر المعین)

ہم خرما ہم ثواب

سبحان اللہ کیسا مبارک عمل ہے کہ دنیوی اور اخروی دونوں فائدے اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسی واسطے اس کو ہم خرما ہم ثواب سے تعبیر کیا گیا۔ دنیوی فائدہ تو یہی ہے کہ آنکھیں دُکھنے سے محفوظ رہیں اور بینائی تا زیست باقی رہے۔ یہ کس قدر عظیم الشان فائدہ ہے۔ انسان اس کے حصول کے واسطے کثیر رقم صرف کرتا ہے اور بہت سے رقم کثیر صرف کرنے کے باوجود کامیاب نہیں ہوتے مگر خوش قسمت ہیں اس عمل کے کرنے والے کہ رقم کثیر درکنار انہیں رقم قلیل بھی صرف کرنا نہیں پڑتی بے محنت و مشقت انہیں یہ عظیم الشان فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ آخروی فائدہ یہ ہے کہ حدیث میں وارد ہے جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ سُنے صَلَّى اللہُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللہ ترجمہ (یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے) کہے اور دوسری بار قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللہ پھر انگوٹھے کے ناخن کو آنکھوں پر رکھ کر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ (ترجمہ) اے اللہ مجھے سماعت اور بصارت کے ساتھ بہرہ مند رکھیو۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے اُسے جنّت میں لے جائیں گے اس عمل کی چند صورتیں ہیں جیسا کہ بیانِ بالا سے ظاہر ہے۔ عامل کو اختیار ہے جو صورت چاہے اختیار کرے۔ ہر صورت میں دنیوی اخروی دونوں فائدے حاصل ہوں گے۔

درود شریف اور دُعائے وسیلہ

جوابِ اذان سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر دُعا پڑھے جو اذان کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اس کو دعائے وسیلہ کہتے ہیں۔ اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں بغیر درود شریف پڑھے دعائے وسیلہ پڑھ لیتے ہیں محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں جب مؤذن کی اذان سُنو تو جیسے وہ کہتا ہے تم بھی کہتے جاؤ پھر جواب سے فارغ ہو کر مجھ پر درود شریف

پڑھو کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ طلب کرو کہ وسیلہ جنّت میں ایک مقام ہے جو بندگانِ خدا سے کسی ایک بندہ کے واسطے سزاوار ہے مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا تو جو شخص میرے واسطے وسیلہ طلب کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (مسلم شریف)

دُعائے وسیلہ

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ ترجمہ: اے اللہ اس دعوتِ تامہ اور قیامت تک باقی رہنے والی نماز کے رب عطا فرما محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور تمام مخلوق پر برتری اور بلند درجہ اور انہیں مقامِ محمود میں بھیجنا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن اُن کی شفاعت میں داخل فرما دینا بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا کیونکہ وعدہ خلافی عیب ہے اور تجھ میں کوئی عیب ممکن نہیں۔ **سوال**:۔ اس دعا میں دعوتِ تامّہ سے کیا مُراد ہے؟ **جواب**۔ اذان کے الفاظ مراد ہیں جن میں توحید و رسالت کی دعوت ہے۔ جب مؤذن اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو خود توحید کی گواہی دیتے ہوئے دوسروں کو رسالت کی دعوت دیتا ہے چونکہ اذان میں توحید و رسالت کی طرف دعوت ہوتی ہے اس لئے الفاظِ اذان کو دعوت سے تعبیر کیا گیا اور اس دعوت کو تامّہ اس لئے فرمایا کہ یہ شرک کے نقص سے پاک ہے یا اس لئے کہ تمام عقائد کو جامع ہے کیونکہ توحید و رسالت میں تمام عقائد اجمالاً آجاتے ہیں یا اس لئے کہ قیامت تک اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یا اس لئے کہ تمام اقوال سے اتم قول اس میں مذکور ہے اور وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ **سوال**۔ اس دُعا میں وسیلہ سے کیا مراد ہے۔ **جواب**۔ جنّت میں سب سے اعلیٰ درجہ کو وسیلہ کہتے ہیں۔ جو جنّت کے تمام درجات کی نسبت عرش سے قریب ہے۔ یا وسیلہ سے مراد محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو روزِ حشر عرشِ اعظم پر بٹھانا

ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب کو بہترین سبز پوشاک پہنا کر عرش پر بٹھائے گا۔ اور حکم دے گا کہ جو چاہو کہو اور جو چاہو مانگو۔ **سوال**۔ مقام محمود سے کیا مراد ہے۔
جواب۔ قیامت کا دن اس قدر طویل ہوگا کہ کاٹے نہ کٹے پھر سروں پہ آفتاب اور دوزخ نزدیک۔ اُس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کر دی جائے گی اور سروں سے کچھ ہی فاصلے پر ہوگا۔ پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے۔ گرمی وہ قیامت کی کہ اللہ بچائے۔ بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا۔ یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا۔ لوگ اُس میں غوطے کھائیں گے۔ گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آجائیں گے۔ لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جابجا پھریں گے۔ آدم و نوح خلیل و کلیم اور مسیح علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمات میں حاضر ہو کر جواب سُنیں گے سب انبیاء فرمائیں گے۔ ہمارا یہ رتبہ نہیں۔ ہم اس لائق نہیں ہم سے یہ کام نہ نکلے گا نفسی نفسی[1] تم اور کسی کے پاس جاؤ یہاں تک سب کے بعد حضور پُرنور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ حضور اقدس اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا فرمائیں گے۔ یعنی میں ہوں شفاعت کے لئے۔ میں ہوں شفاعت کے لئے پھر اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے وہ ارشاد فرمائے گا یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ، اور کہو تمہاری بات سُنی جائے گی۔ اور مانگو تمہیں عطا ہوگا۔ اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔ اب حضور کی شفاعت سے حساب شروع ہوگا۔ یہی شفاعتِ کبریٰ[2] ہے جو مومن اور کافر سب کے لئے ہوگی اور اسی کو مقام محمود کہتے ہیں جہاں تمام اوّلین و آخرین میں حضور کی تعریف اور حمد وثنا کا غُل مچ جائے گا اور موافق و مخالف سب پر کھل جائے گا کہ بارگاہِ الٰہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں۔ اور بادشاہِ حقیقی کے یہاں جو عظمت ہمارے مولیٰ کے لئے ہے کسی کے لئے نہیں۔

شفاعت کے اقسام

شفاعتِ کبریٰ جس کا بیان ابھی گزرا (۲) یہ کہ آپکی شفاعت سے ایک جماعت

[1] نفسی نفسی کا ترجمہ ایک عاشقِ رسول نے اس طرح کیا ہے۔ عرب میں محبوب کو اپنی جان سے تشبیہ دیتے ہیں اور نفس کے معنی جان کے ہیں گویا ہر نبی تمام لوگوں کی فریاد سُن کر فرمائے گا نفسی نفسی یعنی یہ تمہارا کام میری جان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کریں گے۔ نوٹ۔ انسان کی روح جسم سے نکلتے ہی عربی زبان ہوجاتی ہے۔ محشر میں سب کی زبان عربی ہوگی۔

[2] یعنی حشر کے عذاب سے نجات۔ ناشر

بغیر حساب جنّت میں داخل ہوگی۔ اُس کی تعداد میں چند روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایک لاکھ اور ان میں ہر ایک ہزار کے ساتھ ستّر ہزار اور ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار اس کی میزان چار کھرب ستانوے ارب ہوتی ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میری اُمّت سے ستّر ہزار بے حساب جنّت میں داخل ہوں گے اور اُن کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار اور رب تبارک و تعالیٰ اُن کے ساتھ تین جماعتیں اور دے گا معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں اُس کا شمار وہی جانے۔ تہجّد پڑھنے والے بھی بلا حساب جنّت میں جائیں گے (۳) ایک ایسی جماعت جو بعد حساب دوزخ میں داخل ہونے کی مستحق ہو چکی آپ کی شفاعت سے بجائے دوزخ کے جنّت میں داخل ہوگی۔ (۴) بعض کفّار کے عذاب میں آپ کی شفاعت کی وجہ سے تخفیف ہوگی جیسے آپ کے چچا ابو طالب[1] جو ایمان نہیں لائے تھے۔ شفاعت کی یہ چاروں قسمیں محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ خاص۔ (۵) دوزخ میں داخل شدہ لوگ آپ کی شفاعت سے باہر نکال کر جنّت میں داخل کئے جائیں گے۔ (۶) آپ کی شفاعت کے باعث جنّت میں لوگوں کے درجے بلند کئے جائیں گے۔ **سوال**۔ اللہ تعالیٰ نے حضور پُر نور کو تمام مخلوق پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی۔ کیونکہ ساری مخلوق آپ ہی کے طفیل میں پیدا کی گئی ہے اور آپ کو بلند درجہ بھی عطا کیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا محبوب بنایا اور کسی کو محبوبیت کے مرتبہ پر فائز نہیں کیا۔ اسی طرح وسیلہ جو جنّت میں اعلیٰ درجہ ہے آپ ہی کو ملے گا کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس بندے کو وہ ملے گا اُمید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ اور **مقام محمود** میں بھی آپ بھیجے جائیں گے۔ اس کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بایں الفاظ فرمایا ہے۔ **عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا**۔ اور یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرے پھر وسیلہ اور فضیلت اور درجۂ رفیعہ اور مقامِ محمود کے لئے دُعا مانگنے کی کیا ضرورت رہی۔ **جواب**۔ بیشک یہ باتیں صحیح ہیں لیکن ہم کو ان کے واسطے دُعا کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ ہم گناہگار محبوبِ خدا کے دُعا گو خیر اندیشوں میں داخل ہو جائیں تاکہ قربِ الٰہی حاصل اور نورِ ایمان زائد ہو کیونکہ محبوبانِ خدا کے

[1] ان کے متعلق علماء کے کئی قول ہیں۔ بعض فرماتے ہیں ایسے لوگ اعراف میں رہیں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔ بعض کہتے ہیں دوزخ ہی میں رہیں گے۔ عذاب گستاخ رسول یعنی سخت کفار والا نہ ہوگا۔

ہوا خواہ اور خیر سگال بھی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں

ابولہب محبوب خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بدترین دشمن اور سخت ترین کافر تھا یہاں تک کہ اُس کی مذمت میں سورۂ تبت نازل ہوئی۔ مگر حضور پُرنور کی ولادت کی خوشی میں اُس نے باندی آزاد کردی تھی نظر براں اللہ تعالیٰ نے اس کو رحمت سے محروم نہیں فرمایا۔ ہر دوشنبہ کو اُس کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے تو جو مومن آپ کی پیدائش کی ہمیشہ خوشی منائے اور ہر اذان کے بعد آپ کی خیر خواہی میں یہ دُعا مانگتا رہے تو وہ خداوند کے اکرام و انعام سے کس طرح نوازا جائے

اذان کے مسائل

مسئلہ۔ فرض پنجگانہ کہ اُنہیں میں جمعہ بھی ہے جب جماعت مستحب کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کئے جائیں تو اِن کے لئے اذان سُنتِ مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار رہوں گے یہاں تک کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کسی شہر کے سب لوگ اذان ترک کردیں تو میں ان سے قتال کروں گا۔ اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اُسے ماروں گا اور قید کروں گا (خانیہ وغیرہ) **مسئلہ** قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اذان نہ کہے اگر کوئی شخص شہر کے اندر گھر میں نماز پڑھے اور اذان نہ کہے تو کراہت نہیں کہ وہاں کی مسجد کی اذان کافی ہے اور کہہ لینا مستحب ہے (شامی) مسجد میں بلا اذان و اقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** اگر کسی بستی سے باہر باغ یا کھیتی وغیرہ میں ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو بستی کی اذان کفایت کرتی ہے پھر اذان کہہ لینا بہتر ہے اور جو قریب نہ ہو تو کافی نہیں قریب کی حد یہ ہے کہ بستی کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔ (عالمگیری) **مسئلہ**۔ جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی تو اذان و اقامت سے پڑھیں اور اکیلا بھی قضا کے لئے اذان و اقامت کہہ سکتا ہے جبکہ جنگل میں تنہا ہو ورنہ قضا کا اظہار گناہ ہے۔ اِسی لئے مسجد میں قضا پڑھنا مکروہ ہے اور پڑھے تو اذان نہ کہے اور وتر کی قضا میں دُعائے قنوت کے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے ہاں اگر کسی ایسے سبب سے قضا ہوگئی جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہوگئے تو اگرچہ مسجد میں پڑھیں اذان کہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ**۔ اہلِ جماعت سے چند نمازیں قضا ہوئیں تو پہلی کے لئے اذان و اقامت دونوں کہیں اور باقیوں میں اختیار ہے خواہ دونوں کہیں یا صرف اقامت پر اکتفا کریں اور دونوں کہنا بہتر ہے یہ اس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں

کہی پڑھیں تو ہر مجلس میں پہلی کے واسطے اذان کہیں (عالمگیری) مسئلہ۔ وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اثنائے اذان میں وقت ہو گیا تو اعادہ کیا جائے۔ مسئلہ۔ اذان کا وقت مستحب وہی ہے جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اوّل وقت اور گرمیوں کی ظہر اور ہر موسم کی عصر و عشاء میں نصف وقت مستحب گزرنے کے بعد مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے پڑھتے وقت مکروہ آجائے۔ اور اگر اوّل وقت اذان ہوئی اور اخیر وقت میں نماز ہوئی تو بھی سنّت اذان ادا ہو گئی (دُرِمختار وغیرہ) مسئلہ۔ فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر۔ جنازہ۔ عیدین۔ استسقا چاشت۔ کسوف۔ خسوف۔ نوافل میں اذان نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ۔ عورتوں کو اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ کہیں گی تو گنہگار ہوں گی اور اعادہ کی جائے (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ۔ عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اذان و اقامت مکروہ ہے (دُرِمختار) خنثیٰ فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے پاگل اور ناسمجھ بچّے اور جنب کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے (دُرِمختار) مسئلہ۔ اذان کہنے کا اہل وہ ہے جو اوقاتِ نماز پہچانتا ہو اور وقت نہ پہچانتا ہو تو اس ثواب کا مستحق نہیں جو مؤذن کے لئے ہے (غنیہ) مسئلہ۔ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے (دُرِمختار) مسئلہ۔ بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے اور کہے تو اعادہ کرے مگر مسافر اگر سواری پر اذان کہے تو مکروہ نہیں۔ اور اقامت مسافر بھی اُتر کر کہے۔ اگر نہ اُترا اور سواری پر ہی کہہ لی تو ہو جائے گی۔ مسئلہ۔ اذان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے اس کا اعادہ کیا جائے مگر مسافر جو سواری پر اذان کہے اور اس کا مُنہ قبلہ کی طرف نہ ہو تو حرج نہیں۔ مسئلہ۔ اثنائے اذان میں بات چیت کرنا منع ہے اگر کلام کیا تو پھر سے اذان کہے۔ (صغیری) مسئلہ کلمات اذان میں لحن حرام ہے مثلاً اللہ اکبر کی ہمزہ کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا اسی طرح اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا حرام ہے (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ۔ سُنّت یہ ہے کہ اذان بلند جگہ کہی جائے کہ پڑوس والوں کو خوب سُنائی دے اور بلند آواز سے کہے (بحر) مسئلہ اذان مِئذَنَہ پر کہی جائے یا خارجِ مسجد اور مسجد میں اذان نہ کہے (عالمگیری وغیرہ) مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے (فتح القدیر وغیرہ) یہ حکم ہر

اذان کے لئے ہے۔ فقہ کی کسی کتاب میں کوئی اذان مستثنیٰ نہیں۔ اذان ثانی جمعہ بھی اس میں داخل ہے ہندوستان میں عموماً خطیب کے سامنے ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلے پر کہی جاتی ہے۔ حدیث وفقہ دونوں کے خلاف ہے۔

پیشِ ممبر خارجِ مسجد اذانِ خطبہ ہو
ہے مسلمانوں یہی سنتِ رسول اللہ کی

اقامت کے مسائل

اقامت مثلِ اذان ہے یعنی احکام مذکورہ اس کے لئے بھی ہیں صرف بعض باتوں میں فرق ہے اس میں بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو بار کہیں۔ اس میں بھی آواز بلند ہو مگر نہ اذان کے مثل بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے۔ اس کے کلمات جلد جلد کہے درمیان میں سکتہ نہ کرے نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا۔ اور صبح کی اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں۔ اقامت بلند جگہ یا مسجد کے باہر ہونا سنت نہیں **مسئلہ** اقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت داہنے بائیں منہ پھیرے (درِ مختار وغیرہ) **مسئلہ** جس نے اذان کہی اگر موجود نہیں تو جو چاہے اقامت کہہ لے۔ بہتر امام ہے۔ موذن موجود ہے تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے، یہ اسی کا حق ہے۔ اگر بے اجازت اور موذن کو ناگوار ہو تو مکروہ ہے (عالمگیری) **مسئلہ** جنب اور بے وضو کی اقامت مکروہ ہے مگر اعادہ نہ کی جائے گی بخلاف اذان کے کہ جنب اذان کہے تو دوبارہ کہی جائے اس لئے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دو بار نہیں (دُرِ مختار) **مسئلہ** اقامت[۱] کے وقت کوئی شخص آیا تو اُسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو یونہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی بیٹھے رہیں اس وقت اُٹھیں جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے یہی حکم امام کے لئے ہے (عالمگیری) آجکل اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلے پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلافِ سنت ہے۔ **مسئلہ** اثنائے اقامت میں بھی موذن کو کلام کرنا جائز نہیں جس طرح اذان میں **مسئلہ** اثنائے اذان و اقامت میں اس کو کسی نے سلام کیا تو جواب نہ دے بعد ختم بھی جواب دینا واجب نہیں (عالمگیری)

---

[۱] بعض حضرات مخالفت برائے مخالفت کی بناء پر (مولینا احمد رضا خاں نے یہ سنت کیوں زندہ کی) حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ تکبیر کے وقت صحابہ سب قیام میں ہوتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اقامت اور تکبیر میں بڑا فرق ہے تکبیر تحریمہ نماز کی شرط ہے تکبیر صرف اللہ اکبر کو کہتے ہیں۔ عوام میں یہ غلط رواج ہے کہ اقامت کو تکبیر کہتے ہیں امام اعظم اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے پر زور دیتے ہیں۔

جواب اذان واقامت کے مسائل

مسئلہ. جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے سلام کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کردے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کردے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے اسی طرح اقامت میں (عالمگیری وغیرہ) جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے (فتاوی رضویہ) **مسئلہ**. راستہ چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے کہ سُنے اور جواب دے **مسئلہ**. اگر چند اذانیں سُنے تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر ہے کہ سب کا جواب دے (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** اگر بوقت اذان جواب نہ دیا تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو اب دے لے۔ **مسئلہ** خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں **مسئلہ**. اقامت کا جواب مستحب ہے اس کا جواب بھی اسی طرح ہے فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے (عالمگیری وغیرہ)

پنجگانہ نماز کا بیان

پانچوں وقت کی نماز اتنی اہم چیز ہے کہ اسلام کے دوسرے ارکان جیسے روزہ حج زکوٰۃ کا حکم زمین پر جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وساطت سے نازل ہوا مگر اس کے لئے وساطت گوارا نہ کی بلکہ شب معراج ساتوں آسمان اور عرش و کرسی کے اوپر اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر دو بدو اس کا حکم فرمایا پھر جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زمین پر حاضر ہو کر پانچوں نمازوں کی ادا کا طریقہ اور اُن کے اوقات تعلیم کئے چونکہ یہ پانچوں نمازیں اس اُمت کے حق میں تمغۂ امتیاز تھیں اور مولیٰ تعالیٰ کا انعام عظیم اس لئے فرض کرنے سے ہزارہا سال پیشتر اُمتِ محبوب کی فضیلت ظاہر کرتے ہوئے توریت شریف میں فرمایا کہ اے موسیٰ فجر کی دو رکعتیں احمد اور اُس کی اُمت ادا کرے گی جو اُنہیں پڑھے گا اُس دن رات کے سارے گناہ اُس کے بخش دوں گا۔ اور وہ شخص میرے ذمّہ میں ہو جائے گا۔ اے موسیٰ ظہر کی چار رکعتیں احمد

اور اُس کی اُمت پڑھے گی۔ اُنہیں پہلی رکعت کے عوض بخش دوں گا اور دوسری کے بدلے بروقت وزن اعمال اُن کا پلہ بھاری کردوں گا۔ اور تیسری رکعت کے عوض فرشتے تعینات کردوں گا جو تسبیح کریں گے اور اُن کے واسطے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے اور چوتھی رکعت کے بدلے اُن کے لئے آسمان کے دروازے کشادہ کردوں گا۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں اُن پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔ اے موسیٰ عصر کی چار رکعت احمد اور اُس کی اُمت ادا کرے گی تو ساتوں آسمان اور زمین کے تمام فرشتے اُن کے واسطے دُعائے مغفرت کریں گے۔ اور فرشتے جس کے لئے مغفرت کی دُعا کریں گے اس پر ہرگز عذاب نہ کروں گا۔ اے موسیٰ مغرب کی تین رکعتیں احمد اور اُس کی اُمت پڑھے گی۔ آسمان کے سارے دروازے اُن کے لئے کھول دوں گا جس حاجت کا سوال کریں گے اُسے پورا ہی کردوں گا۔ اے موسیٰ عشار کی چار رکعتیں احمد اور اُس کی اُمت پڑھے گی وہ دنیا و مافیہا سے اُن کے لئے اچھی ہیں وہ گناہوں سے اُنہیں ایسے نکال دیں گی جیسے اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اے موسیٰ وضو کرے گا احمد اور اُس کی اُمت جیسا کہ میرا حکم ہے تو میں اُنہیں عطا فرماؤں گا ہر قطرے کے بدلے ایک جنّت جس کا عرض آسمان زمین کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ اے موسیٰ! احمد اور اُس کی اُمت رمضان کے روزے رکھے گی تو ہر روزے کے بدلے اُنہیں جنّت میں ایک شہر عطا فرماؤں گا اور اُس مہینے میں نفلی نیک کاموں کا ثواب فرض کے برابر دوں گا اور اُس مہینہ میں شبِ قدر ظاہر کروں گا جو اِس مہینے میں شرمساری اور صدقِ قلب سے استغفار کرے گا اگر اُسی شب یا اس مہینے بھر میں مرگیا تو اُسے تیس شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ اے موسیٰ اُمتِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں کچھ ایسے مرد ہیں جو ہر شرف پر قائم ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت دیتے ہیں تو اُس کے عوض اُن کی جزا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا ثواب ہے اور میری رحمت اُن پر واجب اور میرا غضب اُن سے دُور اور ان میں سے کسی پر توبہ کا دروازہ بند نہ کروں گا۔ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی گواہی دیتے رہیں گے۔ (تنبیہ الغافلین)۔ **سوال**۔ کیا یہ پانچوں نمازیں پہلی اُمتوں پر بھی فرض ہوئی تھیں۔ **جواب**۔ نہیں۔ حدیث میں ہے ”لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا صَلٰوۃَ فِیْهِ“ اُس دین میں بھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر آسمانی دین میں نماز تھی۔ اسلامی تاریخ دیکھنے

سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں شام کے وقت فرض ہوئی تھیں باقی اُمتوں کا حال خدا جانے۔ ہاں حدیث سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ یہ پانچوں نمازیں مجموعی حیثیت سے اس اُمت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ دوسری اُمتوں پر پانچوں فرض نہ تھیں۔ **سوال** کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض چیزیں اُمّت پر فرض نہیں ہوتیں مگر نبی پر ہوتی ہیں جیسے نماز تہجد حضور پُرنور پر فرض تھی ہم پر نہیں تو کیا یہ پانچوں نمازیں انبیائے سابقین پر فرض تھیں۔ **جواب**۔ نہیں جس طرح یہ پانچوں نمازیں اُمتوں میں اس اُمّت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اسی طرح انبیاء میں ہمارے آقا مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ ہاں انبیائے سابقین میں سے کسی نے فجر اور کسی نے ظہر اور کسی نے عصر اور کسی نے مغرب اور کسی نے عشا پڑھی ہے خواہ بحیثیت فرض خواہ بحیثیت نفل چنانچہ امام رافعی شرح مسند میں فرماتے ہیں کہ فجر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اور ظہر حضرت داؤد علیہ السلام نے اور عصر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اور مغرب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اور عشا حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی تھی۔

نماز کی چھ۶ شرطیں

یہ ہیں۔ طہارت۱ ستر عورت۲۔ استقبال قبلہ۳۔ وقت۴۔ نیت۵۔ تکبیر تحریمہ۶۔

پہلی شرط طہارت یعنی نمازی کے بدن کا حدث اکبر و اصغر اور نجاست حقیقیہ بقدر مانع سے پاک ہونا۔ اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھتا ہے نجاست حقیقیہ مانع سے پاک ہونا۔

حدث اکبر حدث اکبر اُن چیزوں کو کہتے ہیں جن سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں (۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جُدا ہو کر عضو مخصوص سے نکلنا پس اگر شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جُدا نہ ہوئی۔ بلکہ بوجھ اُٹھانے یا بلندی سے گرنے کی سبب نکلی تو غسل واجب نہیں۔

(۲) احتلام یعنی سوتے سے اُٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی۔ اور اس تری کے منی یا مذی

ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے۔ اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔ اور اگر یقین ہے کہ یہ منی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا ودی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ احتلام یاد ہو۔ اور لذت انزال خیال میں ہو تو غسل واجب نہیں۔ اور اگر منی نہ ہونے پر یقین کرتا ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں ورنہ ہے۔

(۳) حشفہ یعنی سرِ ذکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل واجب کرتا ہے شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت انزال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ دونوں مُکلّف ہوں اور اگر ایک بالغ ہے تو اس بالغ پر فرض ہے اور نابالغ پر اگرچہ غسل فرض نہیں مگر غسل کا حکم دیا جائے گا۔ **فائدہ**۔ اِن تین وجوہ سے جس پر نہانا فرض ہوا اُس کو جنب اور ان تین چیزوں کو جنابت کہتے ہیں۔

(۴) حیض سے فارغ ہونا (۵) نفاس کا ختم ہونا

مسئلہ۔ کافر مرد یا عورت جُنُب ہے اور دونوں سے کوئی مشرّف باسلام ہوا تو غسل واجب ہے۔ اسی طرح حیض و نفاس والی کافرہ عورت پر اسلام قبول کرنے کے بعد غسل واجب ہے ہاں اگر اسلام لانے سے پہلے یہ سب غسل کر چکے ہوں یا کسی طرح تمام بدن پر پانی بہہ گیا ہو تو صرف ناک میں نرم بانسے تک پانی چڑھانا کافی ہوگا کہ یہی وہ چیز ہے جو کفّار سے ادا نہیں ہوتی غرض جتنے اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر وہ سب موجباتِ غسل کے بعد بحالتِ کفر ہی دُھل چکے تھے۔ تو بعد اسلام اعادۂ غسل ضروری نہیں ورنہ جتنا حصّہ باقی ہو اُتنے دھو لینا فرض ہے اور مستحب یہ ہے کہ بعد اسلام پورا غسل کرے۔

حدثِ اصغر

حدثِ اصغر ان چیزوں کو کہتے ہیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔ پاخانہ۔ پیشاب۔ منی۔ مذی۔ ودی۔ کیڑا۔ پتھری جو مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلے۔ ہوا۔ جو مرد یا عورت کے پیچھے سے خارج ہو۔ خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا۔ اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی۔ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ تو وضو جاتا رہے گا۔ اور اگر صرف چمکا یا اُبھرا اور بہا نہیں جیسے سوئی

کی نوک یا چاقو کا کنارا لگ جاتا ہے اور خون اُبھر یا چمک جاتا ہے۔ خلال کیا یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اُس پر خون کا اثر آگیا یا ناک میں انگلی ڈالی اُس پر خون کی سُرخی آگئی۔ مگر وہ خون ان سب صورتوں میں بہنے کے قابل نہ تھا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ منہ بھر[14] قے کھانے یا پانی یا صفرا کی وضو توڑ دیتی ہے۔ سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ دونوں سُرین کسی چیز پر خوب نہ جمے ہوں۔ جیسے اُکڑوں بیٹھ کر سونے میں یا چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر سونے میں سُرین کسی چیز پر جمتے نہیں لہٰذا اس طرح سونے پر وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر دونوں سُرین زمین یا کُرسی یا بنچ پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے یا دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں۔ اور ہاتھ پنڈلیوں پر محیط ہوں خواہ زمین پر ہوں دوزانو سیدھا بیٹھا ہو یا چار زانو پالتی مارے ان صورتوں میں چونکہ سُرین کسی نہ کسی چیز پر جمے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی صورت پر سونے میں وضو نہ ٹوٹے گا۔

ایک بہت ضروری مسئلہ

جس سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں یہ ہے کہ اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا۔ اسی طرح جھوم کر گر پڑا اور فوراً آنکھ کھل گئی تو وضو نہ گیا لوگ ان دونوں صورتوں میں یہ سمجھتے ہیں کہ وضو جاتا رہتا ہے۔ بے[14] ہوشی اور جنون[15] اور غشی[16] اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں ان سب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **مسئلہ**۔ عورت کے آگے سے جو خالص رطوبت بے آمیزش خون نکلتی ہے وضو نہیں توڑتی۔ اور اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔

نجاستِ حقیقیہ بقدرِ مانع

نجاستِ حقیقیہ بقدرِ مانع اُس کو کہتے ہیں کہ اس کے بدن یا کپڑے میں لگے رہنے سے نماز ہوتی ہی نہیں اور اس کی مقدار نجاستِ غلیظہ میں یہ ہے کہ ساڑھے چار ماشے سے زائد ہو۔ اور نجاستِ خفیفہ میں یہ ہے کہ کپڑے یا بدن کے اس حصے کی چوتھائی سے زیادہ ہو جس حصے میں لگی ہے نماز صحیح ہونے کے لئے کپڑے یا بدن کو اس سے پاک کرنا ضروری ہے اور اگر نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ بقدرِ مانع سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سُنت ہے۔

دوسری شرط ستر عورت

عورت بدن کے اُس حصہ کو کہتے ہیں جس کا چھپانا فرض ہے اور ستر کے معنی چھپانا۔ مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک کا حصہ عورت ہے اور اس کا چھپانا فرض خواہ نماز میں ہو یا بیرونِ نماز۔ ناف عورت میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔ ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک نو[9] عضو ہیں جن کا شمار اور ان کے تمام احکام کو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے ان چار شعروں میں جمع فرمادیا ہے۔

سترِ عورت بمرد نہ عضو ست	از ترِ ناف تا تہ زانو
ہر چہ رُبعش بقدر رکن کشود	یا کشودی و مے نماز مجو
ذکر وانثیین و حلقۂ پس	دو سریں ہر فخذ بزانوئے او
ظاہر اَسفلی انثیین و دُبر	باقی زیرِ ناف از ہر سو

یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک مرد میں اعضائے عورت نو ہیں جن کا چھپانا فرض ہے۔ ان میں سے اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ اتنی دیر تک کھلا رہا جتنی دیر تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکتا ہے تو نماز جاتی رہے گی۔ اِسی طرح اگر قصداً کھولا اور فوراً چھپا لیا تب بھی نماز جاتی رہی۔ اور وہ نو عضو یہ ہیں۔ ذکر[1]۔ انثیین[2] یہ دونوں مل کر ایک عضو ہیں۔ دُبر[3] یعنی پاخانے کا مقام۔ ہر اک سُرین[4،5] جدا عورت ہے ہر ران[6،7] جدا عورت ہے جڑھے سے گھٹنے تک ران ہے گھٹنا بھی اس میں داخل ہے الگ عضو نہیں۔ ناف[8] کے نیچے سے عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کی سیدھ میں پُشت اور دونوں کروٹوں کی جانب سب مل کر ایک عضو ہے اور دُبر و انثیین[9] کے درمیان کی جگہ بھی ایک مستقل عورت ہے۔

آزاد عورتوں کے لئے

باستثناء پانچ عضو کے سارا بدن عورت ہے۔ اور وہ تیس[30] اعضاء پر مشتمل ہے ان میں جس کی چوتھائی کُھل جائے نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا۔ سر[1] یعنی پیشانی کے اوپر سے شروع گردن تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک یعنی عادتاً جتنی جگہ پر بال جمتے ہیں۔ بال[2] جو لٹکے ہوں۔ دونوں کان[3،4]۔ گردن[5] اس میں گلا بھی داخل ہے دونوں[6،7]۔ شانے دونوں[8،9]۔ بازو۔ اِن میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔

دونوں **کلائیاں**[١٠، ١١] یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک۔ **سینہ**[١٢] یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستانوں کی حدِ زیرین تک دونوں **ہاتھوں کی پشت**[١٣، ١٤]۔ دونوں **پستانیں**[١٥، ١٦] جب کہ اچھی طرح اُٹھ چکی ہوں ورنہ سینے کے تابع ہیں جُدا عضو نہیں۔ اور ان کے درمیان کی جگہ سینے ہی میں داخل ہے جدا عضو نہیں۔ **پیٹ**[١٧] یعنی سینے کی حدِ مذکور سے ناف کے کنارۂ زیرین تک اور ناف کا پیٹ ہی میں شمار ہے۔ **پیٹھ**[١٨] یعنی پیچھے کی جانب سینے کے مقابل سے کمر تک دونوں **شانوں**[١٩] کے بیچ میں جو جگہ ہے بغل کے نیچے سینے کی حدِ زیرین تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ سینے میں اور پچھلا شانوں یا پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں کمر تک جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔ دونوں **سرین**[٢٠، ٢١]۔ **فرج**[٢٢]۔ **دُبر**[٢٣] دونوں رانیں[٢٤، ٢٥] گھٹنے بھی ان ہی میں شامل ہیں۔ **ناف**[٢٦] کے نیچے پیڑو۔ اور اس کے متصل جو جگہ ہے اور ان کے مقابل کی جانب سب مل کر ایک عورت ہے۔ دونوں **پنڈلیاں**[٢٧، ٢٨] ٹخنوں سمیت دونوں

باندی کے لئے اعضائے عورت یہ ہیں۔ سارا پیٹ اور پیٹھ۔ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک جس میں سات عضو ہوتے ہیں **مسئلہ** اتنا باریک دوپٹہ جس سے بال کی سیاہی چمکے۔ اگر عورت نے اس کو اوڑھ کر نماز پڑھی تو نہ ہوگی جب تک اس پر کوئی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے **مسئلہ** اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر کے لئے کافی نہیں اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے سترِ عورت نہ ہو سکے۔ علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

تیسری شرط استقبالِ قبلہ

تیسری شرط استقبالِ قبلہ یعنی نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا۔ استقبالِ قبلہ عام ہے کہ بعینہٖ کعبۂ معظمہ کی طرف منہ ہو جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لئے یا اُس کی جہت کو منہ ہو جیسے اوروں کے لئے جہتِ کعبہ کو منہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ منہ کی سطح کا کوئی جُز کعبہ کی سمت میں واقع ہو۔ تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے مگر منہ کا کوئی جُز کعبہ کے مواجہہ میں ہے نماز ہو جائے گی اس کی مقدار پینتالیس[٤٥] درجے رکھی گئی ہے پس اگر پینتالیس[٤٥] درجہ سے زیادہ انحراف ہے۔ استقبال نہ پایا جائے گا تو

نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ** جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو مثلاً مریض ہے اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رُخ بدل سکے اور وہاں کوئی اور بھی نہیں جو متوجہ کر دے تو اس صورت میں جس رُخ پر نماز پڑھ سکے پڑھ لے۔ اور اُس پر اعادہ بھی نہیں۔

بحری جہاز میں نماز پڑھنے کا اسلامی طریقہ

بحری جہاز یا کشتی میں نماز پڑھے تو بوقتِ تحریمہ قبلہ کو مُنہ کرے اور جیسے جیسے وہ جہاز یا کشتی گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کو مُنہ پھیرتا رہے خواہ نماز فرض ہو۔ یا نفل دونوں کا ایک حکم ہے۔ **مسئلہ** اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتا دے۔ نہ وہاں مسجدیں ہیں نہ چاند و سورج و ستارے نکلے ہوں یا نکلے ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے تو ایسے شخص کے لئے حکم ہے کہ تحری کرے (یعنی سوچے) جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی مُنہ کر لے اس کے حق میں یہی قبلہ ہے۔ **مسئلہ** نمازی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہو گیا۔ نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر بلا قصد پھر گیا اور اتنا وقفہ نہ ہوا جس میں تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا جا سکے تو نماز ہو گئی۔ **مسئلہ** اگر صرف مُنہ قبلہ سے پھیرا تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کر لے تو نماز نہ جائے گی مگر بلا عُذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

تحویلِ قبلہ

اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ نماز کی فرضیت کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم جب تک مکّہ مکرمہ میں تشریف فرما رہے کعبہ شریف کی طرف رُخ کر کے نماز ادا فرمائی، کیونکہ اُس وقت بحکمِ الٰہی کعبہ شریف کو قبلہ قرار دیا گیا تھا پھر ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو بجائے کعبہ معظمہ بیت المقدس قبلہ مقرر ہوا اور تقریباً سترہ ۱۷ مہینے تک اُسی کی جانب رُخ کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ یہود آپ سے مانوس ہو جائیں کیونکہ اُن کا قبلہ بھی بیت المقدس ہے اور جب مانوس ہو جائیں گے تو اُن کو دینِ حق (اسلام) قبول کرنے میں دُشواری پیش نہ آئے گی۔ فی الحقیقت یہ پروردگارِ عالم کا بہت بڑا احسان تھا جس کی بدبخت قوم یہود نے کوئی قدر نہ کی اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کے بجائے متکبرانہ انداز میں یوں کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) ہمارے دین کو تو مانتے نہیں

اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ بدیں وجہ آپ کی طبیعت کعبہ معظمہ کی طرف مائل ہوگئی اور اس لئے بھی کہ وہ آپ کے جدامجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ التحیۃ والثنا کا قبلہ تھا اور آپ کا بھی جبکہ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے اور عرب کو اسلام سے قریب کرنے کے لئے بہتر ین ذریعہ بھی تھا کیونکہ عرب کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے بیت المقدس کو قبلہ بنالیا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم کبھی آپ کی اتباع نہ کریں گے ان وجوہات کی بنا پر آپ کی دلی خواہش ہوئی کہ کعبہ معظمہ کو قبلہ مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک دن حضرت جبریل امین خدمتِ والا میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن سے فرمایا اے جبریل میری مرضی یہ ہے کہ تحویل قبلہ ہو یعنی کعبہ معظمہ کو قبلہ بنا دیا جائے رب کی بارگاہ میں اس کے متعلق سوال پیش کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ بہ نسبت میرے آپ کا اعزاز اُس کی بارگاہ میں زیادہ ہے لہٰذا آپ خود سوال کریں۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اتنا عرض کر کے آسمان پر چلے گئے۔ اور آپ اُن کے انتظار میں بار بار آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے تھے کہ تحویلِ قبلہ کی اجازت لے کر آتے ہوں گے ۲ھ میں بتاریخ ۱۵ر ماہِ رجب المرجب بروز دوشنبہ آپ قبیلہ بنی سلمہ میں بشر بن براء بن معرور کی والدہ کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے آپ کے واسطے کھانا تیار کیا اُس میں اتنی دیر ہوگئی کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے مسجد بنی سلمہ میں حسبِ معمول نمازِ ظہر بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے پڑھانا شروع کی۔ دو رکعتیں ہی پڑھنے پائے تھے کہ تحویلِ قبلہ کے بارے میں بحالتِ نماز بایں الفاظ وحی آگئی۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ترجمہ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف مُنہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اُس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا مُنہ پھیر دو مسجدِ حرام کی طرف۔ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو چنانچہ آپ اور آپ کے اصحاب فوراً کعبہ شریف کی طرف پھر گئے اور باقی ماندہ دو رکعتیں اُسی کی طرف منہ کر کے پوری کیں۔ مسجد بنی سلمۃ میں چونکہ یہ نمازِ ظہر دو قبلوں کی طرف مُنہ کر کے ادا کی گئی تھی اس لئے مسجد اَلْقِبْلَتَيْنِ اس کا نام پڑگیا۔ تحویلِ قبلہ سے یہودیوں کو سخت ناگواری ہوئی اور انہوں نے طرح طرح سے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا حُيَیْ بن اخطب

یہودی بولا۔ اے مسلمانو! نماز میں بیت المقدس کو مُنہ کرنا ہدایت تھا یا گمراہی۔ اگر ہدایت تھا تو اب اُس کو چھوڑ کر تم گمراہی میں پڑ گئے اور اگر گمراہی تھا تو اتنی مدّت تک تمیں گمراہی میں رکھا جس سے نمازیں باطل ہوتی رہیں۔ نیز تحویل سے پیشتر تم میں سے جو انتقال کر گئے وہ گمراہی پر فوت ہوئے اور اُن کی نمازیں برباد ہوئیں جن مسلمانوں کے رشتہ دار تحویل سے پیشتر انتقال کر گئے تھے انہیں یہ بات شاق گذری اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ اُس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ترجمہ۔ اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان (نمازیں جو تحویلِ قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے پڑھیں) اکارت کرے بے شک۔ اللہ آدمیوں پر بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا کیوں کہ اُس کی ادا جماعت سے ایمان کی دلیل ہے۔ نیز اس لئے کہ وہ اہلِ ایمان ہی پر واجب ہوتی ہے اور اہلِ ایمان ہی اس کو قبول کرتے ہیں۔

چوتھی شرط وقت ہے

اس کے مسائل ہر نماز کے بیان کے ساتھ ذکر کئے جائیں گے۔

پانچویں شرط نیت ہے

نیّت دل کے پکّے ارادے کو کہتے ہیں محض جاننا نیت نہیں۔ نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے کون سی نماز پڑھتے ہو تو فوراً بلا تامّل بتا دے اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں عربی زبان کی تخصیص نہیں اُردو فارسی میں بھی ہو سکتی ہے۔ **مسئلہ** فرض نماز میں نیّت فرض بھی ضروری ہے مطلق نماز کی نیت کافی نہیں۔ اور فرض نماز میں یہ بھی ضروری ہے کہ اس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے۔ **مسئلہ** نیّت میں تعدادِ رکعت ضروری نہیں البتہ افضل ہے۔ **مسئلہ** فرض قضا ہو گئے ہوں تو ان میں بروقت ادائیگی تعیّن یوم اور تعیّن نماز ضروری ہے مثلاً یوں نیّت کرے فلاں دن کی فلاں نماز کی ہیں نے نیت کی مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقاً نماز قضا نیّت میں ہونا کافی نہیں۔ **مسئلہ** نفل و سنّت و تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح کی اور سنّتوں میں سنّت

رسول اللہ کی نیت کرے ۔**مسئلہ**۔ یہ نیت کہ منھ میرا قبلہ کی طرف ہے ۔ شرط نہیں ۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو ۔**مسئلہ** مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو امامت کی نیت کرنا مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں ۔ یہاں تک کہ اگر امام نے یہ نیت کر لی کہ میں فلاں شخص کا امام نہیں ہوں اور اس شخص نے اس کی اقتدا کی تو نماز ہو گئی مگر ثواب جماعت نہ پائے گا ۔**مسئلہ** مقتدی نے اگر اقتدا کی یوں نیت کی کہ جو نماز امام کی ہے وہی نماز میری تو جائز ہے ۔[1]

نیّت کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ یوں کرے نیت کی میں نے آج کی فجر کے دو رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ کعبہ شریف کی طرف ۔ اگر مقتدی ہے تو اتنی نیت اور کرے کہ اس امام کے پیچھے ظہر میں یوں کرے نیت کی میں نے آج کی ظہر کے چار رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ کعبہ شریف کی طرف ۔ عصر میں یوں نیت کی میں نے آج کی عصر کے چار رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ کعبہ شریف کی طرف ۔ مغرب میں یوں نیت کی میں نے آج کی مغرب کی تین رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ کعبہ شریف کی طرف ۔ عشاء میں یوں نیت کی میں نے آج کی عشاء کے چار رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منھ کعبہ شریف کی طرف ۔ وتر میں اس طرح نیت کی میں نے آج کے تین رکعت وتر واجب کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ

---

[1] ایک اہم مسئلہ دل کی توجہ کسی اور طرف تھی زبان سے نیت کے الفاظ اگرچہ صحیح بھی ادا کئے ۔ اللہ اکبر کہا ہی تھا کہ توجہ نیت کے مفہوم پر حاضر ہو گئی تو نماز نہ ہو گی اگرچہ سجدہ سہو بھی ادا کریں اس وجہ سے کہ نیت پہلے کرنا تھی تا کہ وہ کام شروع کرنے کے بعد نیت ہو اس مسئلہ سے وہ حضرات سبق لیں جو کہ ایک رکعت یا کم زیادہ کے بعد سوچتے ہیں کہ میں کونسی نماز پڑھ رہا ہوں کیا میں نے اس سے پہلے والی نماز ختم کر دی تھی یعنی نیت زبانی کی تھی دل حاضر نہ تھا ۔ **نوٹ** ۔ نیت کے وقت دل کی توجہ حاضر ہے اور ساری نماز میں غیر حاضر تو نماز ادا ہو جائے گی البتہ کامل نہیں ہو گی اور اگر نیت کے وقت دل کی توجہ حاضر نہیں خواہ زبان سے نیت کے تمام الفاظ ادا کئے اور ساری نماز توجہ سے خشوع خضوع سے پڑھی نماز نہ ہو گی کہ جب نیت نہ ہوئی تو نماز کیسی نیت نماز کی شرط ہے ۔

کعبہ شریف کی طرف ۔

نیّت کے اقسام

تمام عبادات کے مقبول اور مردود ہونے کا دار و مدار نیت پر ہے۔ رضائے الٰہی کے ارادے سے عبادت کرنے کو اخلاص اور دُنیوی غرض کے ارادے سے عبادت کرنے کو ریاء کہتے ہیں۔ اخلاص کے ساتھ عبادت کی جائے تو مقبول ہے اور ریاء کے ساتھ کی جائے تو مردود ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ہی میں عبادت منحصر نہیں بلکہ خورد و نوش پوشاک و خواب۔ رفتار و گفتار، لین دین۔ شادی و غم کی جملہ تقریبات مسلم کے لئے عبادت ہیں بشرطیکہ اُن کو اخلاص کے ساتھ کرے۔ نمائش۔ دکھاوا۔ ناموری۔ طمع نفسانی وغیرہ دُنیوی اغراض فاسدہ مقصود نہ ہوں۔ نظر براں عاقل وہی ہے جو اپنے اعمال و اقوال میں اخلاص کو مدِّنظر رکھ کر اُن کو برباد ہونے سے بچائے۔ اور احمق وہی ہے جو ریاء کے ہاتھوں اُن کو برباد کرتا ہے۔

اخلاص کے دُنیوی فوائد

اخلاص کے دُنیوی فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ کئے ہوئے اعمال حلِ مشکلات کے واسطے دُنیا میں وسیلہ بنتے ہیں۔ چنانچہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قوم بنی اسرائیل کے تین اشخاص کا ایک واقعہ بیان فرمایا جو جنگل میں جا رہے تھے۔ بارش ہونے لگی۔ تو وہ تینوں پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہو گئے تاکہ بارش سے محفوظ رہیں۔ پہاڑ سے ایک پتھر گرا جس سے غار کا مُنہ بند ہو گیا۔ وہ پتھر اس قدر وزنی تھا کہ تینوں اشخاص اپنی پوری طاقت سے اسکو ہٹا نہ سکے جب اس غار سے نکلنے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو بالآخر ایک نے دوسرے سے کہا کہ بخدا بغیر اخلاص کے نجات نہ ملے گی، للٰہذا ہم میں سے ہر شخص اس عمل کے وسیلے سے دُعا کرے جس کو اخلاص کے ساتھ کیا ہے۔ پس ان میں سے ایک صاحب نے اس طریقہ سے دُعا کی کہ اے اللہ میں نے تیرہ سیر دو چھٹانک چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا، جب کام سے فارغ ہوا اور میں نے مذکورہ اُجرت پیش کی تو اُس نے لینے سے انکار کر دیا اور چلا گیا۔ میں نے اُن چاولوں کو بو دیا جس سے وہ بہت بڑھ گئے۔ پھر اُن سے گائیں اور ان کا

؎ نیت دل سے کرے یعنی دل و دماغ کی توجہ نیت کی طرف ہو۔ زبان سے صحیح لفظ بھی ادا کئے مگر نیت کرتے وقت دل و دماغ کی توجہ نیت کے الفاظ یا مفہوم پر نہ تھی نماز نہ ہوگی۔ نیّت نام دِل کے ارادے کا ہے جب دل ہی حاضر نہیں تو خالی زبانی الفاظ کام نہیں دیں گے جس طرح سوتے میں بڑبڑانا کسی کام کا نہیں۔

چرانے والا خریدا۔ پھر کچھ زمانے کے بعد وہ اپنی اُجرت طلب کرنے آیا۔ میں نے کہا کہ یہ گائیں اور چرواہا تمہاری اُجرت سے خریدے گئے ہیں۔ ان کو لے جاؤ۔ اس نے کہا کہ مجھ سے مذاق کرتے ہو میری اُجرت تو تیرہ سیر دو چھٹانک چاول تھی۔ میں نے کہا اے بندۂ خدا یہ تیرا ہی مال ہے تو اس کو لے جا۔ چنانچہ وہ لے گیا۔ تو اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا جوئی کے واسطے کیا تھا تو غار کا منہ کھول دے۔ چنانچہ پتّھر کا کچھ حصّہ غار کے مُنہ سے ہٹ گیا جس سے قدرے روشنی آنے لگی۔ پھر دوسرے صاحب نے بایں طور دُعا کی۔ کہ اے اللہ جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے۔ میں جب شام کو بکریاں چرا کر واپس ہوتا۔ تو پہلے ان کی خدمت میں دودھ پیش کرتا پھر باقی اہل و عیال کو دیتا۔ ایک مرتبہ جنگل سے واپسی میں مجھے کچھ تاخیر ہوگئی۔ میں دودھ لے کر پہنچا۔ تو وہ سو چکے تھے۔ بیدار اس لئے نہیں کیا کہ خوابِ راحت میں خلل پڑ جائے گا۔ اور یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ بھوکے سوتے رہیں کیونکہ غذا کے ناغہ ہونے سے ضعف میں بیشی ہو جائے گی۔ بچّے بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے مگر میں نے بچّوں کی پرواہ نہ کی۔ اور سرہانے کھڑے کھڑے اُن کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ تو اے اللہ میری یہ خدمتِ والدین اگر تیرے خوف اور تیری رضا جوئی کے لئے تھی تو غار کا مُنہ کھول دے۔ پس بحکمِ الٰہی پتّھر اتنا ہٹا کہ آسمان نظر آنے لگا۔ پھر تیسرے صاحب نے بایں طور دُعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میری ایک چچازاد بہن تھی۔ جس کو میں سب سے زیادہ محبوب رکھتا تھا۔ میں نے اس کے نفس پر قابو پانا چاہا۔ تو اس نے سَو اشرفیاں طلب کیں۔ چنانچہ کسی طرح سے میں نے وہ اشرفیاں حاصل کر کے جب اس کو دے دیں تو اُس نے اپنے نفس پر مجھے قدرت دے دی۔ جب میں قضائے شہوت کے لئے بیٹھا۔ تو اُس نے کہا۔ اللہ سے ڈرو اور مُہر کو ناجائز طریقہ پر مت توڑو۔ میں یہ سُن کر اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ اشرفیاں بھی اُس کے پاس چھوڑ دیں۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے اُس زنا کو تیرے خوف اور تجھے راضی کرنے کے لئے ترک کیا تھا۔ تو غار کا مُنہ کھول دے۔ چنانچہ غار کا مُنہ کُھل گیا اور وہ تینوں اُس سے نکل گئے۔

اخلاص کے اُخروی فوائد

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندہ بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوگا جس کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ اس نامۂ اعمال میں حج، عمرہ، جہاد، زکوٰۃ، صدقہ دیکھ کر دل میں کہے گا کہ میں نے تو اس میں سے

کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ میرا نامۂ اعمال نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ پڑھو یہ تمہارا ہی اعمال نامہ ہے تم زمانہ دراز تک زندہ رہے اور یہ کہتے تھے۔ کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو حج کرتا اور اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں جہاد کرتا اور میں جانتا تھا کہ تم اپنی اس نیت میں سچے ہو۔ تو میں نے تم کو ان سب چیزوں کا ثواب عطا کیا۔

قیامت کے دن ایک ایسا بندہ بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا۔ جس کے ساتھ پہاڑوں کی طرح نیکیوں کے انبار ہوں گے۔ اس وقت ایک منادی ندا کریگا جس کسی کا اس پر حق ہو وہ اپنے حق کے بدلے میں اس کی نیکیاں لے لے۔ یہ سُن کر لوگ آئیں گے اور اس کی نیکیاں لیتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اور وہ بندہ ہکا بکا رہ جائے گا۔ اس وقت رب تبارک و تعالیٰ فرمائے گا۔ ترا ایک خزانہ میرے پاس ہے جس پر میں نے اپنے فرشتوں کو مطلع کیا نہ کسی اور مخلوق کو۔ تو وہ بندہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب وہ کیا ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ فرمائے گا۔ وہ تیری نیک نیتیں ہیں جن کو تو نے دُنیا میں کیا تھا۔ اُن کو میں نے ستر گنا کر کے لکھ رکھا ہے" جو تیری نجات کے لئے کافی ہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"۔

ریا کے اُخروی نقصانات

سرورِ انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے اس شخص کا فیصلہ ہوگا۔ جو اللہ کے راستہ میں شہید ہوا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں یاد دلائے گا جو دنیا میں اس کو عطا کی گئی تھیں۔ جب بندہ کو وہ یاد آجائیں گی تو فرمائے گا تم نے اِن کے شکریہ میں کیا عمل کیا۔ بندہ عرض کرے گا۔ میں نے تیرے راستے میں قتال کیا۔ یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹا ہے تو نے تو قتال اس نیت سے کیا تھا۔ کہ تجھکو بہادر کہا جائے۔ سو وہ کہہ دیا گیا۔ اب ہمارے پاس تیرے لئے کوئی ثواب نہیں"۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا۔ تو مُنہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک ایسا شخص بھی بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوگا۔ جس نے قرآن پڑھا اور علم حاصل کیا۔ اور اس کی لوگوں کو تعلیم بھی دی۔ اللہ تعالیٰ اُس کو بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ جو دُنیا میں اس کو دی گئی تھیں۔ جب اس کو یاد آجائیں گی تو فرمائے گا تو نے اُن کے شکریہ میں کیا عمل کیا۔ تو وہ بندہ عرض کرے گا۔ میں نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن

پڑھا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے علم اس نیت سے سیکھا تھا کہ تجھکو عالم کہا جائے۔ اور قرآن اس نیت سے پڑھا تھا کہ تجھ کو قاری کہا جائے سو کہہ دیا گیا"۔ اب ہمارے پاس تیرے لئے کوئی ثواب نہیں پھر حکم دیا جائے گا تو اُس کو مُنہ کے بَل گھسیٹ کر فرشتے دوزخ میں ڈالیں گے۔ ایک ایسا شخص بھی پیش ہوگا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں کُشادگی فرمائی تھی اور ہر قسم کے اموال" نقدی۔ جائداد۔ سامان عطا کئے۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ جب اس کو وہ نعمتیں یاد آجائیں گی تو فرمائے گا تو نے ان کے شکریہ میں کیا عمل کیا۔ بندہ عرض کرے گا جن جن طریقوں میں خرچ کرنا تیرے نزدیک پسندیدہ ہے۔ میں نے ان میں سے ہر طریقے میں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹا ہے تو نے اس نیت سے خرچ کیا تھا کہ تجھ کو سخی کہا جائے سو کہہ دیا گیا"۔ اب ہمارے پاس تیرے لئے کوئی ثواب نہیں تو پھر حکم دیا جائے گا کہ مُنہ کے بَل گھسیٹ کر فرشتے" دوزخ میں ڈال دیں گے۔

ریا کے دُنیوی نقصانات

ریا کی بہت سی صورتیں ہیں۔ اُن میں بدترین صورت یہ ہے کہ دینی کاموں کو دُنیا حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔ پہلی اُمّتوں میں سزاءً ریاکاروں کی صورتیں مسخ کردی جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک شخص نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کچھ زمانے تک خدمت کی اور کسی مقام پر جاکر اس نے دُنیا کمانے کے لئے کچھ باتیں اُن سے نقل کرکے بیان کرنا شروع کیں۔ چونکہ وہ باتیں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی جانب منسوب کی گئی تھیں۔ اس لئے لوگوں کو اُن کے سُننے کا شوق ہوا اور اس سلسلے میں بکثرت لوگوں کی اس کے پاس آمد و رفت ہونے لگی۔ اور اتنے نذرانے پیش ہوئے کہ وہ دولت مند ہوگیا۔ اِدھر اس کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے تلاش کیا تو کچھ پتہ نہ ہوسکا۔ یہاں تک کہ ایک دن اُن کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں خنزیر تھا۔ اور خنزیر کی گردن میں کالی رسّی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس خادم کو اس سے دریافت کیا تو وہ بولا کہ یہ خنزیر ہی تو وہ خادم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے رب اس کو اصلی حالت میں کردے۔ "تاکہ میں اس سے دریافت کرسکوں کہ اس کی صورت مسخ کیوں کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ کہ اے موسیٰ اگر تم میرے اُن تمام ناموں کے ساتھ بھی دُعا کروگے جن کے ساتھ آدم اور اُن کے مابعد انبیاء نے کی تھی۔ تب بھی میں تمہاری یہ دُعا قبول نہ کروں گا۔ لیکن میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں نے اس کی صورت اس لئے مسخ کردی ہے کہ یہ دین کے ذریعے دُنیا طلب کرتا تھا"۔ چونکہ

اس اُمت کو محبوب خدا سے نسبت ہے اس لئے ریاکاری کی بناپراس کی صورتیں تو مسخ نہیں کی جاتیں لیکن ریاکاری کی بناپر دل ضرور مسخ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی رفتہ رفتہ دین حق کی روشنی سے نکل کر کفر کی تاریکیوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

چھٹی شرط تکبیرِ تحریمہ ہے

یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہنا۔ مسئلہ جن نمازوں میں قیام (کھڑا ہونا) فرض ہے ان میں تکبیر تحریمہ کے لئے قیام فرض ہے۔ پس اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا۔ پھر کھڑا ہوگیا۔ تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ مسئلہ امام کو رکوع میں پایا۔ اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا۔ یعنی تکبیر تحریمہ اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے۔ نماز نہ ہوئی۔ بعض لوگ جلدی میں اسی طرح کر گذرتے ہیں ان کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ اور اگر تکبیر اس حالت سے (جھکنے سے) پہلے ختم کر لی تو ہو گئی۔ مسئلہ اگر مقتدی نے امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی تو اس کی اقتدا درست نہیں (کہ مقتدی امام سے آگے ہوگیا پیچھے نہ رہا) خواہ اکبر ہی امام سے پہلے کہا (امام نے اللّٰہ کہا مقتدی نے اکبر کہا)۔ مسئلہ جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو۔ اس پر تلفظ واجب نہیں۔ ایسے شخص کے لئے دل میں ارادہ کافی ہے۔ مسئلہ لفظ اللہ کو آللہ یا اکبر کو آکبر یا اَکْبَار کہا تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ لفظ اللّٰہُ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ کہا جو خالص تعظیم الٰہی پر دلالت کرتا ہے جیسے اَللّٰہُ اَجَلّ یا اَللّٰہُ اَعْظَم یا اللہ کَبِیر یا اَللّٰہُ الْاَکْبَر یا اَللّٰہُ الْکَبِیر یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یا سُبْحَانَ اللّٰہ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا تبارک اللہ تو ان الفاظ سے بھی نماز کی ابتدا ہو جائے گی۔ مگر یہ تبدیل مکروہ تحریمی ہے۔[1]

---

[1] نوٹ یہ اہم مسئلہ ہے کہ تکبیر تحریمہ اتنی آواز سے کہے کہ خود سُن سکے ورنہ نماز نہ ہوگی کہ تکبیر تحریمہ ادا نہ ہوئی اگر بہرا ہے تو اتنی آواز سے کہے کہ اگر بہرا نہ ہوتا تو سُن لیتا اسی طرح شور وغل کے دوران — دنیا کے ہر عمل کے واسطے یہی حکم ہے خواہ نمازیں پڑھنے والا عمل ہو یا نماز کے علاوہ ورد و وظائف جو آیت جس مقدار میں پڑھنا فرض ہے تو اتنی آواز سے فرض ہے کہ خود سُن لے اسی طرح جس مقدار میں واجب ہے تو اتنی ہی آواز سے واجب اسی طرح سنت عمل اس سے کم آواز میں پڑھنا، پڑھنا نہیں سوچنا ہے اس سے وہ حضرات سبق لیں جو زبان تو کیا ہونٹ بھی نہیں ہلاتے نماز یا دیگر وظائف ادا کرتے ہیں پھر شکوہ بھی کرتے ہیں کہ نماز یا وظیفوں میں اثر نہیں رہا نماز یا وظیفوں میں اثر کس طرح پیدا ہو جبکہ الفاظ ادا ہی نہیں کئے سوچے ہیں بلکہ سوچے بھی نہیں اُس میں توجہ سوچ پر حاضر رہتی ہے یہاں یہ بھی نہیں اس مسئلہ کا پلٹ آگے "نماز فاسد کرنے والی چیزیں" ملاحظہ فرمائیں۔

نماز کے چھ فرض یہ ہیں

(۱) قیام (۲) قرأت (۳) رکوع (۴) سجدہ (۵) قعدہ اخیرہ (۶) خروج بصنعہ ہر ایک کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا فرض قیام ہے

کمی کی جانب اُس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔ **مسئلہ** قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر تک قرأت ہوتی ہے یعنی جتنی دیر میں قرأت فرض پڑھی جائے۔ اتنی دیر قیام فرض ہے اور جتنی دیر میں قرأت واجب پڑھی جائے اتنی دیر واجب اور جتنی دیر میں قرأت مسنون پڑھی جائے اتنی دیر مسنون ہے یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے۔ پہلی رکعت میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہے اور قیام مسنون میں ثنا و تعوّذ و تسمیہ کی مقدار بھی داخل ہے۔ **مسئلہ** قیام و قرأت کا واجب و سُنّت ہونا اِس معنی ہے کہ اس کے ترک پر ترکِ واجب و ترکِ سُنّت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجا لانے میں جتنی دیر تک قیام کیا۔ اور جو کچھ قرأت کی سب فرض ہی ہے۔ اس پر فرض کا ثواب ملے گا۔ **مسئلہ** فرض و وتر و عیدین و سنتِ فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذرِ صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا تو نہ ہوں گی۔ **مسئلہ** ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اُٹھا لینا۔ مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو کوئی حرج نہیں۔ **مسئلہ** اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے۔ اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ **مسئلہ** جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اُس پر فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے بشرطیکہ کسی اور طریقہ پر روک نہ سکے یوں ہی اگر کھڑے ہونے سے چوتھائی سَتر کُھل جائے گا یا قرأت بالکل نہ کر سکے گا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہو کر پڑھے باقی بیٹھ کر۔ **مسئلہ** کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہو گا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا کھڑے ہونے سے مرض میں زیادتی ہوتی ہو۔ یا کھڑے ہونے سے صحت میں دیر ہوتی ہو۔ یا کھڑے ہونے سے ناقابلِ برداشت تکلیف ہوتی ہو۔ تو ان صورتوں میں بیٹھ کر پڑھے۔ **مسئلہ** اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو

فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔ **آج کل** عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی تو بیٹھ کر نماز شروع کر دی حالانکہ یہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ ۱۵ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں قدرتِ قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے۔ یوں ہی اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا۔ باوجود اس کے نمازیں بیٹھ کر پڑھیں۔ تو یہ نمازیں نہ ہوئیں ان کا پھیرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا فرض قرآت ہے، اس سے مُراد یہ ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں اس طرح کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضروری ہے کہ خود سُنے۔ اور اگر اس قدر آہستہ پڑھا کہ خود بھی نہ سُنا اور کوئی مانع بھی نہ تھا جیسے شور و غل یا ثقلِ سماعت تو اس میں نماز نہ ہوئی۔ **مسئلہ** یوں ہی جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے اس سے یہی مقصود ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سُن سکے جیسے طلاق دینے یا جانور ذبح کرنے میں **مسئلہ** مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و سنّت اور نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر فرض ہے اور مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں۔ نہ سورۂ فاتحہ نہ کوئی آیت۔ نہ آہستہ کی نماز میں نہ جہر کی نماز میں امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ **لطیفہ:۔** امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن و حدیث میں گہری نظر ڈال کر یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں۔ ایک جماعت یہ کہتی تھی کہ مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا ضروری ہے بغیر اس کے مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ یہ جماعت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ ہم اس مسئلہ میں آپ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہت اچھا مگر یہ بتائیے کہ آپ میں سے ہر شخص گفتگو کرے گا یا کسی ایک شخص کو گفتگو کے لئے مقرر کیجیئے گا بولے ایک شخص کو مقرر کریں گے جو ہم سب کا نمائندہ ہوگا۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آپ کسی کو نمائندہ بنا دیں گے تو پھر آپ کو بولنے کا حق باقی نہ رہے گا اور اُس کی گفتگو آپ کی گفتگو قرار پائے گی۔ کہنے لگے جی ہاں اُس کی گفتگو ہماری گفتگو ہوگی۔ اور اُس کی موجودگی میں ہمیں بولنے کا حق بھی نہ ہوگا۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو جب یہ دو باتیں مسلّم ہیں تو مناظرہ ختم ہو گیا اور آپ ہار گئے کیونکہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ امام مقتدیوں کی جانب

سے بارگاہِ الٰہی میں نمائندہ ہوتا ہے۔ جب وہ قرأت کرے تو مقتدی خاموش رہیں انہیں قرأت کرنے کا حق نہیں۔ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب سن کر وہ لوگ ساکت ہو گئے اور شرمندہ ہو کر واپس گئے۔

تیسرا فرض رکوع ہے

رکوع سے مراد یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے کہ اس سے کم جھکا تو رکوع نہ ہوا اور پورا یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔ مسئلہ کوزہ پشت آدمی جس کا کُب رکوع کی حد تک پہنچ گیا ہو رکوع کے واسطے سر سے اشارہ کرے۔

چوتھا فرض سجدہ ہے

سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب حالتوں سے زیادہ قرب بندہ کو خدا سے بحالتِ سجدہ ہوتا ہے لہٰذا سجدہ میں زیادہ دُعا کیا کرو۔

نماز کو برباد ہونے سے بچائیے

پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط ہے۔ تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اُٹھے رہے تو نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی اور پیٹ نہ لگا جب بھی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر نمازیں برباد ہوتی ہیں۔ عوام تو عوام خواص بھی اس میں گرفتار ہیں۔ مسئلہ اگر کسی عذر کی وجہ سے پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی ناک کی فقط نوک لگنا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے۔ مسئلہ ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔ مسئلہ کسی نرم چیز جیسے گھاس۔ روئی۔ قالین وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ بعض جگہ جاڑوں میں مسجد میں پیال بچھاتے ہیں اُن لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے کیونکہ پیشانی اگر خوب نہ دبی تو نماز ہی نہ ہوئی۔ اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر نہ پڑھی تو گنہگار ہوا۔ کمانی دار گدّے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا نماز اس پر نہ ہوگی۔ ریل کے بعض درجوں میں اسی قسم کے گدّے ہوتے ہیں اُس گدّے سے اتر کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ مسئلہ اگر کسی عذر جیسے ازدحام کی

وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کیا تو جائز ہے اور بلا عذر باطل ہے اور گھٹنے پر عذر اور بلا عذر کسی حالت میں نہیں ہو سکتا۔ **مسئلہ** ازدحام کی وجہ سے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور وہ نماز میں اس کے ساتھ شریک ہے تو جائز ہے۔ اور اگر وہ دوسرا آدمی نماز ہی میں نہیں یا نماز میں تو ہے مگر وہ اپنی الگ پڑھا ہے تو جائز نہیں **مسئلہ** ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ اُنگل سے زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوا۔ اور اگر بارہ اُنگل سے کم اونچی ہے تو ہو گیا **مسئلہ** کسی چھوٹے پتھر پر سجدہ کیا اور اگر زیادہ حصہ پیشانی کا لگ گیا تو سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں۔

پانچواں فرض قعدۂ اخیرہ ہے

نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ اس میں اُلتحیات بتمامہ پڑھی جا سکے فرض ہے اور اسی بیٹھنے کو قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں **مسئلہ** اگر پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا تو بعد بیدار ہونے کے اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے جس میں اُلتحیات بتمامہ پڑھی جا سکے اور فرض کے تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو بھی کرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ یوں ہی قیام۔ قرأت۔ رکوع۔ سجود میں اگر اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا تو بعد بیداری ان کا دوبارہ ادا کرنا فرض ہے۔ ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدہ سہو بھی کرے۔ لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ نیند کا اس طرح آنا خصوصاً تراویح میں واقع ہوتا ہے اور بالخصوص گرمیوں میں **مسئلہ** بقدر اُلتحیات بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے۔ اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر اُلتحیات بیٹھے وہ پہلا قعدہ جاتا رہا۔ دوبارہ قعدہ نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

چھٹا فرض خروج بصنعہ ہے

قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام و کلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا خروج بصنعہ کہلاتا ہے۔ اگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا فعل منافی نماز قصداً پایا گیا۔ تو نماز واجب الاعادہ ہوئی۔ اور بلا قصد کوئی منافی پایا جائے گا۔ تو نماز باطل ہو جائے گی **مسئلہ**۔ قیام۔ رکوع۔ سجود۔ قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے کہ پہلے قیام کرے۔ پھر رکوع پھر سجود پھر قعدۂ اخیرہ۔ اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا۔ اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ یونہیں رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع کیا پھر سجدہ کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں **مسئلہ** جو چیزیں فرض ہیں۔ ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کا کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا۔ اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا تو نماز نہ ہوگی

جیسے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرلیا اور امام رکوع یا سجدہ میں آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھالیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کرلیا نماز ہوگئی ورنہ نہیں۔ مسئلہ مقتدی کے لئے یہ بھی فرض ہے کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرتا ہو۔ اور اگر اپنے نزدیک امام کی نماز باطل سمجھتا ہے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ امام کی نماز صحیح ہو۔

نماز کے اُنچاس واجبات

یہ ہیں تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر ہی ہونا۔ الحمد پڑھنا یعنی اس کی ساتوں آیتیں پڑھنا کہ ہر آیت مستقل واجب ہے۔ ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترکِ واجب ہے۔ سورہ ملانا یعنی ایک چھوٹی سورت جیسے اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۝ یا تین چھوٹی آیتیں جیسے ثُمَّ نَظَرَ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَکْبَرَ۝ یا ایک دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا جو انتیس حروف پر مشتمل ہوں۔ نماز فرض میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت واجب ہے۔ الحمد اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل وسنّت و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔ الحمد کا سورت سے پہلے ہونا۔ ہر رکعت میں سورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا الحمد وسورت کے درمیان کسی اجنبی کا فاصل نہ ہونا آمین تابع الحمد ہے اور بسم اللہ تابع سورت یہ اجنبی نہیں۔ قرأت کے بعد متصلاً رکوع کرنا ایک سجدے کے بعد دوسرا سجدہ ہونا اس طرح کہ دونوں کے درمیان کوئی فرض فاصل نہ ہو۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع وسجود و قومہ وجلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔ قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ قعدہ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو اور فرض و وتر وسنن مؤکدہ میں قعدہ اولیٰ میں التحیات پر کچھ نہ بڑھانا۔ دونوں قعدوں میں پوری التحیات پڑھنا۔ اسی طرح جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پوری التحیات واجب ہے۔ ایک لفظ بھی اگر چھوڑے گا۔ ترک واجب ہوگا اور لفظ السلام دو بار اور لفظ علیکم واجب نہیں۔ اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔ اور تکبیر قنوت اور عیدین کی چھوں تکبیریں اور عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لئے لفظ اللہ اکبر ہونا۔ اور ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے

قرأت کرنا اور غیر جہری[39] میں آہستہ۔ ہر واجب[40] و فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔ رکوع[41] کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا اور سجدے[42] کا دو ہی بار ہونا۔ دوسری[43] رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ اور چار[44] رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔ آیت[45] سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔ سہو[46] ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔ دو[47] فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین تسبیح کی قدر وقفہ نہ ہونا۔ امام[48] جب قرأت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔ سوا[49] قرأت کے تمام واجبات میں مقتدی کا امام کی متابعت کرنا۔ ان واجبات میں سے کسی واجب کو اگر قصداً ترک کرے گا تو نماز لوٹانا پڑے گی۔ اور اگر کوئی واجب سہواً ترک ہو جائے۔ تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

نماز کی نوّے ۹۰ سنّتیں

یہ ہیں تکبیر تحریمہ[1] کے لئے ہاتھ اُٹھانا اور ہاتھوں[2] کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلّف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔ ہتھیلیوں[3] اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔ بوقت[4] تکبیر سر نہ جھکانا۔ تکبیر[5] سے پہلے ہاتھ اُٹھانا۔ اسی طرح تکبیر قنوت[6] و تکبیرات[7] عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے۔ اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اُٹھانا سنّت نہیں۔

عورت کے لئے سنّت

یہ ہے کہ مونڈھوں[8] تک ہاتھ اُٹھائے۔ امام[9] کا بلند آواز سے اللہ اکبر[10] اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ[11] اور سلام کہنا جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو۔ اور بلا حاجت آواز بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ ہے۔ بعد تکبیر[12] فوراً ہاتھ باندھ لینا اس طرح کہ مرد ناف کے نیچے دہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رکھے۔ چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل رکھے اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے۔ اور عورت و خنثیٰ[13] بائیں ہتھیلی سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی رکھے۔ بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہ چاہیئے بلکہ ناف کے نیچے لاکر باندھیں ثنا و تعوذ[14] و تسمیہ[15] و آمین[16] کہنا اور ان[17] سب کا آہستہ ہونا۔ پہلے ثنا[18] پڑھے پھر تعوذ[19] پھر تسمیہ[20] اور ہر ایک[21] کے بعد دوسرے کو بلا وقفہ پڑھے تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھے اور ثنا میں وَجَلَّ ثَنَاءُکَ نماز جنازہ

کے غیر میں نہ پڑھے اور دیگر اذکار تکبیر تحریمہ کے بعد جو احادیث میں آئے ہیں وہ سب نفل نماز کے لئے۔
مسئلہ امام نے بالجہر قرات شروع کردی، تو مقتدی ثنا نہ پڑھے اور اگر امام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے۔ مسئلہ امام کو رکوع یا پہلے سجدے میں پایا، تو اگر غالب گمان ہے کہ ثنا پڑھ کر پالے گا تو پڑھے اور اگر قعدے یا دوسرے سجدے میں پایا تو بہتر یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔ مسئلہ نماز میں اعوذ و بسم اللہ قرأت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قرأت نہیں۔ لٰہذا اعوذ اور بسم اللہ بھی اس کے لئے مسنون نہیں۔ البتہ جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو۔ تو جب وہ اپنی باقی رکعت ادا کرے اس وقت ان دونوں کو پڑھے۔
مسئلہ اعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے۔ اور بسم اللہ ہر رکعت کے اول میں مسنون ہے سورۂ فاتحہ کے بعد اگر اوّل سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے۔ قرأت خواہ سری ہو یا جہری۔ مگر بسم اللہ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔ مسئلہ اگر سبحانَ اور اعوذ و بسم اللہ پڑھنا بھول گیا۔ اور قرأت شروع کردی تو اعادہ نہ کرے۔ یونہیں اگر سبحانَ پڑھنا بھول گیا اور اعوذ کو شروع کردیا تو سبحان کا اعادہ ضروری نہیں۔ مسئلہ عیدین میں تکبیر تحریمہ ہی کے بعد[۲۲] سبحان پڑھے اور سبحانَ پڑھتے وقت ہاتھ باندھ لے اور[۲۳] اعوذ چوتھی تکبیر کے بعد کہے۔ اور رکوع[۲۴] میں تین بار سبحانَ ربیَّ العظیم کہنا اور[۲۵] گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا۔ اور[۲۶] انگلیاں خوب کھلی رکھنا یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ اور[۲۷] عورتوں کے لئے سنّت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیاں[۲۸] کشادہ نہ کرنا ہے۔ آج کل اکثر مرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں۔ یہ خلاف سُنّت ہے۔ حالتِ رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا۔ اکثر لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں۔ یہ مکروہ ہے۔[۳۰] رکوع کے لئے اللہُ اکبر کہنا۔

بہت ضروری مسئلہ

آج کل عموماً لوگوں سے صحیح طور پر حروف کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ وہ کسی صحیح پڑھنے والے سے نہیں سیکھتے۔ زا اور ظا۔ س۔ ثا اور ص کی ادائیگی میں فرق نہیں کرتے۔ ظا کو زا اور ثا اور ص کو س پڑھتے ہیں جس سے کبھی کبھی معنیٰ میں فساد لازم آتا ہے۔ اور نماز جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ سبحانَ ربیَّ العظیم کو لوگ سبحانَ ربیَّ العزیم پڑھتے ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تو جو شخص ظا کو صحیح ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اس کے لئے حکم یہ ہے کہ رکوع میں سبحانَ ربیَّ الکریم پڑھے

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے یعنی جب رکوع کے لئے جھکنا شروع کرے
تو اللّٰہُ اکبر شروع کرے۔ اور ختم رکوع پر تکبیر ختم کردے۔ اس مسافت کے پورا کرنے کے لئے اللّٰہ کے
ل کو بڑھائے۔ اکبر کی ب وغیرہ کسی حرف کو نہ بڑھائے **مسئلہ** ہر تکبیر میں اللّٰہ اکبر کی ر کو جزم پڑھے
مسئلہ کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قرأت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے۔ جبکہ اُسے پہچانتا ہو یعنی
اس کی خاطر ملحوظ ہو اور اگر پہچانتا نہیں تو طویل کرنا افضل ہے۔ کیونکہ یہ نیکی پر اعانت ہوگی لیکن اس قدر
طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں **مسئلہ** مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدے
سے سر اُٹھالیا تو مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے سر اُٹھالیا۔ تو مقتدی
پر لوٹنا واجب ہے۔ نہ لوٹے گا تو گنہگار ہوگا **مسئلہ** رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے۔ یہاں تک کہ اگر پانی کا
پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھیں تو ٹھہر جائے اور سر کو نہ جھکائے نہ اونچا رکھے بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔ سیدِ عالم صلی اللّٰہ
تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی نماز کامل نہیں جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔
مسئلہ عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں پیٹھ سیدھی نہ کرے۔
اور گھٹنوں پر زور نہ دے۔ بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے
رکھے مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کردے **مسئلہ** رکوع سے جب اُٹھے تو ہاتھ نہ باندھے۔ لٹکا ہوا چھوڑ
دے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کی ہ کو ساکن پڑھے۔ اس پر حرکت ظاہر نہ کرے۔ نہ د کو بڑھائے۔ رکوع سے
اُٹھنے میں امام کے لئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کے لئے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ
کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنّت ہے۔ سجدہ کے لئے اور سجدے سے اُٹھنے کے لئے اللّٰہ اکبر کہنا اور
سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور سجدے میں ہاتھ کا زمین پر رکھنا **مسئلہ** سجدہ
میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر ناک پیشانی اور جب سجدے سے اُٹھے تو پہلے پیشانی
اُٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔ **مسئلہ** مرد کے لئے سجدے میں سنّت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جُدا
ہوں جبکہ علیحدہ نماز پڑھتا ہو اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے اور نہ کتے کی طرح کلائیاں
رکھے **مسئلہ** عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملادے۔ اور پیٹ ران سے۔ اور ران پنڈلیوں
سے اور پنڈلیاں زمین سے **مسئلہ** دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے۔ دونوں سجدوں کے درمیان
اَلتحیات کی طرح بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا۔ اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا سجدوں

میں انگلیاں قبلہ رو ہونا ہاتھوں[63] کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا۔

ضروری مسئلہ جس سے لوگ غافل ہیں

اور غفلت کی وجہ سے نمازیں خراب ہو رہی ہیں۔ یہ ہے کہ سجدے میں[64،65] ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا واجب ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو نماز کا دہرانا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔ اور سجدے میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے۔ مسئلہ جب[66] دونوں سجدے کرلے اور گھٹنوں کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھے۔ یہ سنت ہے۔ اور کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھا جب بھی حرج نہیں۔ اب دوسری رکعت میں سُبحان اور اعوذ نہ پڑھے۔ دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں[67] سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور داہنا[68] قدم کھڑا رکھنا اور دہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کرنا یہ مرد کے لئے ہے۔

عورت

دونوں[69] پاؤں دہنی جانب نکال دے۔ اور[70] بائیں سرین پر بیٹھے۔ اور داہنا[71] ہاتھ داہنی ران پر رکھنا اور[72] بایاں بائیں پر اور[73] انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی اور[74] انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا گھٹنے پکڑنا نہ چاہیئے۔ شہادت[75] پر اشارہ کرنا یوں کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کرے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ باندھے اور لا پر کلمے کی انگلی اٹھائے اور الا پر رکھ دے۔ اور سب انگلیاں سیدھی کرلے۔ مسئلہ قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لئے اُٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اُٹھے۔ بلکہ گھٹنوں پر زور دیکر البتہ اگر عذر ہے تو کوئی حرج نہیں مسئلہ نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔ اور سُبحان اللہ پڑھنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے چپکا کھڑا رہا تو نماز ہو جائے گی، مگر سکوت نہ چاہیئے۔ مسئلہ دوسرے قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے جیسے پہلے بیٹھا تھا۔ اور التحیات بھی پڑھے بعد التحیات دوسرے قعدے میں درود شریف پڑھنا۔ درود شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کے ساتھ لفظ سیدنا کہنا بہتر ہے مسئلہ قعدہ اخیرہ کے علاوہ فرض نماز میں اور کہیں درود شریف پڑھنا نہیں۔ اور نوافل کے

قعدہ اولیٰ میں بھی مسنون ہے، اور درود[81] شریف کے بعد دعا پڑھنا اور[82] دعا کو عربی زبان میں پڑھے۔ دوسری زبان میں مکروہ ہے۔ مسئلہ اپنے اور اپنے والدین اساتذہ کے لئے جبکہ وہ مسلمان ہوں اور تمام مومنین کے لئے دعا مانگے۔ نہ اس اپنے ہی لئے نہ مانگے۔ مسئلہ مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ساتھ ہونا۔ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ دو بار[83] کہنا۔ پہلے داہنی طرف پھر[84] بائیں طرف۔ مسئلہ داہنی طرف سلام میں منہ اتنا پھیرے کہ داہنا رخسار دکھائی دے۔ اور بائیں میں بایاں۔ مسئلہ سنت[85] یہ ہے کہ امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے مگر دوسرا[86] بہ نسبت پہلے کے کم آواز سے ہو۔ مسئلہ اگر پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا تو دوسرا داہنی طرف پھیرے جب تک کلام نہ کیا ہو پھر بائیں طرف سلام کے اعادے کی حاجت نہیں اور اگر پہلے میں کسی طرف منہ نہ پھیرا تو دوسرے میں بائیں طرف منہ کرلے۔ اور اگر بائیں طرف سلام پھیرنا بھول گیا تو جب تک قبلے کو پیٹھ نہ ہو یا کلام نہ کیا ہو کہہ لے۔ مسئلہ امام نے جب سلام پھیرا تو وہ مقتدی بھی سلام پھیر دے۔ جس کی کوئی رکعت نہ گئی ہو۔ البتہ اگر اُس نے التحیات پوری نہ کی تھی کہ امام نے سلام پھیر دیا۔ تو امام کا ساتھ نہ دے بلکہ واجب ہے کہ التحیات کو پورا کر کے سلام پھیر دے۔ مسئلہ امام کے سلام پھیر دینے سے مقتدی نماز سے باہر نہیں ہوتا جب تک مقتدی خود سلام نہ پھیرے۔ مسئلہ مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں مگر بضرورت مثلاً یہ اندیشہ ہو کہ آفتاب طلوع کر آئے گا۔ یا جمعہ یا عیدین میں وقت ختم ہو جائے گا۔ مسئلہ پہلی بار لفظ سلام کہنے ہی سے امام نماز سے باہر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ عَلَیْکُمْ نہ کہے۔ مسئلہ امام داہنے سلام میں خطاب سے اُن مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں سلام سے بائیں طرف والوں کی مگر عورت کی نیت نہ کرے اگرچہ وہ جماعت میں ہو۔ نیز دونوں سلاموں میں کِرَامًا کَاتِبِیْن اور اُن ملائکہ کی نیت کرے جن کو اللہ عزّوجل نے حفاظت کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

حفاظت کرنے والے فرشتے

ہر آدمی کے ساتھ حفاظت کرنے والے فرشتے بیس ہوتے ہیں۔ ایک دائیں جانب جو نیکیاں لکھتا ہے اور ایک بائیں جانب جو برائیاں لکھتا ہے اور ایک سامنے جو بھلائیوں کی تلقین کرتا ہے۔ اور ایک پیچھے جو گزند پہنچانے والی چیزوں کو دفع کرتا ہے اور ایک پیشانی پر جس کا کام یہ ہے کہ بندہ جب تواضع سے پیش آئے تو اس کو بلند کرے۔ اور جب اللہ کے مقابلہ میں تکبر کرے تو اس کو ذلیل کر دے اور دو فرشتے دونوں ہونٹوں پر مقرر ہیں جن کا کام صرف یہی ہے کہ بندہ جب بارگاہِ نبوت میں ہدیۂ درود پیش کرے

تو یہ اس کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور ایک فرشتہ مُنہ پر مقرر ہے جو سانپ کو اندر داخل ہونے سے روکتا ہے اور دو فرشتے دونوں آنکھوں پر ہیں۔ یہ دس ہوئے چونکہ دن کے اور ہیں رات کے اور اس لئے کل بیس ہو گئے۔ مسئلہ مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں اُس کی طرف والے مقتدیوں اور اُن فرشتوں کی نیت کرے۔ نیز جس طرف امام ہو۔ اُس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے۔ اور منفرد صرف ان فرشتوں ہی کی نیت کرے۔ مسئلہ ٩٠ سلام کے بعد سُنّت یہ ہے کہ امام داہنی یا بائیں طرف پھر جائے۔ اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی مُنہ کر کے بیٹھ سکتا ہے جبکہ کوئی مقتدی اُس کے سامنے نماز میں نہ ہو نہ اگلی صف میں نہ پچھلی صفوں میں۔

نماز کے پندرہ مستحبات

یہ ہیں۔ ١ حالتِ قیام میں سجدہ کی جگہ نظر کرنا۔ اور ٢ رکوع میں پشت قدم پر اور ٣ سجدے میں ناک پر اور ٤ قعدہ میں گود کی طرف۔ اور ٥ پہلے سلام میں داہنے شانے کی طرف اور ٦ دوسرے میں بائیں شانے کی طرف ٧ جماہی آئے تو منہ بند کئے رہنا۔ اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے۔ اور اس سے بھی نہ رُکے تو بحالتِ قیام داہنے ہاتھ کی پُشت سے مُنہ ڈھانک لے۔ اور اگر قیام میں نہیں تو بائیں ہاتھ کی پُشت سے مُنھ ڈھانک لے۔ یا دونوں صورتوں میں آستین سے اور بلا ضرورت ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھانکنا مکروہ ہے۔

جماہی کے روکنے کا مجرّب اسلامی طریقہ جماہی روکنے کا مجرّب اسلامی طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو جماہی نہیں آئی تھی۔ یہ خیال کرتے ہی جماہی رُک جائے گی۔ انبیاء کرام کو جماہی اس لئے نہیں آئی تھی کہ اس میں شیطان کی مداخلت ہوتی ہے اور انبیاء کرام ہر اس چیز سے پاک ہوتے ہیں جس میں شیطانی مداخلت ہو۔ مرد ٧ کے لئے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔ عورت ٨ کے لئے کپڑے کے اندر بہتر ہے۔ جہاں ٩ تک ممکن ہو کھانسی دفع کرنا جب ١٠ تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہونا ١١ مسئلہ جب مکبر قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃ کہہ لے تو امام نماز شروع کر سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کرے۔ ١٢ دونوں پنجوں کے درمیان بحالتِ قیام چار انگل کا فاصلہ ہونا۔ مقتدی کو امام کے ساتھ نماز شروع کرنا۔ سجدہ ١٣ زمین پر بلا حائل ہونا۔

نماز فاسد کرنے والی چیزیں

نماز فاسد کرنے والی چیزیں یہ ہیں۔ **کلام**۔ یہ نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ قصداً ہو یا خطاءً یا سہواً۔ سوتے میں ہو یا بیداری میں۔ اپنی خوشی سے کلام کیا یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا۔ یا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ **خطا** کے معنی یہ ہیں کہ قرأت وغیرہ اذکارِ نماز کہنا چاہتا تھا غلطی سے کوئی بات زبان سے نکل گئی۔ اور **سہواً** کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا۔ **مسئلہ** کلام میں قلیل اور کثیر کا فرق نہیں۔ ہر صورت میں نماز جاتی رہے گی۔ اور یہ بھی فرق نہیں کہ وہ کلام اصلاح نماز کے لئے ہو یا اصلاحِ نماز کے لئے نہ ہو مثلاً امام کو بیٹھنا تھا کھڑا ہو گیا مقتدی نے بتانے کو کہا بیٹھ جا یا ہوں کہا تو نماز جاتی رہی **لیکن** یہ خوب یاد رہے کہ وہی کلام نماز کو فاسد کرتا ہے جس میں اتنی آواز ہو کہ کم از کم خود سُن سکے۔ بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو (بہرا یا شور و غل) اور اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی[1] اسی **طرح** قصداً کلام سے اُسی وقت نماز فاسد ہو گئی جبکہ بقدرِ التحیات نہ بیٹھ چکا ہو اور اگر بیٹھ چکا ہے تو نماز ہو گئی لیکن مکروہ تحریمی۔ **مسئلہ** سلام نماز پوری ہونے سے پہلے قصداً پھیر دیا تو نماز جاتی رہی اور اگر بھول کر پھیرا تو نہ گئی۔ **مسئلہ** کسی شخص کو سلام کیا عمداً یا سہواً نماز فاسد ہو گئی اور اگر بھول کر السلام کہا تھا اور علیکم نہ کہنے پایا تھا کہ یاد آگیا کہ نماز میں سلام نہ کرنا چاہیئے اور خاموش ہو گیا تب بھی نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ** مسبوق[2] نے یہ خیال کر کے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیئے۔ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ **مسئلہ** دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو نماز پوری کر کے سجدہ سہو کر لے۔ **مسئلہ** نمازی سے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی اس نے سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا۔ نماز فاسد نہ ہوئی البتہ مکروہ ہو گئی۔ **مسئلہ** کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہا تو نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر نمازی کو چھینک آئی اور کسی دوسرے نے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہا اور نمازی نے جواب میں آمین کہہ دیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ **مسئلہ** نماز میں چھینک آئے تو خاموش رہے اور نماز سے فارغ ہو کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا تو نماز میں حرج نہیں۔ **مسئلہ** کسی نے آنے کی اجازت چاہی نمازی نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے

---

[1] اس مسئلہ کا پلٹ ملاحظہ فرمانا ہو تو "چھٹی شرط تکبیر تحریمہ" کے بیان اور اس کے حاشیہ میں دیکھیں جو کہ مضمون پیشتر گزر چکا۔ [2] مسبوق کی تعریف آگے تفصیل سے

زور سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ **مسئلہ** خوشی کی خبر سُن کر جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر جواب کی نیّت سے نہ کہا بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ نماز میں ہے تو فاسد نہ ہوئی۔ یوہیں بُری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے **مسئلہ** اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا نام مبارک سُن کر جَلَّ جَلَالُہٗ کہا یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سُن کر درود پڑھا تو نماز جاتی رہی جبکہ بقصد جواب کہا ہو اور اگر جواباً نہ کہا تو حرج نہیں۔

لُقمہ دینے کے مسائل

مسئلہ نمازی نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لُقمہ دیا۔ تو نماز جاتی رہی جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام ہو سب صورتوں میں لقمہ دینے والے کی نماز جاتی رہی **مسئلہ** اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اِسے خود یاد آگیا۔ اِس کے بتانے سے نہیں تو نماز نہیں جائے گی **مسئلہ** فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے تھوڑا توقّف چاہیئے کہ شاید امام خود نکال لے۔ یوہیں امام کو مکروہ ہے کہ مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور کرے بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے۔ اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے۔ **مسئلہ** لُقمہ دینے والے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں۔ مراہق[۱] بھی لقمہ دے سکتا ہے **مسئلہ** آہ۔ اوہ۔ اُف۔ تُف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا۔ اور حرف پیدا ہو گئے تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں حرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے تو حرج نہیں **مسئلہ** مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ یوہیں چھینک۔ کھانسی جماہی، ڈکار میں جتنے حرف مجبورانہ نکلے معاف ہیں **مسئلہ** جنّت ودوزخ کی یاد میں مذکورہ الفاظ کہے تو نماز نہ جائے گی **مسئلہ** پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مگر قصداً کرنا مکروہ ہے، اور اگر دو حرف پیدا ہو جائیں جیسے اُف۔ تف تو نماز جاتی رہے گی۔ **مسئلہ** کھنکار میں جب دو حرف ظاہر ہوں جیسے اح تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض اور اگر عذر سے ہے مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لئے ہے جیسے آواز

[۱] اس کی تفصیل آگے درج ہے۔

صاف کرنے کے لئے یا امام سے غلطی ہوگئی ہے۔ اس لئے کھنکارتا ہے کہ درست کرلے یا اس لئے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہوجائے تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

عمل کثیر اور عمل قلیل

عمل کثیر اور عمل قلیل کی تعریف یہ ہے جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر اس کے نماز میں ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شک و شبہ ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو عمل قلیل ہے۔ عمل کثیر کا حکم یہ ہے کہ وہ نماز کو فاسد کردیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز کے اعمال سے نہ ہو اور نہ اس کو نماز کی اصلاح کے لئے کیا گیا ہو۔ اور عمل قلیل نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ **مسئلہ** ناپاک جگہ پر بغیر حائل کے سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ یونہیں بحالت سجدہ ہاتھ یا گھٹنے ناپاک جگہ پر رکھے تو نماز فاسد ہوگئی۔ **مسئلہ** نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کردیتا ہے۔ قصداً ہو یا بھول کر تھوڑا ہو یا زیادہ۔ یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اس نے نگل لیا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ** دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی۔ اس کو نگل لیا۔ اگر چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی البتہ مکروہ ہوئی۔ اور چنے برابر ہے تو فاسد ہوگئی۔ **مسئلہ** نماز سے پیشتر کوئی چیز میٹھی کھائی تھی۔ اس کے اجزا نگل لئے تھے۔ صرف لعاب دہن میں کچھ مٹھاس کا اثر رہ گیا تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ **مسئلہ** عورت نماز پڑھ رہی تھی بچے نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ** نماز پڑھنے والے کو اٹھا لیا۔ پھر وہیں رکھ دیا اگر قبلہ سے سینہ نہ پھرا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کو اٹھا کر سواری پر رکھ دیا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ** سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جبکہ نہ تین قدم چلنا پڑے۔ نہ تین ضرب کی حاجت ہو ورنہ جاتی رہے گی۔ مگر مارنے کی اجازت ہے۔ اگرچہ نماز فاسد ہوجائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے کہ سامنے سے گذرے اور ایذا دینے کا خوف ہو۔ اور اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مارنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا اور پھر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا۔ اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا اس سے نماز نہیں جائے گی۔ اس مسئلے سے اکثر لوگ واقف نہیں۔

نمازی کے آگے سے گذرنا

نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گذرنے والا جانتا تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔ تاہم اگر کوئی شخص نمازی کے آگے سے گذر گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ **مسئلہ** میدان اور بڑی مسجد میں مصلی کے قدم سے موضعِ سجود تک گزرنا ناجائز ہے۔ موضعِ سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں جائے سجود کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے۔ وہ موضعِ سجود ہے۔ اس کے درمیان سے گذرنا ناجائز ہے۔ مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوارِ قبلہ تک کہیں سے گذرنا جائز نہیں۔ اگر سُترہ نہ ہو۔ **بڑی مسجد** وہ ہے جس کا طول چالیس ہاتھ یا زیادہ ہو۔ اور چھوٹی مسجد وہ ہے جس کا طول چالیس ہاتھ سے کم ہو۔ **مسئلہ** کوئی شخص بلندی پر نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کے نیچے سے گذرنا بھی جائز نہیں جبکہ گذرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو۔ چھت یا تخت پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ان چیزوں کی اتنی بلندی ہو۔ کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو تو حرج نہیں۔

سُترہ

سُترہ اُس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی کے آگے آڑ کرنے کی غرض سے رکھی جاتی ہے اس کو کم از کم بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہونا چاہیئے اور زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو اگر کوئی شخص اس سُترے کے بعد سے گذرے تو کوئی حرج نہیں۔ سُترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہو بلکہ داہنی یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہو اور داہنی کی سیدھ پر ہونا افضل ہے **مسئلہ** امام کا سُترہ مقتدی کے لئے بھی سترہ ہے اس کو جدید سُترے کی حاجت نہیں۔ تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گذر جائے جبکہ امام کے آگے سے نہ ہو تو حرج نہیں۔

نمازی کے آگے سے گذرنے کا اسلامی طریقہ

بروقت ضرورت یہ ہے کہ جو شخص گذرنا چاہتا ہے اگر اس کے پاس کوئی چیز سُترے کے قابل ہو تو اُسے نمازی کے سامنے رکھ کر گذر جائے پھر اُس چیز کو اُٹھالے۔ اور اگر دو شخص گذرنا چاہتے ہیں اور سُترے کے قابل کوئی چیز نہیں تو ان میں ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گذر جائے اور پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کرکے کھڑا ہو جائے اور یہ گذر جائے پھر وہ دوسرا جدھر سے اُس وقت آیا تھا اُسی

طرف ہٹ جائے۔ **مسئلہ** مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گذر سکتے ہیں۔

نماز کے تینتالیس ۴۳ مکروہات تحریمی

یہ ہیں۔ کپڑے[1] یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا۔ کپڑا[2] سمیٹنا مثلاً سجدے میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھا لینا۔ اگرچہ گرد سے بچانے کے لئے اٹھایا ہو۔ اور بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ ہے۔ کپڑا[3] لٹکانا مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں۔ یہ سب باتیں مکروہ تحریمی ہیں **مسئلہ** رومال یا شال یا رضائی یا چادر یا کمبل کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا۔ اور دوسرا کنارہ لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر۔ جیسے عموماً اس زمانے میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے۔ تو یہ بھی مکروہ ہے **مسئلہ** کوئی آستین[4] آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہو یا دامن[5] سمیٹے ہو۔ تو بھی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ خواہ پیشتر سے چڑھائی ہو یا نماز میں **مسئلہ** شدت[6] کا پائخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا غلبۂ ریاح[7] کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے **مسئلہ** نماز شروع کرنے سے پیشتر اگر پاخانہ یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو تو وقت میں وسعت ہوتے ہوئے نماز شروع کرنا ہی گناہ ہے۔ قضائے حاجت مقدم ہے۔ اگرچہ جماعت جاتی رہنے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر دیکھتا ہے کہ قضائے حاجت اور وضو کے بعد وقت جاتا رہے گا تو وقت رعایت مقدم ہے ایسی حالت میں نماز پڑھ لے اور اگر اثنائے نماز میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو توڑ دینا واجب ہے اگر اسی طرح پڑھ لی جائے تو گنہگار ہوا **مسئلہ** جوڑا[8] باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز میں جوڑا باندھا تو نماز فاسد ہو گئی۔ کنکریاں[9] ہٹانا مکروہ تحریمی ہے مگر جس وقت پورے طور پر سنت طریقہ سے سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے۔ اور بچنا بہتر ہے۔ اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے۔ اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی ضرورت پڑے۔ انگلیاں[10] چٹکانا۔ انگلیوں[11] کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور نماز کے لئے جاتے وقت۔ اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں۔

اور اگر نماز میں ہے نہ تو ابع نماز میں تو کراہت نہیں جبکہ کسی ضرورت کے لئے ہوں مسئلہ[۱۲] کمر پر ہاتھ رکھنا۔ اِدھر اُدھر[۱۳] منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے کُل چہرا پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منھ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے تو مکروہ تنزیہی ہے اور آسمان[۱۴] کی طرف نظر اُٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ التحیات[۱۵] یا سجدوں کے درمیان گھٹنوں کو سینے سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا۔ مرد[۱۶] کا سجدے میں کلائیوں کا بچھانا۔ کسی شخص[۱۷] کے مُنھ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یوں ہی دوسرے شخص کو نمازی کی طرف منہ کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے۔ مسئلہ[۱۸] کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ پگڑی[۱۹] اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو۔ ناک[۲۰] اور مُنہ کو چھپانا اور بے[۲۱] ضرورت کھنکار نکالنا۔ نماز میں بالقصد[۲۲] جماہی لینا۔ مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر روکنا مستحب ہے اور اگر روکے سے نہ رُکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رُکے تو داہنا یا بایاں ہاتھ مُنہ پر رکھ لے یا آستین سے مُنہ چُھپالے۔ قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔

شیطانی تھوک سے اپنے مُنہ کو بچائیے

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں کسی کو جماہی آئے جہاں تک ممکن ہو روکے بعض روایتوں میں ہے کہ شیطان مُنہ میں گھُس جاتا ہے اور بعض میں ہے کہ شیطان دیکھ کر ہنستا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو جماہی میں منہ کھول دیتا ہے۔ شیطان اُس کے مُنہ میں تھوک دیتا ہے۔ اور وہ جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ اس کا مُنہ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے اور وہ جو رطوبت نکلتی ہے۔ وہ شیطان کا تھوک ہے اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اس سے محفوظ ہیں فوراً رُک جائے گی۔ جیسے کہ پیشتر بیان کیا جا چکا ہے علماء کرام نے اس کو مجرّب بتایا ہے۔ اور فقیر کاتب الحروف نے بارہا اس کا تجربہ کیا تو صحیح پایا۔

تصویر کے احکام

مسئلہ جس کپڑے[۲۳] پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یوہیں نمازی کے[۲۴]

ا اس کی تفصیل آگے درج ہے۔

سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق ہو یا محل سجود[25] میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ یوہیں نمازی[26] کے آگے یا داہنے[27] یا بائیں[28] تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پس پشت[29] ہونا بھی مکروہ ہے اگرچہ اُن تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اُس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے داہنے بائیں معلق یا نصب ہو۔ یا دیوار وغیرہ میں منقوش۔ اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں ہوتا تو کراہت نہیں۔ اور اگر تصویر غیر جاندار کی ہے۔ جیسے پہاڑ۔ دریا۔ وغیرہ تو اس میں کچھ حرج نہیں **مسئلہ** اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو مثلاً جوتیاں اُتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اُسے روندتے ہوں یا تکیہ پر زانو وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو۔ تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں۔ نہ اس سے نماز میں کراہت آئے جبکہ سجدہ اس پر نہ ہو۔ **مسئلہ** جس تکیہ پر تصویر ہو اُسے منصوب کرنا پڑا ہوا نہ رکھنا تصویر کے اعزاز میں داخل ہے اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کر دے گا۔

مسئلہ اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو۔ مگر کپڑوں سے چھپی ہو یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو یا آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نہ دکھائی دے۔ یا پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ پر تصویر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں **مسئلہ** تصویر سر کٹی یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو جیسے کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر تھی۔ اس پر روشنائی پھیر دی۔ یا اُس کے سر اور چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا۔ تو ان صورتوں میں کراہت نہیں **مسئلہ** تصویر کا صرف چہرہ مٹانا کراہت سے بچنے کے لئے کافی ہے اگر آنکھ یا بھوں یا ہاتھ پاؤں جُدا کر لئے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگی۔

نوٹ اور روپئے کی تصویر کا حکم

نوٹ اور روپئے کی تصویر کا حکم یہ ہے کہ تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں یہی حکم نوٹ اور روپئے کا ہے۔ **مسئلہ** تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے پھر اس پر کوئی دوسرا کپڑا پہن لیا جس سے تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔

کراہت تصویر کے شرائط و مراتب

تصویر سے کراہت پیدا ہونے کی تین شرطیں ہیں۔— (۱) چھوٹی نہ ہو۔ (۲) موضع اہانت میں نہ ہو (۳) اس پر پردہ نہ ہو۔ جب یہ تینوں شرطیں پائی جائیں گی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ سب سے بڑھ کر کراہت اس

صورت میں ہے جب تصویر نمازی کے آگے قبلے کو ہو۔ پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو۔ اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو۔ پھر وہ کہ پیچھے ہو دیوار یا پردے پر۔

یہ سب احکام تو نماز کے ہیں۔ رہا تصویروں کا رکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ جس گھر میں کتا ہو یا تصویر اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ بشرطیکہ تصویر بڑی نہ ہو اور اس کو اعزاز کے ساتھ رکھا جائے اور اگر موضع اہانت میں ہو یا چھوٹی ہو تو اُن کا ہونا رحمت کے فرشتوں کی آمد کے لئے مانع نہیں۔ چنانچہ روپے اشرفی اور دیگر سکّے کی تصویروں کا یہی حکم ہے لیکن یہ یاد رہے کہ مذکورہ احکام تصویر رکھنے کے ہیں۔ رہا تصویر بنانا یا بنوانا دستی ہو یا عکسی بہرحال حرام ہے اس میں چھوٹی بڑی کا فرق نہیں **مسئلہ**۔ اُلٹا قرآن[30] مجید پڑھنا۔ کسی[31] واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے جیسے رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا۔ یوہیں قومہ و جلسے میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدے کو چلا جانا۔ قیام[32] کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا یا رکوع[33] میں قرأت ختم کرنا۔ امام[34] سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود وغیرہ میں جانا۔ یا اس سے پہلے سر اُٹھانا۔ **مسئلہ** صرف[35] پائجامہ یا تہہ بند پہن کر نماز پڑھی اور کرتا یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہے[1] اور اگر دوسرا نہیں تو معافی ہے **مسئلہ** امام[36] کا کسی آنے والے کے لئے نماز کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مدِنظر ہو۔ جلدی[37] میں صف کے پیچھے ہی سے اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر شامل ہو گیا۔ پھر صف میں داخل ہوا۔ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ **مسئلہ** غصب[38] کی ہوئی زمین پر یا پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جوتے[39] ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ قبر[40] کا سامنے ہونا اگر نمازی و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ **مسئلہ** کفار[41] کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔ **مسئلہ** اُلٹا کپڑا[42] پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔[2] یونہیں انگرکھے کے بند[43] نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا بشرطیکہ اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہ ہو جس سے سینہ کھلا رہے اور اگر نیچے کرتا وغیرہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔

یاد رکھیئے جو نماز کسی مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اگر نہ

لہ جیسا کہ گرمیوں میں لوگ بغیر قمیص کرتے کے صرف کمر پر رومال ڈال کر نماز ادا کرتے ہیں۔
لہ کہ لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے۔

پڑھی جائے گی تو گناہ ہوگا۔

نماز کے مکروہاتِ تنزیہی

سجدے اور رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا۔ حدیث میں اسی کو مرغ کی ٹھونگ مارنا فرمایا۔
ہاں تنگیٔ وقت یا ریل کے چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں۔ کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا
مکروہ تنزیہی ہے جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں۔ ورنہ کراہت نہیں **مسئلہ** منھ میں کوئی چیز
لئے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جبکہ قرأت سے مانع نہ ہو اور اگر قرأت سے مانع ہو مثلاً آواز
ہی نہ نکلے یا اس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآن شریف کے نہ ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی سُستی
سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو۔ یا گرمی معلوم ہوتی ہو تو نماز مکروہ تنزیہی ہے۔
اور اگر خشوع و خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی تو موجب ثواب ہے **مسئلہ** نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا
لینا افضل ہے جبکہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے
تو چھوڑ دے۔ اور نہ اٹھانے سے خشوع و خضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے۔ **مسئلہ** پیشانی
سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش نہ ہوتی ہو اور اگر تکبر مقصود
ہو تو کراہت تحریمی ہے۔ اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے
میں تو مطلقاً مضائقہ نہیں بلکہ چھڑانا چاہیئے تاکہ ریا نہ آنے پائے۔ یوہیں حاجت کے وقت پیشانی
سے پسینہ پوچھنا بلکہ ہر وہ عمل قلیل جو نمازی کے لئے مفید ہو جائز ہے۔ اور جو مفید نہ ہو مکروہ ہے۔
مسئلہ نماز میں ناک سے پانی بہا اس کو پوچھ لینا زمین پر گرنے سے بہتر ہے۔ اور اگر مسجد میں ہے
تو پوچھنا ضروری ہے تاکہ مسجد کی بے حرمتی نہ ہو۔

یاد رکھیئے

مسئلہ نماز میں انگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے۔ نماز
فرض ہو، خواہ نفل دل میں شمار رکھنا چاہیئے اور پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ
کرنے میں بھی حرج نہیں جبکہ سب انگلیاں بطور مسنون اپنی جگہ پر ہوں مگر خلاف اولیٰ ہے کہ دل دوسری
طرف متوجہ ہوگا اور زبان سے گننا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ نماز کے علاوہ انگلیوں پر شمار کرنے میں کوئی
حرج نہیں بلکہ بعض احادیث میں عقد انامل کا حکم ہے۔ اور یہ کہ انگلیوں سے قیامت کے دن سوال

سوال ہوگا اور وہ بولیں گی۔

عقدِ انامل

شمار کرنے کا ایک مسنون طریقہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) کے واسطے سیدھے ہاتھ کی چھنگلیا بند کر لی جائے اور (۲) کے واسطے اس کے برابر کی انگلی اور (۳) کے واسطے بیچ کی انگلی اور (۴) کے واسطے چھنگلیا کھول دی جائے اور (۵) کے واسطے برابر والی بھی کھول دی جائے اور (۶) کے واسطے بیچ کی کھول دی جائے اور چھنگلیا کے برابر والی بند کر لی جائے اس طرح کہ اس کے پورے کا سر بیچ ہتھیلی پر ہو اور (۷) کے واسطے چھنگلیا کے برابر والی کھول کر چھنگلیا کو بند کر لیا جائے اس طرح کہ اس کا سر ہتھیلی کے کنارے کے قریب ہو۔ اور (۸) کے واسطے چھنگلیا کی برابر والی کو بند کر لیا جائے (۹) کے واسطے بیچ والی کو ان تینوں عدد میں انگلیوں کا سر ہتھیلی کی طرف رہے گا۔ تاکہ پہلے تین سے مشتبہ نہ ہوں اور (۱۰) کے واسطے انگشت شہادت کے ناخن کے سرے کو انگوٹھے کے پورے کے پیٹ پر رکھا جائے اور (۲۰) کے واسطے انگشتِ شہادت کے تیسرے پورے کا کنارہ انگوٹھے کے ناخن کی پشت کے اوپر رکھا جائے اور (۳۰) کے واسطے انگوٹھا کھڑا کر کے انگشتِ شہادت کے پورے کا سر اس کے ناخن کے کنارے پر رکھا جائے اور (۴۰) کے واسطے انگوٹھے کے ناخن کو انگشتِ شہادت کے تیسرے پورے کی پشت پر رکھیں اور (۵۰) کے واسطے انگشتِ شہادت کو سیدھا کر کے انگوٹھے کو خم دے کر ہتھیلی پر انگشتِ شہادت کے مقابل رکھیں اور (۶۰) کے واسطے انگوٹھے کو خم دے کر اُس کے ناخن کی پُشت پر انگشتِ شہادت کے دوسرے پورے کے پیٹ کو رکھیں اور (۷۰) کے واسطے انگوٹھا کھڑا کر کے انگشتِ شہادت کے دونوں گرہوں کے باطنی حصے کو انگوٹھے کے ناخن کی پشت پر رکھیں اس طرح کہ انگوٹھے کا ناخن پورا کا پورا کھُلا رہے اور (۸۰) کے لئے انگوٹھے کو کھڑا کر کے انگشتِ شہادت کے پورے کا کنارا انگوٹھے کے پہلے پورے کے جوڑ کی پشت پر رکھیں اور (۹۰) کے واسطے انگشتِ شہادت کے ناخن کے سر کو انگوٹھے کے دوسرے پورے کے جوڑ کے باطنی حصے پر رکھیں۔

سینکڑہ اور ہزار کا طریقہ یہ ہے

دائیں ہاتھ میں انگلی کی جو ہیئت (۱) کے لئے ہے، بائیں ہاتھ میں وہی ہیئت (۱۰۰۰) کے لئے ہے اور جو (۲) کے لئے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۲۰۰۰) کے واسطے اور جو (۳) کے لئے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۳۰۰۰) کے واسطے۔ اسی طرح باقی یہاں تک کہ جو (۹) کے لئے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۹۰۰۰) کے واسطے **اسی طرح** دائیں ہاتھ میں انگلیوں کی جو **ہیئت** (۱۰) کے لئے ہے بائیں ہاتھ میں وہی ہیئت (۱۰۰) کے واسطے اور جو (۲۰) کے لئے ہے وہ بائیں میں (۲۰۰) کے واسطے اور جو (۳۰) کے لئے ہے وہ بائیں میں (۳۰۰) کے واسطے۔ اسی طرح باقی یہاں تک کہ جو (۹۰) کے لئے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۹۰۰) کے واسطے۔ اور (۱۰۰۰۰) کے واسطے انگوٹھے کے پورے کے کنارے کو انگشت شہادت کے تمام پورے کی طرف کے ساتھ ملایا جائے۔ اس طرح کہ انگوٹھے کے ناخن کا سر اس کے ناخن کے سر کے برابر اور کنارا کنارے کے برابر ہو جائے۔ **مسئلہ** ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے۔ اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اس نشست میں کوئی مضائقہ نہیں۔ دامن یا آستین سے اپنے کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے جبکہ دو ایک بار ہو۔ اور پنکھا جھلنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ **مسئلہ** کپڑا حدِ معتاد سے زیادہ دراز رکھنا دامنوں اور پائچوں میں زیادتی یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں زیادتی یہ ہے کہ انگلیوں سے نیچے ہوں اور عمامے میں یہ ہے کہ بیٹھنے میں اس کا شملہ دبے۔ انگڑائی لینا اور بالقصد کھانسنا یا کھنکارنا مکروہ ہے۔ اور نماز میں تھوکنا بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ** مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے جبکہ اگلی صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو ہرج نہیں۔ **مسئلہ** فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا حالت اختیار میں مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں، یونہیں سورت کو بار بار پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ سجدے کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا بلا عذر مکروہ ہے۔ رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا مکروہ ہے۔ اور بِسۡمِ اللّٰہِ وَ اَعُوۡذُ وَ سُبۡحٰنَ اور اٰمِیۡن زور سے کہنا۔ اور اذکارِ نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** بغیر عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے۔ اور عذر سے ہو تو حرج نہیں، رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے عمامے

کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا یا زمین[27] سے سر پر رکھ لینا مکروہ ہے۔ آستین[28] کو بچھا کر سجدہ کرنا تاکہ چہرہ پر خاک نہ لگے مکروہ ہے اور گرمی سے بچنے کے لئے کپڑے پر سجدہ کرلے تو حرج نہیں۔ مسئلہ آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیتِ عذاب پر پناہ مانگنا تنہا نفل پڑھنے والے کے لئے جائز ہے اور امام[29] و مقتدی کو مکروہ ہے۔ مسئلہ داہنے بائیں[30] جھومنا مکروہ ہے اور کبھی ایک پاؤں پر زور دے کر کھڑا ہونا کبھی دوسرے پر مکروہ نہیں بلکہ سُنّت ہے اُٹھتے وقت آگے[31] پیچھے پاؤں اُٹھانا مکروہ ہے اور سجدے کو جاتے وقت داہنی جانب زور دینا اور اُٹھتے وقت بائیں پر زور دینا مستحب ہے۔ نماز[32] میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے مگر جب کھلی رہنے سے خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسئلہ سجدہ[33] وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا مکروہ ہے۔

یاد رکھیے جوں یا مچھر یا کھٹمل جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں جبکہ عمل کثیر تک نوبت نہ پہنچے۔ مسئلہ امام[34] کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اور اگر باہر کھڑا ہوا اور سجدہ محراب میں کیا (اگرچہ پیر ہی محراب سے باہر ہوں یا نصف سے زائد پر باہر ہیں) یا امام تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔

خوب یاد رکھیے امام[35] کو دروں میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔ اگر پیر در سے باہر ہیں تو حرج نہیں۔ اسی طرح[36] پہلی جماعت کے امام کو مسجد کے گوشے و جانب میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے اس کے لئے سُنّت یہ ہے کہ بیچ مسجد میں کھڑا ہو۔ اور اسی بیچ کا نام محراب ہے۔ خواہ وہاں طاقِ معروف ہو یا نہ ہو تو اگر بیچ چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہو اگرچہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر برابر حصے ہوں تو مکروہ ہے۔ مسئلہ امام[37] کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے (اگر اس کے ساتھ اور مقتدی بھی ہوں تو حرج نہیں) بلندی کی مقدار یہ ہے کہ دیکھنے میں اس کی اونچائی ظاہر ممتاز ہو پھر یہ بلندی اگر قلیل ہو تو مکروہِ تنزیہی ورنہ تحریمی ہے۔ امام[38] نیچے ہو اور مقتدی بلند جگہ پر یہ بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ کعبہ[39] معظمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں ترک تعظیم لازم آتی ہے۔ اگر مسجد میں جگہ نہیں رہتی تب چھت پر نماز جائز ہے۔ مسئلہ مسجد[40] میں کوئی جگہ اپنے لئے خاص کر لینا کہ وہیں نماز پڑھے مکروہ ہے۔ تلوار[41] وغیرہ حمائل کئے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب کہ

ان کی حرکت سے دل ہٹے۔ ورنہ مضائقہ نہیں۔ اسی طرح سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔ **مسئلہ** حلبیؔ آگ نمازی کے آگے ہونا مکروہ ہے۔ شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔ ہاتھ میں کوئی ایسا ہو جس کے روکنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اس کو لئے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جب ایسی جگہ ہو کہ بغیر اس کے حفاظت ناممکن ہو جائے گی تو مکروہ نہیں۔ سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست ہونا یا ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ وہ مظنۂ نجاست ہو مکروہ ہے۔ **مسئلہ** سجدے میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا یا ہاتھ سے بغیر عذر مکھی پسّو اڑانا مکروہ ہے۔ مگر عورت سجدے میں ران پیٹ سے ملائے گی اس کے لئے مکروہ نہیں۔ **مسئلہ** قالین اور بچھونوں پر نماز پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ اتنے نرم اور موٹے نہ ہوں کہ سجدے میں پیشانی نہ ٹھہرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ** ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے مثلاً زینت اور لہو و لعب وغیرہ اسی طرح نماز کے لئے دوڑنا بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ** عام راستہ۔ کوڑا ڈالنے کی جگہ کمیلا۔ قبرستان۔ غسل خانہ۔ حمام۔ نالہ۔ مویشی خانہ۔ خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ اصطبل۔ پاخانہ کی چھت اور صحرا میں بلا سترے کے جبکہ خوف ہو کہ آگے سے لوگ گزریں گے ان سب مقامات میں نماز مکروہ ہے۔ **مسئلہ** قبرستان میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر ہو اور اس میں قبر نہ ہو تو نماز پڑھنے میں حرج نہیں کراہیت اس وقت ہے جبکہ قبر سامنے ہو۔ نمازی اور قبر کے درمیان کوئی شے سترے کی مقدار حائل نہ ہو۔ ورنہ اگر قبر داہنے بائیں یا پیچھے ہو یا بقدر سترہ کوئی چیز حائل ہو تو کچھ بھی کراہت نہیں۔ **مسئلہ** ایک زمین مسلمان کی ہو۔ دوسری کافر کی تو مسلمان کی زمین پر نماز پڑھے بشرطیکہ اس میں کھیتی نہ ہو ورنہ راستے پر پڑھے۔ کافر کی زمین پر نہ پڑھے اور اگر زمین میں زراعت ہے مگر اس میں اور مالکِ زمین میں دوستی ہے جس کی وجہ سے اسے ناگوار نہ ہوگا تو پڑھ سکتا ہے۔

نماز توڑنا کب جائز ہے؟

سانپ وغیرہ مارنے کے لئے جبکہ ایذا کا صحیح اندیشہ ہو۔ یا کوئی جانور بھاگ گیا۔ اس کے پکڑنے کے لئے یا بکریوں پر بھیڑیئے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یوہیں اپنے یا پرائے ایک درہم یعنی سوا چار آنے اور تقریباً ایک پائی یعنی ستائیس نئے پیسے کے نقصان کا خوف ہو۔ مثلاً دودھ ابل جائے گا یا گوشت ترکاری وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اچکا لے

لہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

جائے گا تو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

نماز توڑنا کب مستحب ہے؟

پاخانہ پیشاب معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی کہ نماز کے لئے مانع نہ ہو یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا۔ تو نماز توڑ دینا مستحب ہے بشرطیکہ وقت و جماعت فوت نہ ہو جائے۔ اور پاخانہ پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا البتہ فوت وقت کا لحاظ ہوگا۔

نماز توڑنا کب واجب ہے؟

کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو۔ کسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو۔ یا کوئی آگ سے جل جائے گا، یا کوئی اندھا راہ گیر کنویں میں گرا چاہتا ہو تو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جبکہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔

ماں باپ کی عظمت

ماں باپ کی عظمت شریعت نے یہ رکھی ہے کہ اگر بیٹا نفل نماز پڑھ رہا ہو اور انہیں یہ معلوم نہیں ایسی حالت میں اگر وہ بیٹے کو پکاریں تو اس کو حکم ہے کہ نماز توڑ کر ان کو جواب دے۔

نماز پڑھنے کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ با وضو قبلہ رُو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی لو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلے کو ہوں نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے اس طرح کہ دہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا کلائی کے اغل بغل پھر ثنا پڑھے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ (ترجمہ) اے اللہ میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ تو ہر اس صفت سے پاک ہے جو تیری شان کے لائق نہیں اور میں تیری حمد کے ساتھ شروع کرتا ہوں اور تیرا نام برکت والا

اور تیری عظمت سب پر بلند ہے اور وجود میں تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پھر تعوذ پڑھے یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؕ اس کا ترجمہ یہ ہے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے **تعلیمات** (١) قرآن پاک کی قرأت شروع کرنے سے پیشتر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؕ پڑھنا نماز میں سنت ہے اور بیرون نماز واجب ہے۔ قرأت سے پیشتر اس کے پڑھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ قرأت شروع کرنے والے کو شیطان کا واقعہ یاد آجائے اور وہ یہ سمجھ لے کہ شیطان فرشتوں میں معظم اور ممتاز ہونے کے باوجود بارگاہِ الٰہی سے مردود اس لئے ہوگیا کہ اُس نے اپنے رب کے حکم کی مخالفت کی تھی اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اس واقعہ کے یاد آنے سے قرأت کرنے والا اس نیت سے قرأت کرے گا کہ قرآن پاک میں جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو بجالائے اور جن کی ممانعت کی گئی ہے ان سے بچتا رہے کہ رب کی مخالفت میں گرفتار نہ ہو۔ ورنہ مخالفت سے شیطان کی طرح مردود ہوجائے گا۔ اور شیطان کی طرح ہمیشہ جہنّم میں رہنا پڑے گا۔ (٢) چونکہ بندے کے دل میں شیطانی خطرات اور وسوسے آتے رہتے رہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کا قلب پراگندہ رہتا ہے اور پراگندگی کی وجہ سے کلامِ الٰہی کی حلاوت محسوس نہیں ہوتی۔ نظر برآں اس کو حکم دیا گیا کہ قرأت سے پیشتر ان کلمات کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آکر شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہوجائے تاکہ کلام الٰہی کی حلاوت اپنے اندر محسوس کرسکے۔ (٣) قرآن کریم کے ہر ہر کلمے میں حقائق و معارف کے دفتر ہیں۔ جن تک اُسی قلب کی رسائی ہوسکتی ہے جو شیطانی خیالات اور وسوسوں سے پاک اور انفاسِ حق کی خوشبو سے معطّر ہو اور یہ دونوں چیزیں تعوذ میں مضمر ہیں۔ اسی واسطے شروع قرأت میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی واسطے یہ کلمات بہ نسبت کلمہ لعنت شیطان پر زیادہ شاق گذرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے جب کوئی مومن شیطان پر لعنت کرتا ہے تو شیطان اس کو مخاطب کرکے یوں کہتا ہے کہ تو نے ایک ملعون پر لعنت کی اور جب مومن اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؕ پڑھتا ہے۔ تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے میری پیٹھ توڑ دی کیونکہ بندہ ان کلمات کے ذریعہ سے قادرِ مطلق کی پناہ میں آجاتا ہے۔

شیطان سے محفوظ رہنے کا اسلامی طریقہ

حدیث میں ہے جو شخص دن میں دس مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؕ

پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس شخص سے شیطان کو دفع کرتا رہتا ہے جلیل القدر صحابی معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رحمت عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی موجودگی میں دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سب و شتم کرنے لگے اور اس میں حد سے گذر گئے تو رحمت جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر اس کو یہ کہہ لیں تو ان کا غصّہ ٹھنڈا ہو جائے۔ (جو شیطان کی مداخلت سے پیدا ہوتا ہے) وہ کلمہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

ستّر ہزار فرشتوں کو اپنا دُعا گو بنایئے

عظیم القدر صحابی حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھے اور سُوْرَۃُ حَشْر کی آخری تین آیتیں تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ستّر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لئے شام تک دُعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ شخص اُس دن انتقال کر جائے تو درجہ شہادت پائے گا اور جو شخص شام کے وقت یہ عمل کرے گا تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے پھر تسمیہ پڑھے یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا۔ تعلیمات (١) یہ قرآن پاک کی مستقل ایک آیت ہے کسی سورت کا جزو نہیں۔ سورتوں میں فصل اور امتیاز کرنے کے لئے اس کو نازل کیا گیا تھا۔ بیرونِ نماز جب کسی سورۃ کو ابتدا سے پڑھے تو شروع میں اس کا پڑھنا مسنون ہے۔ اور اگر درمیان سے پڑھے تو اس کا پڑھنا مستحب ہے۔ (٢) اس کے نزول سے پیشتر سیّد عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم خطوط وغیرہ کے شروع میں بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوایا کرتے تھے پھر جب آیت اِرْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا نازل ہوئی تو آپ نے بِسْمِ اللّٰہِ لکھوانا شروع کر دیا پھر جب آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ نازل ہوئی تو آپ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ لکھوانے لگے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو آپ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھوانا اختیار فرما لیا۔ (٣) اور اس کی خیر و برکت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہر امرِ ذی شان کو اس سے شروع کیا جائے تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ دُنیوی اور اُخروی برکتیں عطا فرمائے

اور اگر اس سے شروع نہ کیا گیا تو وہ بے برکت رہے گا۔ (۴) بعض عارفین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے
ننانوے ۹۹ مشہور ناموں سے بہت سے نام ایسے ہیں جن کے اوّل میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ
الرَّحِیۡمِ ؕ کے حروف میں سے کوئی حرف ہے جیسے بَصِیۡرٌ - سَمِیۡعٌ - مَالِکٌ - اَللّٰہُ - لَطِیۡفٌ
هَادِیْ - رَزَّاقٌ - حَلِیۡمٌ - نَافِعٌ وغیرہ پس کسی کام کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
سے شروع کرنا اُن تمام ناموں سے شروع کرنا قرار پاتا ہے اور اُن تمام ناموں کے اثرات حاصل
ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے بسم اللہ شریف کے پڑھنے سے طرح طرح کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے
جن کو سُن کر لوگ متحیر ہو جاتے ہیں۔

صالح اولاد پیدا ہونے کا اسلامی طریقہ

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ جب
تم وضو کا ارادہ کرو تو بسم اللہ پڑھ لو۔ تو اس وقت سے فارغ ہونے تک محافظ فرشتہ تمہارے
نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھتا رہے گا۔ اور جب اپنی اہلیہ سے مخصوص ملاقات کا ارادہ کرو تو بسم اللہ
پڑھ لو تو اس وقت سے غسل جنابت تک محافظ فرشتہ تمہارے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھتا رہے
گا۔ اور اگر اس ملاقات سے کوئی بچہ پیدا ہوا تو تمہارے نامۂ اعمال میں اس بچّہ کے سانسوں کی تعداد
کے برابر اور اس بچّے کی جتنی نسل ہو اُس ساری نسل کے سانسوں کی تعداد کے برابر نامۂ اعمال میں
نیکیاں لکھی جائیں گی۔

اے ابو ہریرہ جب تم کسی چوپایہ پر سوار ہو تو بسم اللہ اور الحمد للہ کہہ لو تاکہ اس
کے قدموں کی تعداد کے برابر تمہارے لئے نیکیاں لکھی جائیں اور جب کشتی پر سوار ہو تو بسم اللہ
اور الحمد للہ کہہ لو تاکہ اس وقت سے نکلنے تک تمہارے لئے نیکیاں لکھی جائیں۔ بادشاہ روم
نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ درخواست بھیجی کہ میرے سر میں درد ہے جو
کبھی بند نہیں ہوتا تو میرے لئے کوئی دوا ارسال فرمائیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک
ٹوپی بھیج دی۔ بادشاہ روم جب اس کو سر پر رکھتا درد بند ہو جایا کرتا تھا۔ اور جب اتارتا تو پھر ہونے
لگتا۔ یہ چیز اس کے لئے تعجب خیز ہوئی۔ تو اس نے ٹوپی کی تفتیش کی اُس میں سے ایک کاغذ نکلا
جس میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھی ہوئی تھی۔ اب سمجھا کہ اُسی کی برکت سے درد

بند ہو جاتا ہے۔

علماءِ کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں ایک ہزار تو وہ ہیں جن کا صرف فرشتوں کو علم ہے۔ اور ایک ہزار وہ ہیں جن کا علم صرف انبیاء کرام کو ہے اور تین سو توریت میں ہیں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے ۹۹ قرآن پاک میں اور ایک وہ ہے جس کا علم بجز اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں بسم اللہ شریف میں تین نام مذکور ہیں" اللہ - رحمٰن - رحیم" ان تینوں میں تین ہزار ناموں کے معنی آجاتے ہیں بنظر برآں اللہ تعالیٰ کو ان تینوں ناموں کے ساتھ یاد کرنا مثل کہ تین ہزار ناموں کے ساتھ یاد کرنے کے ہوتا ہے۔ پس جس کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا گیا تو ان تین ہزار ناموں کی برکتیں حاصل ہوں گی بشرطیکہ نیت میں خلوص اور قلب حاضر ہو۔ حدیث میں ہے کہ محبوب خدا تاجدار دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شب معراج میرے سامنے سب جنتیں پیش کی گئیں تو میں نے ان کے اندر چار نہریں دیکھیں، ایک پانی کی دوسری دودھ کی، تیسری شراب کی چوتھی شہد کی، میں نے جبرئیل سے کہا کہ یہ کہاں سے آرہی ہیں اور کہاں جا رہی ہیں۔ جبرئیل امین نے عرض کی، حوض کوثر میں جا رہی ہیں، اور مجھے یہ نہیں معلوم کہ کہاں سے آرہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیجئے تاکہ وہ آپ کو بتا دے یا دکھا دے۔ چنانچہ آپ نے عرض کی تو ایک فرشتہ حاضر ہوا اور محبوب خدا کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اس نے عرض کیا کہ آنکھیں بند فرما لیجئے۔ آپ نے آنکھیں بند فرمالیں۔ پھر اس نے عرض کیا کھول دیجئے آپ نے کھول دیں، محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آنکھیں کھولنے کے بعد میں ایک درخت کے پاس تھا اور میں نے سپید موتی کا ایک قبہ دیکھا جس کا دروازہ سونے کا اور اس میں قفل لگا ہوا تھا وہ قبہ اس قدر بڑا تھا کہ اگر تمام جن وانس اس پر بٹھائے جائیں تو ایسا معلوم ہو جیسے کسی پہاڑ پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا ہے میں نے دیکھا کہ یہ چاروں نہریں اس قبہ کے نیچے سے نکل رہی ہیں، جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا، تو وہ فرشتہ بولا کہ اس قبے میں داخل کیوں نہیں ہوتے میں نے کہا کس طرح داخلہ ہو جبکہ اس کا دروازہ مقفل ہے اور میرے پاس چابی نہیں۔ فرشتے نے عرض کیا اس کی چابی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے چنانچہ میں نے اس قفل سے قریب ہو کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو پڑھا تو وہ قفل فوراً کھل گیا، پھر میں قبے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ چاروں نہریں اس قبے کے چاروں

گوشوں سے نکل رہی ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ اس قبّے کے چار گوشوں پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھی ہوئی ہے پانی کی نہر بسم اللّٰہ کی میم سے اور دودھ کی اللّٰہ کی ھا سے اور شراب کی رحمٰن کی میم سے اور شہد کی نہر رحیم کی میم سے نکل رہی ہے، تب معلوم ہوا کہ ان نہروں کی اصل بسم اللّٰہ سے ہے۔ اُس وقت اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب تمہاری اُمّت میں سے جو شخص خلوصِ قلب کے ساتھ ان تینوں اسماء کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر مجھ کو یاد کرے گا تو اُس کو اِن چاروں نہروں سے سیراب فرماؤں گا۔ پھر الحمد پڑھے اور ختم پر آہستہ آمین کہے اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت جو تین کے برابر ہو۔

الحمد شریف کا مختصر تذکرہ

اس کو سورۂ فاتحہ بھی کہتے ہیں۔ اس میں سات آیتیں ستائیس کلمے ایک سو چار حرف ہیں۔ سیّدِ عالم نورِ مجسّم صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفا ہے۔ اِسی واسطے بزرگانِ دین مختلف طریقوں سے لکھ کر مریضوں کو پلواتے ہیں جس سے بفضلہٖ شفا حاصل ہوتی ہے۔ اس کی عظمت کا کچھ اندازہ سیّدِ عالم صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس ارشاد سے ہو سکتا ہے جو آپ نے اس کے بارے میں فرمایا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ سورت توریت شریف میں ہوتی تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی قوم یہودیت اختیار نہ کرتی۔ اور اگر انجیل شریف ہوتی تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نصرانیت اختیار نہ کرتی۔ اور اگر یہ سورت زبور میں ہوتی تو داؤد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی قوم مسخ نہ کی جاتی۔ اور جو مسلمان اس کو پڑھے تو اللّٰہ تعالیٰ پورے قرآن کے پڑھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جملہ مومنین اور جملہ مومنات پر صدقہ کرنے کے برابر ثواب پائے گا۔

دُعا قبول کرانے کا اسلامی طریقہ

سیّدِ عالم نورِ مجسّم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ فاتحہ سو مرتبہ پڑھ کر جو دُعا مانگی جائے اللّٰہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتا ہے۔

الحمد شریف کا ترجمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سب خوبیاں اللّٰہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ بہت مہربان

رحمت والا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ روزِ جزا کا مالک۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ
ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ ہمیں سیدھا راستہ
چلا۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اُن کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ؑ نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

سُورۂ فاتحہ کے مَضامین

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا۔ ربوبیت۔ رحمت۔ مالکیت۔ استحقاقِ عبادت۔ توفیقِ خیر۔ بندوں کی ہدایت۔ توجہ الی اللہ۔ اختصاصِ عبادت۔ استعانت۔ طلبِ رُشد آدابِ دُعا۔ صالحین کے حال سے موافقت۔ گمراہوں سے اجتناب و نفرت۔ دُنیا کی زندگانی کا خاتمہ جزا اور جزا کا مصرح و مفصل بیان ہے۔ اور جملہ مسائل کا اجمالاً الحمد۔ **مسئلہ** ہر ذی شان کام کے شروع میں بسم اللہ شریف کی طرح حمدِ الٰہی بھی بجالانا چاہیے۔ **مسئلہ** کبھی حمد واجب ہوتی ہے جیسے جمعہ کے خطبے میں اور کبھی مستحب جیسے نکاح کے خطبے میں اور دُعا میں اور ہر کھانے پینے کے بعد کبھی سُنّت مؤکدہ جیسے چھینک آنے کے بعد رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں تمام کائنات کے حادث و محتاج ہونے کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے واجب قدیم ازلی۔ ابدی۔ حیّ و قیّوم۔ قادر و علیم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ جن کو رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ مستلزم ہے ان دو لفظوں میں علم الٰہیات کے اہم مباحث طے ہو گئے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں ملک کے ظہورِ تام کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحقِ عبادت نہیں ہو سکتا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ دنیا دار العمل ہے اور اس کے لئے انتہا ہے پس دُنیا کے سلسلے کو ازلی ابدی کہنا باطل ہے۔ اختتامِ دُنیا کے بعد ایک جزا کا دن ہے اس سے معلوم تناسخ باطل ہے ذات و صفات کا ذکر کرنے کے بعد اِيَّاكَ نَعْبُدُ فرمانے میں اس طرف اشارہ کیا گیا۔ کہ عقیدہ عمل پر مقدم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے اور اس میں ردِّ شرک بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کے لئے نہیں ہو سکتی اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات و خدام و احباب وغیرہ سب اعانتِ الٰہی کے مظہر ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ اس پر

نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء، انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے جیسے وہابی کہتے ہیں باطل عقیدہ ہے۔ کیونکہ مقربانِ حق کی امداد۔ امدادِ الٰہی ہے۔ استعانت بالغیر نہیں۔ اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیوں نے سمجھے تو قرآن پاک میں اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (مدد طلب کرو صبر اور نماز سے) کیوں وارد ہوتا۔ اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں دُعا کی تعلیم فرمائی، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد دُعا میں مشغول ہونا چاہیئے۔ حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دُعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے مراد اسلام ہے یا قرآن یا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اخلاق یا خود حضور یا حضور کے آل واصحاب مُراد ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراطِ مستقیم اہلِ سنّت کا راستہ ہے جو اہلِ بیت واصحاب اور سنّت و قرآن اور سوادِ اعظم سب کو مانتے ہیں۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ پہلے جملہ کی تفسیر ہے کہ صِرَاطَ مُسْتَقِیْم سے طریقِ مسلمین مراد ہے اس سے بہت مسائل حل ہوتے ہیں کہ جن امور پر بزرگانِ دین کا عمل رہا ہو۔ وہ صراطِ مُستقیم میں داخل ہیں۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں اس امر کی ہدایت ہے کہ طالبِ حق کو دشمنانِ خدا سے اجتناب اور ان کی رسم وراہ ان کی وضع واطوار سے پرہیز لازم ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ سے یہود اور ضَآلِّیْن سے نصاریٰ مراد ہیں۔ مسئلہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ کو غَیْرِ الْمَغْظُوْبِ پڑھنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اور جو شخص ضاد کی جگہ ظا پڑھے اس کی امامت جائز نہیں (محیط برہانی)

آمین

یہ لفظ نہ صرف اَلْحَمْد شریف بلکہ قرآن پاک ہی کا جزو نہیں۔ الحمد شریف پڑھنے والے کے لئے اختتام پر اس کا پڑھنا مسنون ہے۔ اسی طرح ہر دُعا بعد۔ اور یہ اس اُمّت کی خصوصیات سے ہے۔ اس سے پیشتر کسی کو نہیں دیا گیا۔ سوائے حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے کہ انہوں نے ایک مرتبہ اس کا تلفظ ضرور کیا تھا جبکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرعون کے لئے بددُعا فرمائی تھی۔ مولائے مشکل کشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اٰمِیْن رَبِّ الْعٰلَمِیْن کی

عطاکردہ مُہر ہے کہ بندے اپنی دُعاؤں کے آخر میں اس کو لگائیں تاکہ ان کی دُعائیں ناکام ہونے سے محفوظ رہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کے کہنے والے کے لئے جنت کا ایک درجہ لکھا جاتا ہے۔ مشہور مورخِ اسلام وہب ابن مُنبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آمین میں چار حرف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو کہ کہنے والے کے لئے دُعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔ پھر الحمد شریف اور سورۃ پڑھ کر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور اُنگلیاں خوب پھیلی ہوں۔ نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں۔ اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف اور دوسری طرف فقط انگوٹھا۔ اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو۔ اور کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے (اس کا ترجمہ یہ ہے میرا عظمت والا مالک سب برائیوں سے پاک ہے) پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے (اس کا ترجمہ یہ ہے) اللہ اس کی حمد قبول فرمائے جس نے اُس کی حمد کی) اگر منفرد ہو تو اس کے بعد اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے (اس کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ ہمارے مالک تیرے لئے حمد ہے) پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے میں جائے اس طرح کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے۔ بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جُدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے ہوں۔ اور ہتھیلیاں بچھی ہوں۔ اور انگلیاں قبلے کو ہوں۔ اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے (اس کا ترجمہ یہ ہے۔ میرا بلند مالک سب برائیوں سے پاک ہے) پھر سر اُٹھائے۔ اس کے بعد ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رُخ کرے۔ اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلے کو ہوں۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے کو جائے اور پہلے کی طرح سجدہ کرے۔ پھر سر اُٹھائے۔ پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔ اب صرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قرأت شروع کر دے۔ پھر پہلے کی طرح رکوع اور سجدے کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور اَلتَّحِیَّاتُ پڑھے اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور جب کلمہ لا کے قریب پہنچے داہنے

کی بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمے کی انگلی اُٹھائے، مگر اس کو جنبش نہ دے۔ اور کلمہ الا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر دے اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اُٹھ کھڑا ہو اور پہلے کی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں اَلْحَمْد شریف کے ساتھ سورت نہ ملائے۔

اَلتَّحِیَّات کا ترجمہ

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ تمام قولی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں وَالصَّلَوٰتُ اور تمام بدنی عبادتیں بھی وَالطَّیِّبَاتُ اور تمام مالی عبادتیں بھی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اَلتَّحِیَّات کا تاریخی حال

محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم جب شبِ معراج بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوئے تو بطور درباری آداب کے آپ نے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ عرض کیا تھا اس کے جواب میں مولا تعالیٰ نے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فرمایا محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے تین کلمات عرض کئے تھے مولا تعالیٰ نے بھی جواب میں تین کلمات ارشاد فرمائے یعنی اَلتَّحِیَّات کے جواب میں **سلام** فرمایا جو اس اُمّت کے ساتھ مخصوص ہے سابقہ اُمتّوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور الصَّلَوٰت کے جواب میں رَحْمَۃُ اللّٰہِ فرمایا اور الطَّیِّبَات کے جواب میں بَرَکَاتُہٗ فرمایا معراج کے دولہا سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کے سلام کے جواب میں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ کہا جس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ **اوّل** آپ کا کرم کہ اللہ تعالیٰ کے سلام میں آپ نے عِبَادُ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْن کہہ کر تمام انبیاء، ملائکہ اولیاء اور سب نیک بندوں کو شریک فرما لیا۔ **دوم** آپ کی انتہائی شفقت

یہ کہ اپنے گنہگار اُمتیوں کو اس موقعہ پر فراموش نہیں فرمایا بلکہ ان پر انتہائی کرم یہ ہوا کہ عَلَیْنَا کہہ کر اپنے دامنِ رحمت میں لے کر اپنے ساتھ ذکر فرما دیا۔ نیک بندوں کی طرح علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ گنہگار اُمتیوں کو اپنے ساتھ رکھنا منظور تھا جبھی تو عَلَیْنَا فرمایا جو جمع کے لئے آتا ہے اور اگر گنہگاروں کو اپنے ساتھ رکھنا منظور نہ ہوتا تو عَلَیْنَا کی جگہ عَلَیَّ فرماتے جو واحد کے لئے آتا ہے جب محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی شفقت وکرم سے اللہ تعالیٰ کے سلام میں اپنے ساتھ سب کو شریک کر لیا تو حضور کے اس خلقِ عظیم اور کرمِ عمیم سے بہ الہامِ خداوندی متاثر ہو کر ساتوں آسمان کے فرشتوں میں سے ہر ایک نے اور ساتوں آسمان سے اوپر رہنے والے فرشتوں میں سے ہر ایک نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اب یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اَلتَّحِیَّات کے بعض کلمات اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے ہیں اور بعض کلمات محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور بعض فرشتوں کے لیکن نمازی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اس ارادے سے کہے کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں ان کلمات کے ذریعہ سے خود آداب بجا لا رہا ہے۔ یہ ارادہ نہ کرے کہ میں حضور کے پیش کردہ آداب کی نقل کر رہا ہوں اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ بارگاہِ رسالت میں سلام پیش کرنے کی نیت سے کہے اس ارادہ سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے سلام کی نقل کر رہا ہوں بلکہ ان کلمات کے کہنے سے پہلے محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورتِ پاک کا دل میں تصور کرے پھر اس کی جانب متوجہ ہو کر بذریعہ اِن کلمات کے خشوع اور خضوع کے ساتھ سلام پیش کرے۔ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ کہتے وقت بھی یہ نیت نہ کرے کہ حضور کے ارشاد فرمودہ کلمات کی نقل کر رہا ہوں بلکہ یہ نیت کر لے کہ ان کلمات کے ذریعے سے اپنے لئے اور تمام نیک بندوں کے واسطے سلامتی کی دُعا کر رہا ہے اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہتے وقت یہ نیت نہ کر لے کہ فرشتوں کے کہے ہوئے کلمات کی نقل کر رہا ہوں بلکہ خود الوہیت اور رسالت کی گواہی دینے کی نیت سے کہے۔ پھر التحیات کے بعد درود شریف پڑھے اور وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(ترجمہ) اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمدؐ پر اور ہمارے سردار محمدؐ کی آل پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ہمارے سردار ابراہیم پر اور ہمارے سردار ابراھیم کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(ترجمہ) اے اللہ برکت دے ہمارے سردار محمدؐ کے لئے اور ہمارے سردار محمدؐ کی آل کے لئے جیسے کہ تو نے برکت دی تھی ہمارے سردار ابراہیم کے لئے اور ہمارے سردار ابراہیم کی آل کے لئے بے شک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔ **سوال**۔ ان دونوں درودوں میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نام ذکر کیا دیگر انبیاء علیہم السّلام کا نام ذکر کیوں نہیں کیا گیا۔ **جواب**۔ معراج سے واپسی میں چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضور پُر نور سے فرمایا تھا کہ اپنی اُمّت سے میرا سلام فرما دیجئے گا نظر بر آں اس نوازش بیکراں اور عزّت افزائی فراواں کی مکافات کرنے کے لئے درود شریف میں اُن کا نام پاک رکھ دیا گیا کہ اُمّت اپنے محسن کی یاد سے نماز میں بھی غافل نہ رہے۔

درود شریف کی خصوصیّت

بارگاہ الٰہی میں درود شریف کی خصوصیّت اس قدر ہے کہ ہر شخص کے قیاس میں نہیں آسکتی۔ سیّد عالم نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غیب کی خبریں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جس کے دو بازو ہیں اتنے بڑے کہ ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اس کا سر عرش کے نیچے اور اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کے نیچے اور مخلوقات کی تعداد کے برابر اس کے پَر ہیں جب میری اُمّت کا کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ فرشتہ دریائے نور میں غوطہ لگاتا ہے جو عرش کے نیچے ہے پھر نکل کر دونوں بازوؤں کو جھاڑتا ہے تو ہر پر سے ایک قطرہ ٹپکتا ہے اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے ان قطرات سے پیدا شدہ مخلوقات کی تعداد کے برابر فرشتے درود بھیجنے والے کے لئے تا قیامت دُعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ **مسئلہ** عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ اور ہر جلسۂ ذکر میں درود شریف پڑھنا واجب ہے خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سُنے اگر ایک مجلس میں سو بار ذکر آئے تو ہر بار درود شریف پڑھنا چاہئے۔ اگر نام اقدس لیا یا سُنا اور درود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت میں اس کے بدلے کا پڑھ

لے مسئلہ گاہک کو سودا دکھاتے وقت، تاجر کا اس غرض سے درود شریف پڑھنا یا سُبحان اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے ناجائز ہے، یوہیں کسی بڑے کو دیکھ کر درود شریف پڑھنا اس نیت سے کہ لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہو جائے، اس کی تعظیم کو اُٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں ناجائز ہے۔

درود شریف کے مخصوص اوقات

جہاں تک بھی ممکن ہو درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان اوقات میں (۱) روزِ جمعہ (۲) شبِ جمعہ (۳) صبح (۴) شام (۵) مسجد میں جاتے وقت (۶) مسجد سے نکلتے وقت (۷) روضۂ اطہر کی زیارت کے وقت (۸) صفا مروہ پر (۹) خطبے میں (۱۰) جوابِ اذان کے بعد (۱۱) اقامت کے وقت (۱۲) دعا کے اوّل آخر بیچ میں (۱۳) دُعائے قنوت کے بعد (۱۴) حج میں لَبَّیْكَ سے فارغ ہونے کے بعد (۱۵) اجتماع افتراق کے وقت (۱۶) وضو کرتے وقت (۱۷) جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت (۱۸) وعظ کہتے وقت (۱۹) پڑھتے وقت (۲۰) پڑھاتے وقت خصوصاً حدیث پڑھنے کے اوّل و آخر (۲۱) سوال لکھتے وقت (۲۲) فتویٰ لکھتے وقت (۲۳) تصنیف کے وقت (۲۴) نکاح کے وقت (۲۵) منگنی کے وقت (۲۶) اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔

محبوبِ خدا کے نام لکھنے کا اسلامی طریقہ

جب نامِ اقدس لکھے تو اس کے ساتھ درود ضرور لکھے، کیونکہ بعض علماء نے فرمایا کہ اس وقت درود شریف لکھنا واجب ہے۔ اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صلعم یا عم یا ص یا ؏ لکھتے ہیں یہ ناجائز اور سخت حرام ہے۔ اسی طرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رضؓ اور رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیئے اور جن لوگوں کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین ہوتے ہیں ان ناموں پر ص یا ؏ بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے، کیونکہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود کا اشارہ کیا معنی؟ اور ص یا ؏ سے درود کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ پھر جب دونوں درود شریف سے فارغ ہو جائے تو دُعا پڑھے اور وہ یہ ہے۔

نماز میں پڑھنے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اے اللہ ہمارے مالک اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

اور آخرت میں بھلائی وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔ یا پڑھے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا اے اللہ بے شک میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا
ہے۔ وَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اور بے شک گناہوں کو تو ہی معاف فرماتا ہے۔
فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ تو مجھے معاف فرمادے اپنے کرم سے وَارْحَمْنِیْ اور مجھ
پر رحم فرما اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کیونکہ تو مغفرت فرمانے والا اور رحمت فرمانے والا ہے
یہ دُعا پڑھے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ اے میرے مالک مجھے نماز کا پابند رکھ وَمِنْ
ذُرِّیَّتِیْ اور میری اولاد کو رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ اے ہمارے مالک اور قبول فرمالے دُعا کو
رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ اے ہمارے مالک میری مغفرت فرمادینا وَلِوَالِدَیَّ اور میرے ماں باپ کی وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ
اور سب مسلمانوں کی یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ جس دن حساب ہو **مسئلہ** جو چیزیں عادتاً محال
ہیں جیسے پہاڑ کا سونا ہوجانا یا بوڑھے کا جوان ہوجانا یا جو چیزیں شرعاً محال ہیں جیسے مخلوقات میں
انبیاء اور ملائک کے ماسوا کا معصوم ہونا۔ اُن کی دعا کرنا حرام ہے۔ مثلاً کوئی یہ دُعا کرے کہ اے اللہ اس
پہاڑ کو سونا کردے یا میری بوڑھی بیوی کو جوان کردے یا مجھے معصوم بنادے تو یہ حرام ہے

کبھی نہ بھولیئے گا

کہ معصوم ہونا نبی اور فرشتے کا خاصہ ہے ان کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کی طرح
معصوم سمجھنا جیسے شیعہ سمجھتے ہیں گمراہی ہے۔ اور اکثر لوگ بچوں کو معصوم کہہ دیا کرتے ہیں۔ بچوں پر اس
لفظ کے بولنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

دُعا سے فارغ ہونے کے بعد داہنے شانے کی طرف منھ کرکے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے پھر بائیں طرف۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ تم پر سلامتی ہوتی رہے اور اللہ کی رحمت
نماز پڑھنے کا یہ طریقہ جو ہم نے بیان کیا امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے۔ مقتدی کے لئے اس میں
کی بعض باتیں جائز نہیں۔ مثلاً امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ یا کوئی اور سورت پڑھنا۔ عورت بھی بعض باتوں
میں مستثنیٰ ہے۔ مثلاً ہاتھ باندھنے اور سجدے کی حالت اور قعدہ کی صورت میں جس کو ہم بیان کرچکے ہیں۔
اس طریقہ نماز میں بعض چیزیں فرض ہیں بعض واجب بعض سُنت بعض مستحب ہر ایک کی تعریف

یاد رکھیے۔

فرض کی تعریف۔ فرض وہ فعل ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔

واجب کی تعریف۔ واجب وہ فعل ہے کہ اس کا قصداً ترک کرنا گناہ اور ترک کرنے سے نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور سہواً ترک ہو تو سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اس کا ایک بار قصداً چھوڑنا گناہِ صغیرہ ہے اور چند بار گناہ کبیرہ ہے۔

سنّت مؤکّدہ کی تعریف۔ وہ فعل ہے کہ اس کا ترک کرنا بُرا اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور ترک کی عادت پر استحقاق عذاب ہو۔

سُنّت غیر مؤکّدہ کی تعریف۔ وہ فعل ہے کہ اس کا کرنا ثواب ہو اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عتاب نہیں لیکن ناپسند ہوتا ہے۔

مستحب کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا کرنا ثواب ہو اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مباح کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو یعنی نہ ثواب نہ عذاب۔

حرام کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس سے بچنا فرض و ثواب ہے۔

مکروہِ تحریمی کی تعریف۔ وہ فعل ہے کہ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

مکروہ تنزیہی کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا کرنا شریعت کے نزدیک پسند نہیں۔ مگر نہ اس حد تک کہ اس پر عذاب کی وعید ہو۔

اساءت کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا کرنا بُرا ہو اور نادراً کرنے والا مستحقِ عتاب اور التزام کے ساتھ کرنے پر استحقاقِ عذاب ہو۔

خلافِ اولیٰ کی تعریف۔ وہ فعل ہے کہ اس کا نہ کرنا اچھا ہو اور کرنے میں کچھ مضائقہ و عتاب نہ ہو۔

نماز کے بعد کے اذکار و دُعائیں

نماز کے بعد جو طویل ذکر حدیث میں وارد ہیں۔ وہ ظہر و مغرب و عشاء میں سُنّتوں کے بعد پڑھے جائیں قبل سنت

مختصر دُعا پر قناعت چاہیئے۔ ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہوجائے گا۔

خوب یاد رکھیئے

کہ حدیث میں کسی دُعا یا ذکر کی نسبت جو تعداد وارد ہے اسے کم و بیش نہ کرے۔ کیونکہ اس ذکر و دُعا کے اثرات اسی عدد کے ساتھ مخصوص ہیں، کم و بیش کرنے سے وہ اثرات حاصل نہ ہوں گے جیسے کوئی قفل کسی خاص قسم کی کنجی سے کھلتا ہے اب اگر کنجی میں دندانے کم یا زائد کردیں تو اس سے نہ کھلے گا۔ البتہ اگر شمار میں شک واقع ہوجائے تو زیادہ کرسکتا ہے اور یہ زیادہ کرنا نہ ہوگا بلکہ اس کو اتمام کہیں گے۔

چوروں سے محفوظ رہنے کا اسلامی طریقہ

حدیث: مولائے مشکل کُشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اسی منبر پر فرماتے سُنا جو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لے اُسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں سوا موت کے یعنی مرتے ہی جنت میں چلا جائے۔ اور لیٹتے وقت جو اسے پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے گھر کو اور آس پاس کے گھر والوں کو شیطان اور چور سے امن دے گا۔

مالداروں سے بڑھ جانے کا اسلامی طریقہ

حدیث: فقرائے مہاجرین نبوی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مالداروں نے بڑے بڑے درجے اور لازوال نعمتیں حاصل کرلیں۔ ارشاد فرمایا کہ کیا سبب؟ عرض کی جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں، وہ بھی روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کرسکتے اور وہ غلام آزاد کرسکتے ہیں ہم نہیں کرسکتے، ارشاد فرمایا کیا تمہیں ایسی بات نہ سکھا دوں جس سے ان لوگوں کو پالو جو تم سے آگے بڑھ گئے ہیں اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ۔ اور تم سے کوئی افضل نہ ہوسکے مگر وہ جو تمہاری طرح کرے، انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ سکھایئے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد تینتیس ٣٣ بار سُبحان اللہ اور تینتیس بار اللہ اکبر اور چونتیس ٣٤ بار الحمد للہ کہہ لیا کرو۔

ابو صالح راوی کہتے ہیں کہ پھر فقرائے مہاجرین نبوی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم نے جو ارشاد فرمودہ عمل کیا اس کو ہمارے بھائی مالداروں نے سُنا تو انہوں نے بھی ویسا ہی عمل کرنا شروع کر دیا ارشاد فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

خطائیں معاف کرانے کا اسلامی طریقہ

جو ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے۔ اور آیت الکرسی تینوں قل ایک ایک بار پڑھے اور سُبحَانَ اللہِ تینتیس ۳۳ بار اَلحَمدُ لِلّٰہِ تینتیس ۳۳ بار اللہُ اَکبَرُ چونتیس ۳۴ بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ لَہُ المُلکُ وَلَہُ الحَمدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ ایک بار اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ یکتا کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے۔ اور اسی کے لئے سب خوبیاں اور وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے۔

ہر نماز کے بعد سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ رکھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھے اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائے

بِسمِ اللہِ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحمٰنُ الرَّحِیمُ اَللّٰھُمَّ اَذھِب عَنِّی الھَمَّ وَالحُزنَ

ترجمہ۔ اللہ ہی کے نام سے دعا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بڑا مہربان رحمت والا ہے۔ اے اللہ دُور فرما دے مجھ سے فکر اور غم کو۔

نماز میں قرآن مجید پڑھنے کا اسلامی طریقہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ قرأت میں اتنی آواز درکار ہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو۔ جیسے ثقل سماعت اور شور وغل تو خود سُن سکے اگر اتنی آواز بھی نہیں تو نماز نہ ہوگی مسئلہ فجر و مغرب و عشاء کی دو پہلی رکعت میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور وتر رمضان کی سب رکعتوں میں امام پر جہر واجب ہے۔ اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی تیسری چوتھی اور ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

جہر کے معنی

یہ ہیں کہ دوسرے لوگ جو صف اوّل میں ہیں سُن سکیں۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ درجہ کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ ہے کہ خود سُن سکے مسئلہ دن کے فرضوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات

کے نفل پڑھے تو جہر واجب ہے۔ **مسئلہ** جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جبکہ ادا پڑھے اور جب قضا ہو تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ **مسئلہ** جہری کی قضا اگرچہ دن میں ہو امام پر جہر واجب ہے اور سری قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ اگرچہ رات میں ادا کرے۔

ضروری مسئلہ ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلّف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتوں کے برابر ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا واجب عین ہے۔ **مسئلہ** بقدر ضرورت مسائل فقہ کا جاننا فرض عین ہے اور حاجت سے زائد سیکھنا حفظ جمیع قرآن سے افضل ہے۔

ضروری فائدہ

سورۂ حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو **مفصّل** کہتے ہیں۔ اس کے تین حصّے ہیں (اوّل) سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اس کا نام **طوالِ مفصّل** ہے۔ (دوم) سورۂ بروج سے سورۂ لَمْ یَکُنْ تک اس کا نام **اوساطِ مفصّل** ہے۔ (سوم) سورۂ لَمْ یَکُنْ سے آخر تک اس کا نام **قصارِ مفصّل** ہے۔

بحالتِ حضر قرآن مجید پڑھنے کا اسلامی طریقہ حضر میں جبکہ وقت تنگ نہ ہو تو سنّت یہ ہے کہ فجر و ظہر کی پہلی اور دوسری رکعت میں طوالِ مفصّل سے ایک ایک سورت پڑھے اور عصر و عشاء میں اوساطِ مفصّل کی دو سورتیں اور مغرب میں قصارِ مفصّل کی دو سورتیں اور ان سب سورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

بحالتِ سفر قرآن مجید پڑھنے کا اسلامی طریقہ سفر میں اگر امن و قرار ہو تو سنّت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں سورۂ بروج یا اس کے مثل سورتیں اور عصر و عشاء میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصارِ مفصّل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔ **مسئلہ** ساتوں قرأتیں جائز ہیں مگر اولیٰ یہ ہے کہ عوام جس سے ناآشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے جیسے ہمارے یہاں قرأت امام عاصم بروایت حفص رائج ہے لہٰذا یہی پڑھے۔ **مسئلہ** دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو

بالکل کراہت نہیں مثلاً پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلا قصد وہی پہلی سورت شروع کر دی یا دوسری سورت یاد نہیں آتی تو وہی پہلی پڑھے۔ **مسئلہ** نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ **مسئلہ** فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو۔ اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔ **مسئلہ** پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اُس کو پڑھے تو دوسری کی قرأت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں جیسے وَالتِّیْنِ کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنَا پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا نہ چاہیئے۔

قرآن مجید اُلٹا پڑھنا

کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً پہلی میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ کَیْفَ قرآن مجید اُلٹا پڑھنے پر سخت وعید آئی ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے کیا وہ خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے اور اگر بھول کر اُلٹا پڑھ گیا تو اس پر نہ گناہ نہ سجدہ سہو۔ **مسئلہ** بچوں کی آسانی کے لئے پارۂ عم قرآن مجید کی ترتیب کے خلاف پڑھنا پڑھانا جائز ہے۔ **مسئلہ** بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو جیسے پہلی میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ کَیْفَ یا تَبَّتْ شروع کر دی اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے۔ چھوڑ کر اِذَا جَآءَ پڑھنے کی اجازت نہیں۔

قرأت میں غلطی ہو جانے کا بیان

اس کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے تو نماز فاسد ہو گئی ورنہ نہیں۔ **مسئلہ** زیر زبر پیش کی غلطیاں اگر ایسی ہوں جن سے معنی نہ بگڑ جاتے ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی جیسے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ میں تْ کو زیر پڑھ دیا۔ یا نَعْبُدُ میں ب کو زبر پڑھ دیا اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا

کفر ہو تو احوط[1] یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرلے۔ جیسے عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ میں م کو زبر اور ب کو پیش پڑھ دیا۔ **مسئلہ** حرف مشدد کو مخفف پڑھ دیا جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں ی پر تشدید نہ پڑھی اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں ب پر تشدید نہ پڑھی تو نماز ہوگئی۔ **مسئلہ** مخفف کو مشدد پڑھ دیا جیسے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ میں ذ کو تشدید کے ساتھ پڑھا، یا ادغام ترک کردیا جیسے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ میں ل ظاہر کیا تو نماز ہوجائے گی۔ **مسئلہ** حرف زیادہ کرنے سے اگر معنی نہ بگڑیں تو نماز فاسد نہ ہوگی جیسے عَنِ الْمُنْکَرِ میں ر کے بعد ی زیادہ کی۔ اور اگر معنی فاسد ہوجائیں جیسے زَرَابِیُّ کو زَرَابِیْبُ اور مَثَانِیُّ کو مَثَانِیْنَ پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ **مسئلہ** کسی حرف کو دوسرے کلمے کے ساتھ وصل کردینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کو اِیَّاکَنَعْبُدُ پڑھ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔ **مسئلہ** کوئی کلمہ زیادہ کردیا تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں اگر معنی فاسد ہوجائیں گے تو نماز جاتی رہے گی جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ میں وَکَفَرُوْا بڑھا کر یوں پڑھ دیا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ تو نماز جاتی رہی۔ اسی طرح سے اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا میں وَجَمَالًا بڑھا کر یوں پڑھ دیا اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَّجَمَالًا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر معنی فاسد نہ ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگرچہ اس کلمہ کا مثل قرآن میں نہ ہو جیسے فِیْھِمَا فَاکِھَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ میں وَتُفَّاحٌ بڑھا کر یوں پڑھ دیا فِیْھِمَا فَاکِھَةٌ وَّنَخْلٌ وَّتُفَّاحٌ وَّرُمَّانٌ تو نماز ہوگئی۔ **مسئلہ** کسی کلمے کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُھَا میں دوسرے سَیِّئَةٌ کو چھوڑ کر یوں پڑھ دیا جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ مِّثْلُھَا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر کوئی کلمہ چھوڑ دینے سے معنی فاسد ہوجاتے ہوں جیسے فَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ میں لَا نہ پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی۔ **مسئلہ** ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا اگر معنی فاسد نہ ہوں جیسے عَلِیْمٌ کی جگہ حَکِیْمٌ تو نماز ہوجائے گی۔ اور اگر معنی فاسد ہوں جیسے وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ میں فٰعِلِیْنَ کی جگہ غٰفِلِیْنَ پڑھا تو نماز فاسد

[1] یعنی احتیاط

ہوگئی۔ **مسئلہ** ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے اس پر کوشش کرنا ضروری ہے نماز درست ہو جائے گی اور اگر لاپرواہی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ و علماء کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں پس اگر تبدیل سے معنی فاسد ہوں تو نماز نہ ہوگی اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم ہے۔ **مسئلہ** مد - غنہ - اظہار - اخفاء - امالہ بے موقع پڑھا یا جہاں پڑھنا ہے وہاں نہ پڑھا تو نماز ہو جائے گی۔

بیرون نماز قرآن مجید پڑھنے کا اسلامی طریقہ

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا بھی اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی۔ اور یہ سب عبادت ہیں لہذا مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اَعُوْذُ پڑھے کیونکہ شروع تلاوت میں اس کا پڑھنا واجب ہے اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے چونکہ سورت کی ابتدا میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا سنت ہے۔ **مسئلہ** درمیان تلاوت میں کوئی دنیوی کام کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پھر پڑھ لے اور اگر دینی کام کیا جیسے سلام یا اذان کا جواب دیا تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پھر پڑھنا اس کے ذمے نہیں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لے۔ **مسئلہ** سورۂ بَرَاءَت سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ اور بسم اللہ پڑھے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورۂ براءت آگئی تو بسم اللہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔ **مسئلہ** گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اول شب کو کیونکہ حدیث میں ہے جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا تو شام تک فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا تو صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم ہونے میں فرشتوں کی دعائے مغفرت زیادہ دیر تک ہوگی اور جاڑوں کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے ۔ **مسئلہ** لیٹ کر قرآن مجید پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منھ کھلا ہو۔ یو ہیں۔ چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے۔ جب دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے **مسئلہ** مجمع میں سب لوگ آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے۔ اکثر سوئم میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔ منتظم پر اس کا روکنا ضروری ہے۔ **مسئلہ** قرآن مجید سننا تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے **مسئلہ** تلاوت کرنے میں کوئی شخص معظم دینی مثلاً بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آجائے تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم

کو کھڑا ہو سکتا ہے۔ **مسئلہ** عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے کیونکہ وہ اسے اگرچہ دیکھتا نہیں مگر آواز تو سنتا ہے اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلا ضرورت سنانے کی اجازت نہیں **مسئلہ** قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری اُمت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی اور اُس نے بھلا دیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو قرآن پڑھ کر بھول جائے تو قیامت کے دن کوڑھی ہو کر اُٹھے گا۔ **مسئلہ** دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں اور مصحف شریف کو مطلّا کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہ نیت تعظیم مستحب ہے۔

فجر کا وقت

صبح صادق کے طلوع سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔ صبح صادق ایک روشنی ہے جو پورب کی جانب جہاں سے آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے۔ اور بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی اور زمین پر اُجالا ہو جاتا ہے اور اس سے قبل بیچ آسمان میں ایک دراز سپیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا اُفق سیاہ ہوتا ہے۔ صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا۔ **مسئلہ** مختار یہ ہے کہ نمازِ فجر میں صبح صادق کی سپیدی چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو اس کا اعتبار کیا جائے۔ اور سحری کھانے میں اس کے ابتدائے طلوع کا اعتبار ہو (عالمگیری) فائدہ صبح صادق چمکنے سے طلوعِ آفتاب تک ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس ۳۵ منٹ نہ اس سے کم ہوگا۔ نہ اس سے زیادہ۔ اکیس ۲۱ مارچ کو ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ ۲۳ر جون کو پورا ایک گھنٹہ پینتیس ۳۵ منٹ ہو جاتا ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ۲۲ر ستمبر کو ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہو جاتا ہے۔ پھر بڑھتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ر دسمبر کو ایک گھنٹہ ۲۴ منٹ ہوتا ہے پھر کم ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ۲۱ر مارچ کو وہی ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہو جاتا ہے۔ بعضوں نے رات کا ساتواں حصہ وقتِ فجر سمجھ رکھا ہے یہ ہرگز صحیح نہیں۔ ماہ جون و جولائی میں جبکہ دن بڑا ہوتا ہے اور رات تقریباً دس ۱۰ گھنٹے کی ہوتی ہے۔ ان دنوں تو البتہ وقتِ صبح رات کا ساتواں حصہ یا اس سے چند منٹ پہلے ہو جاتا ہے مگر دسمبر جنوری میں جبکہ رات چودہ گھنٹے کی ہوتی ہے۔ اس وقت فجر کا وقت نواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ ابتدائے وقت

فجر کی شناخت دشوار ہے خصوصاً جبکہ گرد و غبار ہو یا چاندنی رات ہو۔ لہٰذا ہمیشہ طلوعِ آفتاب کا خیال رکھے آج جس وقت طلوع ہوا دوسرے روز اسی حساب سے وقتِ مذکورہ بالا کے اندر اندر نمازِ فجر ادا ہو جائے۔

نمازِ فجر

صرف چار رکعت ہے اُن میں پہلے دو رکعت سنّت۔ پھر دو رکعت فرض اشرف انبیاء محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعتیں (سنّت) دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع دے فرمایا فجر کی دونوں رکعتوں کو لازم کر لو کہ اس میں بڑی فضیلت ہے نیز فرمایا کہ فجر کی سُنتیں نہ چھوڑو۔ اگرچہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے آ پڑیں۔

فجر کی سُنّتوں میں کیا پڑھے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سرورِ انبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثواب میں تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کی برابر اور ان دونوں کو فجر کی سُنتوں میں پڑھتے تھے اور فرماتے کہ ان میں زمانہ کی رغبتیں ہیں۔ (ابو یعلی وغیرہ)

نماز میں دنیوی خیالات کی بندش کا اسلامی طریقہ

نماز میں دنیوی خیالات کی آمد کو روکنے کے واسطے یہ چیز نہایت درجہ مؤثر ہے کہ جو کچھ نماز میں پڑھے اُس کے معنی سمجھتا جائے جب تک معنی کی طرف متوجہ رہے گا کسی خیال کی آمد نہ ہو سکے گی اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یہ طریقہ نماز میں دل لگنے اور دل میں روشنی پیدا ہونے کے لئے بھی مفید ہے۔ اس واسطے نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اُس کے معنی بیان کئے جاتے ہیں نمازی پڑھتے وقت ان پر توجہ رکھے۔ مذکورہ بالا دونوں سورتیں چونکہ سُنّت فجر میں پڑھی جاتی ہیں نظر برآں اُن کا ترجمہ اور مختصر تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن

یہ سورت ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی۔ اس میں ایک رکوع چھ ٦ آیتیں چھبیس ٢٦ کلمے چورانوے حرف

ہیں۔ اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجئے ہم آپ کے دین کا اتباع کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ کہ اُس کے ساتھ غیر کو شریک کروں، کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کرنے لگیں گے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ اور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد حرام میں تشریف لے گئے قریش کی وہ جماعت وہاں موجود تھی، حضور نے یہ سورت پڑھ کر انہیں سُنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور حضور کے اصحاب کو ایذا پہنچانے لگے۔

سورت مع ترجمہ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ	محبوب تم فرما دو اے کافرو نہ میں پوجتا ہوں
مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ	جو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں
مَاۤ اَعْبُدُ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ	اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے
وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ لَكُمْ	جو میں پوجتا ہوں تمہیں تمہارا دین اور مجھے
دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۔	میرا دین ۔

اس سورت کے اثرات

حضرت عبداللہ ابن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قرآن پاک میں کوئی سورت شیطان پر اس سے سخت تر نہیں کیونکہ اس خالص توحید اور شرک سے برات کا تذکرہ ہے جس سے شیطان کو شدید ترین تکلیف پہنچتی ہے۔ جو شخص اس کو پڑھے، شرک سے بری ہو جائے گا۔ اور سرکش شیطان اس سے دُور رہیں گے اور قیامت کی گھبراہٹ سے بے خوف رہے گا۔ اس کی تلاوت کا ثواب چوتھائی قرآن کے برابر ہے جیسے کہ پہلے بیان کر چکے ہیں۔

سوتے میں بچّوں کی حفاظت کا اسلامی طریقہ

سیّد عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اپنے بچّوں کو حکم دو کہ سوتے وقت اس سورت کو پڑھ لیا کریں تاکہ سوتے میں اُنہیں کوئی ایذا پہنچانے والی چیز پیش نہ آئے۔

مسافر کے لئے سلامتی کے ساتھ واپسی کا اسلامی طریقہ

جو شخص سفر کا ارادہ کرے سورۂ کافرون و سورہ نصر و سورۂ اخلاص و سورۂ فلق و سورہ ناس کو پڑھ کر روانہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ اور کامیاب ہو کر واپس ہوگا۔

سُوْرَۂ اِخْلَاصْ

ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی۔ اس میں ایک رکوع۔ چار[۴] آیتیں۔ پندرہ[۱۵] کلمے۔ سینتالیس[۴۷] حرف ہیں۔

اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ کفّار نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ کے معبودِ حقیقی کے متعلق طرح طرح کے سوالات کئے۔ کسی نے کہا وہ کون ہے کوئی کہتا تھا کہ اس کا نسب کیا ہے، کسی نے سوال کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا۔ لوہے کا یا لکڑی کا۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ کیا کھاتا پیتا ہے۔ کسی نے کہا اُس نے ربوبیت کس کے ترکہ میں پائی ہے۔ اور اُس کا کون وارث ہوگا۔ اُن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنی ذات وصفات کا بیان کر کے معرفت کی راہ واضح فرما دی اور جاہلانہ خیالات کی تاریکیوں کو جس میں وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات وصفات کے نورانی بیان سے اس طرح زائل فرما دیا کہ ارشاد ہوا اے محبوب فرما دیجئے وہ میرا معبود جس کے متعلق تم نے سوال کیا اَللّٰہ ہے جس میں جملہ صفات کمال پائی جاتی ہیں۔ وہ ایک ہے ربوبیت میں الوہیت میں مثل اور نظیر سے پاک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اَللّٰہ بے نیاز ہے ہر چیز سے، نہ کھائے نہ پئے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ نہ اُس کی کوئی اولاد کیونکہ اُس کا کوئی ہم جنس نہیں۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔ اور نہ اُس کے جوڑ کا کوئی کیونکہ اس کی نہ کُل صفات میں کوئی شریک، نہ اکثر میں نہ اقل میں۔ وہ مطلقاً شرکت سے پاک ہے۔

سورت مع ترجمہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

اے محبوب فرما دیجئے وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اُس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اُس کے جوڑ کا کوئی۔

اس سورت کی تاثیرات

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ معاویہ ابن مزنی کا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ زمین سمیٹ دوں تاکہ آپ نماز جنازہ پڑھا سکیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں سمیٹ دو۔ انہوں نے زمین پر بازو مارا وہ سمٹ گئی۔ جنازہ سامنے آ گیا۔ آپ نے نماز جنازہ ادا فرمائی اس وقت آپ کے پیچھے نماز جنازہ میں فرشتوں کی دو صفیں تھیں۔ ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ بعد فراغت جبریل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت فرمایا کہ انہوں نے یہ عزت کس بنا پر پائی۔ عرض کیا کہ انہیں سورۂ قُلْ ہُوَ اللّٰہ سے محبت تھی اور آتے جاتے کھڑے بیٹھے ہر حال میں اس کو پڑھتے رہتے تھے۔

محتاجی دُور کرنے کا اسلامی طریقہ

سہیل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرد نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو تنگ دستی کی شکایت کی آپ نے تنگدستی دُور کرنے کے واسطے یہ عمل تعلیم فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو جو وہاں پر ہو اس کو سلام کرو اور اگر کوئی نہ ہو تو (دل میں میرا تصور کر کے) مجھ کو سلام کرو اور ایک مرتبہ قُلْ ہُوَ اللّٰہ پڑھو۔ چنانچہ اُن صاحب نے یہ عمل کیا تو تنگدستی دُور ہو گئی اور رزق کی اتنی بھرمار ہوئی کہ اپنے پڑوسیوں کو بھی دینے لگے۔

عذاب قبر سے بچنے کا اسلامی طریقہ

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مرض الموت میں قُلْ ہُوَ اللّٰہ پڑھی تو قبر کے فتنے اور قبر کے ضغطے سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اپنے ہاتھوں میں اس کو لے کر پل صراط سے گذار کر جنت میں پہنچا دیں گے۔

سُنّت فجر کے مسائل

سب سُنّتوں میں قوی تر سُنّت فجر ہے یہاں تک کہ بعض علماء اس کو واجب کہتے ہیں۔ یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر ان کا حکم ان باتوں میں مثل وتر ہے۔ مسئلہ طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع فجر میں شک ہو جب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سُنّتیں بھی پڑھ لے ورنہ نہیں۔ علاوہ فجر کے اور سُنّتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں (شامی) مسئلہ فجر کی سُنّت قضا ہو گئی اور فرض پڑھ لئے تو اب سُنّتوں کی قضا نہیں۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں کہ طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے (غنیہ) اور طلوع سے پیشتر بالاتفاق ممنوع ہے (شامی)
آج کل اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے پڑھنا ہے تو طلوعِ آفتاب سے بیس منٹ بعد
اور زوال سے پہلے پڑھ لیں **مسئلہ** جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں سوا سنّتِ فجر
کے کہ اگر یہ جانتا ہے کہ سنّت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنّت پڑھ
لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرونِ مسجد کوئی جگہ قابلِ نماز ہو تو وہاں پڑھے اور اگر
یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصّہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصّے میں پڑھے اور باہر کے حصّے میں ہو تو اندر
اگر اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا کسی اور چیز کی آڑ میں پڑھے جو اس میں اور صف میں حائل ہو جائے
اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ بُرا ہے اور اگر جماعت شروع نہیں ہوئی
ہے تو جہاں چاہے سُنتیں شروع کر سکتا ہے (غنیہ) اگر جانتا ہے کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ
اس وقت تک سُنّتوں سے فارغ نہ ہوگا تو ایسی جگہ نہ پڑھے جس سے صف قطع ہو **مسئلہ** سُنّت و فرض کے
درمیان کلام کرنے سے سُنّت باطل نہیں ہوتی۔ البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے اگر بیع و شراء یا کھانے میں مشغول
ہوا تو سُنّتوں کا اعادہ کرے (شامی) **مسئلہ** نفل نماز جس میں سُنّتِ فجر بھی داخل ہے گھر میں پڑھنا افضل
ہے۔ مگر تراویح[1] و تحیۃ المسجد[2] اور واپسیِ سفر[3] کے نوافل کہ اُن کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور احرام[4] کی دو
رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا افضل ہے۔ اور طواف[5] کی دو رکعتیں کہ مقامِ
ابراہیم کے پاس پڑھیں اور معتکف[6] کے نوافل اور سورج[7] گہن کی نماز کہ مسجد میں پڑھے اور اگر یہ خیال ہو کہ[8]
گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو
مسجد ہی میں پڑھ لے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سُنّتِ فجر دولت کدہ پر ادا فرما کر مسجد میں تشریف لے
جاتے تھے۔

مسجد میں فرض نماز ادا کرنے کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مرد کی نمازیں جماعت کے
ساتھ گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس (۲۵) درجے زائد ہیں اور یہ اس لئے
ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لئے گھر سے نکلا تو ہر قدم پر درجہ
بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ برابر اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب
تک اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر ہے اور نماز میں شمار کیا جائے گا۔ جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔ اور ایک

روایت میں ہے کہ ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جب گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ نیز سیدِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اچھی طرح (سنّت کے مطابق) وضو کرکے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجدِ نبوی کے قریب کچھ زمین خالی ہوئی قبیلۂ بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں۔ یہ خبر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو پہنچی قبیلہ بنی سلمہ سے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اٹھ آنا چاہتے ہو۔ عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ ارادہ تو ہے۔ فرمایا اے بنی سلمہ اپنے گھروں ہی میں رہو تمہارے قدم لکھے جائیں گے۔ یہ کلمہ دوبار فرمایا۔ بنی سلمہ کہتے ہیں بایں وجہ ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انصار کے گھر مسجد سے دُور تھے انہوں نے قریب آنا چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَاٰثَارَهُمْ یعنی جو انہوں نے نیک کام آگے بھیجے وہ اور اُن کے نشانِ قدم ہم لکھتے ہیں۔ حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دُور تھا پھر بھی کوئی نماز ان کی خطا نہ ہوتی ان سے کہا گیا۔ کاش تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر مسجد آؤ۔ جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ سب جمع کرکے دے دیا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلیف میں پورا وضو کرنا اور مسجد جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔ نیز فرمایا جو لوگ اندھیریوں میں مساجد کو جانے والے ہیں۔ انہیں قیامت کے دن کامل نور ملنے کی خوشخبری سنا دو۔ (بخاری شریف وغیرہ)

مسجد جانے کا اسلامی طریقہ

سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص گھر سے نماز کو جائے اور مندرجہ ذیل دُعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب مخصوص توجہ فرماتا ہے۔ اور ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ

اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ - یعنی اے اللہ میں تجھ سے بذریعہ حق سائلین کے جو تو نے اپنے ذمۂ کرم پر رکھا ہے اور بوسیلہ اپنے اس چلنے کے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ میں گھر سے نہ متکبرانہ طور پر نکلا ہوں نہ اتراتا ہوا، نہ دکھانے کو نہ سنانے کو اور میں تیرے غضب سے بچنے کو اور تیری رضامندی طلب کرنے کے لئے نکلا ہوں تو میں سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دوزخ سے پناہ میں رکھ اور میرے گناہ بخش دے اس لئے کہ گناہوں کی مغفرت تو ہی فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

مسجد میں داخل ہونے کا اسلامی طریقہ

مسجد میں بوقت دخول پہلے دایاں پاؤں داخل کرے۔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے محبوب کی ہر ادا محبوب ہے اس لئے اولیاء کرام ہر ادا کا احترام اور اس کے عامل بنتے ہیں بلکہ ادائے محبوب کے تارک ان کے نزدیک مرتبۂ محبت سے ساقط ہیں اور اس قابل نہیں کہ اسرار محبت کے حامل بن سکیں۔ بغداد شریف کی کسی مسجد میں ایک صاحب نے باہر سے آکر قیام فرمایا۔ شہر میں رفتہ رفتہ شہرت ہو گئی۔ کہ ایک بزرگ فلاں مسجد میں رونق افروز ہوئے ہیں کرامتوں کا ظہور ہو رہا ہے ان بزرگ کی تشریف آوری کی خبر حضرت مخدوم جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی۔ مخدوم نے اپنے رفیق سے شوقِ ملاقات کا اظہار فرمایا اور انہیں اپنی معیت میں لے کر ملاقات کے لئے روانہ ہوئے وہ بزرگ کسی ضرورت کے ماتحت مسجد سے باہر نکل کر بعد فراغت مسجد میں داخل ہو رہے تھے کہ مخدوم وہاں پہنچے اور دیکھا کہ ان بزرگ نے مسجد میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں داخل کیا۔ مخدوم یہ دیکھ کر بغیر ملاقات واپس ہو گئے۔ رفیق نے عرض کیا کہ آپ تو بڑے اشتیاق کے ساتھ ملاقات کرنے تشریف لائے تھے اور اب بغیر ملاقات کیوں واپس ہو رہے ہیں۔ فرمایا یہ سن کر حاضر ہو رہے تھے کہ بزرگ واقف اسرار الٰہی ہیں لیکن مشاہدہ میں یہ چیز آئی کہ آداب رسول پر عامل نہیں اور جو آداب رسول پر عمل پیرا نہ ہو وہ اسرار الٰہی کا حامل نہیں ہو سکتا۔

مسجد میں داخل ہونے پر کیا پڑھے

خاتون جنت جگر پارۂ رسالت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھتے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (ترجمہ) اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد سے خارج ہونے کا اسلامی طریقہ

مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالے کیونکہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔

مندرجہ ذیل چیزوں سے نسیان پیدا ہوتا ہے

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھنا اور خارج ہوتے وقت دایاں پاؤں نکالنا۔ گرم روٹی ہانڈی سے کھانا۔ ہاتھ یا منھ دامن سے پونچھنا حجام کے شیشے کو دیکھنا۔ شکستہ کنگھی یا کنگھا استعمال کرنا۔ راستے میں پیشاب کرنا۔ پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔ راکھ میں پیشاب کرنا۔ اندام نہانی کو دیکھنا۔ گھر کو کپڑے کے ٹکڑوں سے صاف کرنا۔ قبرستان میں بکثرت خوش طبعی اور ہنسنا۔ استنجے کی جگہ وضو کرنا۔ پاجامے اور عمامہ پر تکیہ لگانا۔ بحالت جنابت آسمان کی طرف نظر کرنا۔ مسجد میں کپڑا جھاڑنا۔ سولی دیئے ہوئے کی طرف نظر کرنا۔ دنیوی غم۔ دنیا میں انہماک۔ چوہے کا جھوٹا۔ زندہ جوں پھینک دینا۔ سیب کھانا۔ ہرا دھنیا کھانا۔ گوند چبانا۔ بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا۔ کھاتے وقت تکیہ لگانا۔ عصر کے بعد سونا۔ ترش چیزیں کھانا۔

اسباب نسیان میں سب سے زیادہ مؤثر سبب۔ عصیان یعنی خدا اور رسول کی نافرمانی ہے۔ جس سے نسیان کے ساتھ ساتھ اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مسجد سے خارج ہونے پر کیا پڑھے

وہی خاتون جنت فرماتی ہیں حضور جب مسجد سے نکلتے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھتے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ ۔ (ترجمہ) اے میرے پروردگار میرے گناہ معاف فرمادے میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

سوال: حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس دعا میں جناب باری عز اسمہٗ سے یہ عرض کرنا کہ میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور سے بھی گناہ صادر ہوتے تھے ورنہ مغفرت طلب کرنے کے کیا معنی؟ حالانکہ قطعی دلائل سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل نبوت اور بعد نبوت صغیرہ وکبیرہ دونوں گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

جواب. بے شک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی عصمت برحق ہے ممکن نہیں کہ اُن سے گناہ صادر ہو۔ ان دُعاؤں میں اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں میں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گناہوں کی مغفرت طلب کرنا یا خطاؤں کی معافی چاہنا دو حکمتوں پر مبنی ہے۔ اوّل یہ کہ اس میں اظہار انکساری کے تواضع کی تعلیم بھی ہے کہ کمال عصمت اور تمام عظمت کے باوجود بھی شانِ بندگی کے شایاں یہی ہے کہ بندہ اپنے آپ کو بارگاہ الٰہی میں کامل فروتنی اور رغایت درجہ عاجزی کے ساتھ پیش کرے اور اعترافِ قصور کے ساتھ معافی کا طالب ہو۔ دوم یہ کہ ہم گنہگاروں کو اس امر کی تعلیم دینا مقصود ہے کہ مسجد میں داخل اور مسجد سے خارج ہوتے وقت اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کریں۔ اس تعلیم کے ضمن میں یہ اشارہ فرمایا کہ طلبِ رحمت اور طلبِ فضل سے طلبِ مغفرت زیادہ اہم چیز ہے۔ اسی واسطے طلبِ مغفرت کو اُن دونوں سے پیشتر ذکر فرمایا۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جب کسی ولی کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہو تو دُعائے مغفرت کے لئے درخواست پیش کرے۔

فجر کے ۲ دو فرضوں کا بیان

حدیث. سیّد عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقین پر نمازِ عشاء و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے اگر اس کو جانتے تو ضرور حاضر ہوتے۔ اگرچہ سُرین کے بل گھسٹتے ہوئے یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا حاضر ہوتے۔ **حدیث.** ارشاد فرمایا جو نمازِ صبح کے لئے بہ نیت حاضر ہو تو گویا اس نے تمام رات عبادت کی اور جو نمازِ عشاء کے لئے حاضر ہوا تو گویا اُس نے نصف شب عبادت کی۔ **حدیث.** ارشاد فرمایا کہ رات اور دن کے فرشتے نماز فجر و عصر میں جمع ہوتے ہیں جب وہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے کہاں سے آئے حالانکہ وہ جانتا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے جب ہم اُن کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اُنہیں نماز پڑھتا چھوڑ کر تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ بحالت سفر ان فرضوں کی پہلی رکعت میں سورۂ فلق اور دوسری رکعت میں سورۂ ناس پڑھی تھی۔ اس لئے دونوں سورتوں کا مختصر حال اور ترجمہ تحریر کیا جاتا ہے تاکہ ان دونوں سورتوں کو پڑھنے والے نمازی پڑھتے وقت ان کے معنی پر دھیان رکھیں۔

سُورۂ فلق اور سُورۂ ناس کا مختصر حال

سُورۂ فلق اور سُورۂ ناس دونوں ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔ پہلی میں پانچ آیتیں تیئیس کلمے چوہتر حرف ہیں اور دوسری میں چھ آیتیں بیس کلمے اناسی حرف ہیں۔ یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئی تھیں اور ان کے نازل ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا تھا جس کا اثر ظاہری اعضاء پر ہوا۔ قلب و عقل و اعتقاد اُس کے اثر سے محفوظ رہے۔ چند روز کے بعد جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے۔ اور جادو کا سامان فلاں کوئیں میں پتھر کے نیچے داب دیا ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ اُنہوں نے کوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اُٹھایا اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی۔ اس میں حضور کے کنگھی سے نکلے ہوئے مُوئے شریف تھے اور حضور کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلّہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں۔ اور ایک موم کا پُتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں۔ یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں۔ ان دونوں میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ہر ایک آیت پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ سب گرہ کھُل گئیں۔ اور حضور بالکل تندرست ہو گئے۔

تعویذ اور عمل

تعویذ اور عمل میں کوئی کلمۂ کُفر یا شرک نہ ہو وہ جائز ہے بالخصوص وہ اعمال جو آیاتِ قرآنیہ سے کئے جاتے ہیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہیں اُن کے جواز میں اصلا کلام نہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنتِ عمیس نے عرض کی یا رسول اللہ جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں حضور نے اجازت مرحمت فرمائی۔

مرتبۂ شہادت پانے کا اسلامی طریقہ

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سوتے وقت سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس تین تین مرتبہ پڑھتا رہے۔ پس اگر سوتے میں اس کی روح قبض ہو جائے تو شہادت کا مرتبہ پائے گا۔ اور اگر زندہ رہا تو مغفرت شدہ زندہ رہے گا۔

سورۂ فلق کا قدرے وضاحت کے ساتھ ترجمہ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ (اے محبوب)

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ کا اس وصف کے ساتھ ذکر اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ صبح پیدا کر کے شب کی تاریکی دُور فرماتا ہے تو وہ قادر ہے کہ پناہ چاہنے والے کو جن حالات سے خوف ہے ان کو دور فرما دے۔ نیز جس طرح شبِ تار میں آدمی طلوعِ صبح کا انتظار کرتا ہے ایسا ہی خائف امن و راحت کا منتظر رہتا ہے۔ علاوہ بریں صبح اہلِ اضطرار و اضطراب کی دُعاؤں کا اور اُن کے قبول ہونے کا وقت ہے تو مُراد یہ ہوئی کہ جس وقت گرفتارانِ کرب و غم کو کشائش دی جاتی ہے اور دُعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ میں اس وقت کے پیدا کرنے والے کی پناہ چاہتا ہوں۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ اس کی سب مخلوق کی شر سے۔ جاندار ہو۔ یا بے جان۔ مکلّف ہو یا غیر مکلّف۔ بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے مراد خاص ابلیس ہے۔ جس سے بدتر مخلوق میں کوئی نہیں۔ اور جادو کے عمل اس کی اور اس کے لشکروں کی مدد سے پورے ہوتے ہیں۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ اور اندھیری ڈالنے والے کی شر سے جب وہ ڈوبے۔ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے چاند کی طرف نظر کر کے اُن سے فرمایا۔ اے عائشہ اللہ کی پناہ لو۔ اس کی شر سے یہ ڈوب کر اندھیری ڈالنے والا ہے۔ یعنی آخر ماہ میں جب چاند چھُپ جائے تو جادو کے وہ عمل جو بیمار کرنے کے لئے ہیں۔ اُسی وقت میں کئے جاتے ہیں۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ اور ان عورتوں کی شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں یعنی جادوگر عورتیں جو ڈوروں میں گرہ لگا لگا کر ان میں جادو کے منتر پڑھ پڑھ پھونکتی ہیں۔ جیسے کہ لبید بن اعصم کی لڑکیاں **مسئلہ** گنڈے بنانا اور اُن پر گرہ لگا کر آیاتِ قرآن یا اسمائے الٰہیہ دم کرنا جائز ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اہل میں جب کوئی بیمار ہوتا تو حضور یہ سورتیں پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ اور حسد والے کی شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوالِ نعمت کی تمنّا کرے یہاں حاسد سے مطلقاً حسد کرنے والا مراد ہے کہ بالخصوص یہود مراد ہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے حسد کرتے تھے۔ یا خاص لبید بن اعصم یہودی۔ حسد بدترین صفت ہے سب سے پہلا گناہ یہی ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا تھا اور زمین میں قابیل سے۔

سورۂ ناس کا قدرے وضاحت کے ساتھ ترجمہ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ (اے محبوب) تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب، سب کا خالق مالک۔ یہاں پروردگار میں انسانوں کی تخصیص اُن کی شرافت ظاہر کرنے کے لئے ہے کیونکہ انہیں اشرف المخلوقات کیا ہے۔ مَلِكِ النَّاسِ ۙ سب لوگوں کا بادشاہ۔ اُن کے کاموں کی تدبیر فرمانے والا۔ اِلٰهِ النَّاسِ سب لوگوں کا خدا، کہ معبود ہونا اسی کے لئے خاص ہے۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۙ اس کی شر سے جو دل میں بُرے خطرے ڈالے اور دُبک رہے۔ اِس سے مراد شیطان ہے اس کی عادت ہی ہے کہ انسان جب غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو دبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۙ وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی یہ وسوسے ڈالنے والے شیطان کا بیان ہے کہ وہ جنوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسے شیاطین جن انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں۔ ایسے ہی شیاطین انس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں، پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو اس کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے۔ اور خوب گمراہ کرتے ہیں۔ اور اگر اس سے متنفر ہوتا ہے تو ہٹ جاتے ہیں اور دُبک رہتے ہیں۔ آدمی کو چاہیے کہ شیاطین جن کی شر سے بھی پناہ مانگے اور شیاطین انس کی شر سے بھی۔ حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب کو جب بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دستِ مبارک کو جمع فرما کر ان میں سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر دم فرماتے اور اپنے ہاتھوں کو سر مبارک سے لے کر تمام جسمِ اقدس پر پھیرتے۔ جہاں تک دستِ مبارک پہنچ سکتے یہ عمل تین مرتبہ فرماتے تھے۔

مُسَبَّعَاتِ عَشْر

دس چیزیں ہیں جن میں سے ہر ایک کو سات سات مرتبہ بعد نماز صبح پڑھا جاتا ہے اس لئے اُن کا نام مُسَبَّعَاتِ عَشْر ہوا ان کی برکتیں کثیر ہیں جو بیان میں نہیں آسکتیں۔ ولی کامل حضرت کرز ابن وبرہ ابدال سے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میرے ایک بھائی شام سے آئے اور مجھے ایک ہدیہ پیش کیا اور کہا کہ اے کرز میرا یہ ہدیہ قبول کرلو کیونکہ یہ بہترین ہدیہ ہے۔ تو میں نے اُن سے کہا اے بھائی آپ

کو یہ ہدیہ کس نے پیش کیا تھا۔ انہوں نے کہا مجھے ابراہیم تیمی نے عطا فرمایا تھا (جو اولیائے کبار سے
تھے) میں نے کہا۔ کیا تم نے دریافت نہیں کیا کہ انہیں کس نے دیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے ابراہیم تیمی
سے دریافت کیا تھا انہوں نے فرمایا کہ میں صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تہلیل و تسبیح اور تحمید پڑھنے میں مشغول
تھا کہ ایک مرد میرے پاس آئے اور سلام کر کے میرے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے زمانے میں
اُن سے زیادہ خوبصورت چہرہ کسی کا نہیں دیکھا۔ نہ ان سے بہتر کپڑے کسی کے دیکھے نہ ان سے زیادہ
گورا کوئی آدمی دیکھا نہ ان سے زیادہ پاکیزہ خوشبودار کسی کو دیکھا۔ میں نے کہا اے بندہ تم کون ہو اور
کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے فرمایا میں خضر ہوں تو میں نے کہا میرے پاس آپ کس لئے تشریف لائے
ہیں اُنہوں نے فرمایا تمہیں سلام کرنے کے لئے اور اللہ واسطے کی محبت کے باعث اور میرے پاس ایک ہدیہ ہے
جس کو میں تمہیں پیش کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا وہ یہ ہے کہ آپ طلوعِ شمس
سے پہلے پہلے اور غروبِ شمس سے پہلے پہلے سات مرتبہ الحمد شریف اور سات مرتبہ سورۂ ناس
اور سات مرتبہ سورۂ فلق اور سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور سات مرتبہ سورۂ کافرون اور
سات مرتبہ آیۃ الکرسی اور سات مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور سات مرتبہ درود شریف اور سات مرتبہ اپنے لئے اور اپنے والدین
کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے اور اپنے اہل کے لئے اور جملہ مومنین و مومنات احیاء و اموات
کے لئے استغفار کریں اور سات مرتبہ یہ پڑھیں اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا
فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا
مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ
(ترجمہ) اے اللہ اے میرے مالک میرے اور میرے والدین وغیرہ مومنین اور مومنات کے ساتھ
فی الحال اور آئندہ دین اور دنیا اور آخرت میں وہ کر جس کا تو اہل ہے اور میرے مولیٰ ہمارے ساتھ وہ
نہ کرنا جس کے ہم اہل ہیں کیونکہ تو مغفرت کرنے والا ہے، حلم فرمانے والا ہے جود فرمانے والا ہے کرم
فرمانے والا ہے بلاؤں کو دور فرمانے والا ہے بھلائی پہنچانے والا ہے۔ (حضرت خضر علیہ السلام نے
ان سے فرمایا) اور دیکھو اس کو صبح و شام ترک مت کرنا۔ حضرت ابراہیم تیمی نے فرمایا۔ میں نے عرض کی
میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے یہ بتا دیں کہ آپ کو یہ عطیہ کس نے عطا کیا تھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے

فرمایا کہ مجھ کو یہ عطیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا۔ تو میں نے کہا اچھا مجھے اس کا ثواب بتایئے تو انہوں نے فرمایا کہ جب تمہاری ملاقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہو تو اس کے ثواب کے بارے میں اُن سے دریافت کر لینا وہ بتا دیں گے۔ حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات کو خواب میں دیکھا ملائکہ میرے پاس آئے اور مجھ کو اُٹھا کر لے چلے یہاں تک کہ جنّت میں داخل کر دیا تو میں نے جنّت کے سازوسامان کو دیکھا اور ملائکہ سے سوال کیا کہ یہ سب کا سب کس کے لئے ہے انہوں نے کہا کہ اس شخص کے لئے ہے جو تم جیسا عمل کرے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے خواب میں جنّت کے پھل بھی کھائے اور فرشتوں نے مجھے اس کی شراب بھی پلائی پھر میرے پاس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ ستّر نبی تھے اور ستّر صفیں فرشتوں کی ہر صف اتنی طویل جتنا فاصلہ مشرق مغرب میں ہے۔ حضور نے مجھ کو سلام سے نواز کر میرا ہاتھ پکڑ لیا تو میں نے عرض کیا یا رسولُ اللہ حضرت خضر نے مجھے بتایا کہ اُنہوں نے حضور سے (مسبّعات عشر کے بارے میں) یہ حدیث سُنی ہے تو آپ نے فرمایا خضر نے سچ کہا۔ خضر نے سچ کہا اور جو کچھ انہوں نے نقل کیا وہ حق ہے۔ وہ روئے زمین کے عالم ہیں اور ابدال کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اُن لشکروں سے ہیں جن کا قیام زمین میں رہتا ہے پھر میں نے عرض کیا یا رسولُ اللہ جس شخص نے یہ (مسبّعات عشر) کا عمل کیا اور وہ نہ دیکھا جو میں نے خواب میں دیکھا ہے تو کیا ان چیزوں سے کچھ دیا جائے گا جو مجھ کو عطا کی گئیں حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بیشک اس (مسبّعات عشر) کے عامل کو ضرور دیا جائے گا۔ اگرچہ وہ مجھ کو نہ دیکھے (جیسے تم نے دیکھا) اور نہ جنّت کو دیکھے (جیسے تم نے دیکھی) بے شک اس کے تمام گناہ کبیرہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس سے غضب اور ناراضگی اُٹھا لے گا اور بائیں طرف والے فرشتے کو حکم دیا جائے گا کہ اس شخص کی بدیاں ایک سال تک نہ لکھے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس پر وہی عمل کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے سعید پیدا کیا ہے اور اس کو (تحقیراً) وہی ترک کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے شقی بنایا ہے۔ خواب سے بیدار ہونے کے بعد حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چار مہینے تک بے آب و دانہ رہے یعنی نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ بحالتِ خواب جنّت میں جو کچھ کھایا پیا تھا اُسی کی یہ برکت تھی (قوت القلوب)۔

نمازِ تحیۃ المسجد

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔ **اس** نماز کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں **مسئلہ** ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے جیسے بعد طلوع فجر یا بعد نمازِ عصر تو وہ شخص تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح وتہلیل و درود شریف میں مشغول رہے اس سے حق مسجد ادا ہو جائے گا۔ **مسئلہ** فرض یا سُنّت یا کوئی اور نماز مسجد میں پڑھ لی تو تحیۃ المسجد ادا ہو گئی۔ اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔ **اس** نماز تحیۃ المسجد کا حکم اس کے لئے ہے جو مسجد میں بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ کسی اور کام کے لئے گیا ہو۔ اگر تنہا فرض پڑھنے یا جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی نماز قائم مقام تحیۃ المسجد ہو جائے گی بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر کچھ عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد الگ پڑھے **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھے اور بغیر پڑھے بیٹھ گیا ساقط نہ ہوئی اب پڑھے **مسئلہ** ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے ہر بار ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر کہے۔

نمازِ تحیۃ الوضو وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اس نماز کو تحیۃُ الوضو کہتے ہیں۔ وضو کے بعد فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔

نمازِ اشراق

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر الٰہی کرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا (یعنی طلوع کو بیس منٹ گذر گئے) پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اسے پورے حج وعمرے کا ثواب ملے گا۔ اس کو نمازِ اشراق کہتے ہیں۔

نمازِ چاشت کی کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ (۱۲) رکعتیں ہیں اس کا وقت آفتاب

بلند ہونے سے شرعی نصف النہار تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ کرنا ہے اور بدن میں کل تین سو ساٹھ ۳۶۰ جوڑ ہیں ہر تسبیح صدقہ ہے ہر حمد صدقہ ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے اور اللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔

نمازِ سفر

سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پڑھ کر جائے۔ اس نماز کو نمازِ سفر کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ کسی نے اپنے اہل کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا جو بوقت ارادۂ سفر ان کے پاس پڑھیں۔

نمازِ واپسیِ سفر

سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں ادا کرے اس نماز کو واپسی سفر کی نماز کہتے ہیں۔

نمازِ استخارہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارے کی تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ فرماتے ہیں جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ

وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ اور اپنی حاجت ذکر کرے خواہ هٰذَا الْاَمْرَ حاجت کا نام لے یا اس کے بعد حاجت کا ذکر کرے (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ اور تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے دین اور معیشت اور انجام کار میں اور اس وقت اور آئندہ کے لئے تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے اور آسان کر پھر میرے لئے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لئے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اور اس وقت اور آئندہ کے لئے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لئے خیر کو مقدر فرما۔ جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔ مسئلہ حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لئے استخارہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ تعین وقت کے لئے کر سکتے ہیں۔ مسئلہ مستحب یہ ہے کہ نماز استخارہ کی پہلی رکعت میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور اس دعا کے اول آخر الحمد شریف اور درود شریف پڑھے۔ مسئلہ بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کر لے کیونکہ ایک حدیث میں ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس جب تم کسی کام کا قصد کرو تو اپنے رب سے اس کام میں سات بار استخارہ کرو پھر دیکھو (اس کام کے متعلق) تمہارے دل میں کیا خیال پیدا ہوا۔ اسی خیال میں خیر ہے۔ اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رو سو رہے۔ اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے اس سے بچے۔ یہ بات یاد رہے کہ استخارے کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری نہ جم چکی ہو۔

صَلٰوۃُ التَّسْبِیْحِ

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ نماز تعلیم فرمائی تو ارشاد فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو صَلٰوۃُ التَّسْبِیْحِ کو ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر ہر روز نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے ایک بار اور اگر یہ بھی نہ کر سکو

وسال میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھنا۔ صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعت ہوتی ہیں۔ اور ان کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا اسلامی طریقہ

چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھے۔ پھر پندرہ بار پڑھے:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (ترجمہ) اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اور سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ بڑا ہے پھر اَعُوْذُ اور بسم اللہ اور الحمد اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد دس بار کہے پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس بار کہے پھر سجدے سے سر اٹھا کر دس بار کہے پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے اسی طرح چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں پچھتر بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے مسئلہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کونسی سورت پڑھی جائے۔ فرمایا۔ سورۃ تَكَاثُر وَالْعَصْرِ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ۔ مسئلہ اگر سجدہ سہو واجب ہو اور سجدہ کرے تو ان دونوں سجدوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم پڑھی ہیں تو باقی ماندہ دوسری جگہ پڑھ لے تاکہ مقدار پوری ہو جائے لیکن رکوع میں بھولا ہو تو اسے سجدے میں کہے قومہ میں نہ کہے اور پہلے سجدے میں بھولا ہو تو دوسرے میں کہے۔ جلسے میں نہ کہے مسئلہ تسبیح انگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ انگلیاں دبا کر۔ مسئلہ ہر وقت غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔

نمازِ حاجت

جلیل القدر صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو کوئی امرِ اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے اس نماز کو نمازِ حاجت کہتے ہیں۔ اس کے لئے دو یا چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک بار پڑھے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کی کوئی حاجت اللہ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف ہو تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے ان دو رکعتوں میں جو سورتیں چاہے پڑھے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد اللہ عزوجل کی حمد کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو حلیم و کریم ہے۔ پاک ہے اللہ عرش عظیم کا مالک، حمد ہے اللہ کے لئے جو رب ہے تمام جہان کا (اے اللہ) میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور تیری بخشش کے ذرائع طلب کرتا ہوں اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کو طلب کرتا ہوں میرے لئے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دُور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اُسے پورا کر دے۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

جلیل القدر صحابی حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نابینا نبوی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! اللہ سے دُعا کیجئے کہ مجھے عافیت دے۔ ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو دُعا کروں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اُنہوں نے عرض کی حضور دُعا کریں تو آپ نے انہیں حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو۔ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَسَّلُ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور توسل کرتا

ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تیرے نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے جو نبی رحمت ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے ذریعہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ واقعہ کے بیان کرنے والے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے۔ باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ شخص مذکورہ بالا عمل کرنے کے بعد ہمارے پاس آئے گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی برکت سے انہیں فوراً انکھیارا کر دیا۔

قضائے حاجات کے لئے

ایک مجرب نماز جو علماء ہمیشہ پڑھتے آئے یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور امام کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایسا کرتا ہوں تو بہت جلد میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

نماز غوثیہ

یہ نماز چونکہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اسی واسطے اس کا نام نماز غوثیہ ہوا اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل پڑھے اور الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قُلْ ھُوَ اللہُ پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرکے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گیارہ مرتبہ ہدیہ درود پیش کرے اور گیارہ بار یوں کہے۔ یَا رَسُوْلَ اللہِ یَا نَبِیَّ اللہِ اَغِثْنِیْ وَ اَمْدِدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ (ترجمہ) اے اللہ کے رسول اے اللہ کے نبی میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجئے۔ میری حاجت پوری ہونے میں۔ اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے۔ یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ (ترجمہ) اے جن و انس کے فریاد رس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجئے۔ میری حاجت پوری ہونے میں

اے حاجتوں کے پورا کرنے والے پھر حضور کے توسّل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔

نمازِ توبہ

خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ اس کو نمازِ توبہ کہتے ہیں۔

وقتِ ظُہر

آفتاب کے ڈھلنے سے اس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دو چند ہو جائے

ظہر کی نماز

میں کُل بارہ ۱۲ رکعت ہیں ان میں پہلے چار رکعت سُنّتِ مؤکدہ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سُنّتِ موکدہ پھر دو رکعت سُنّتِ غیر موکدہ یعنی نفل ام المومنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سیّدِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فرض ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعتوں کو ہمیشہ ادا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرما دے گا۔ مسئلہ سردی کی ظہر میں جلدی مستحب ہے اور گرمی میں تاخیر۔ خواہ تنہا پڑھے یا جماعت سے۔ ہاں گرمی میں ظہر کی جماعت اوّل وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لئے جماعت ترک کرنا جائز نہیں۔ موسم ربیع سردی اور خریف گرمی کے حکم میں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ظہر مثل اوّل میں پڑھیں۔

یوم جمعہ کا اسلامی امتیاز

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ و عید الفطر سے بھی بڑا ہے اُس میں پانچ خصوصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی

میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی[۲] میں زمین پر اتارا اور اسی[۳] میں انہیں وفات دی۔ اور اس[۴] میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا بشرطیکہ حرام کا سوال نہ ہو۔ اور اسی[۵] دن میں قیامت قائم ہوگی۔ فرشتگان مقرب اور آسمان و زمین اور ہوا و پہاڑ اور دریا میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ افضلِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہارے افضل دنوں سے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی میں پہلی بار صور پھونکا جائے گا اور اسی میں دوسری بار جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس وقت حضور پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جائے گا۔ جب حضور انتقال فرما چکے ہوں گے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے یعنی اللہ کے انبیاء زندہ رہتے ہیں اور ان کو روزی پہنچتی ہے۔ جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب ابن ماجہ شریف میں مذکور ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی آتی ہے مگر صرف ایک آن کے لئے پھر سابق کی طرح زندہ ہو جاتے ہیں اور اپنے قبور سے باہر نکل کر جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں، عالم میں مختلف قسم کے تصرفات فرماتے ہیں اور جن کو خدا چاہتا ہے نظر بھی آتے ہیں دیر تک ملاقات ہوتی ہے، بات چیت فرماتے ہیں۔ جیسے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیداری میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی تھی اور انہوں نے حضور سے دریافت کرکے بہت سی حدیثوں کی صحت معلوم کی۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہٗ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ حیات کو نظم میں اس طرح بیان فرمایا ہے ؎

انبیاء کو بھی اجل آئی ہے ۔۔۔ لیکن ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد اُن کی حیات ۔۔۔ مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
روح تو زندہ ہے سب کی اُن کا ۔۔۔ جسم پُرنور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف ۔۔۔ اُن کے اجسام کی کب ثانی ہے
اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح ۔۔۔ اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
وہ ہیں حیِّ ابدی اُن کو رضاؔ ۔۔۔ صدقِ وعدے کی قضا مانی ہے

جمعہ کے دن دُعا مقبول ہونے کا وقت

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اُسے پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اُسے ضرور عطا فرمائے گا اور وہ ساعت بہت تھوڑی ہے رہا یہ کہ وہ کون سی ساعت ہے تو اس میں دو روایتیں قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبے کے لئے بیٹھنے سے ختمِ نماز تک۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ وہ جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن جس ساعت کی خواہش کی جاتی ہے اُسے عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک تلاش کرو۔

جمعہ کے دن یا رات میں مرنے کا اسلامی امتیاز

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں انتقال کرے اس کو عذابِ قبر اور فتنۂ قبر سے بچالیا جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اُس پر کچھ حساب نہ ہوگا اور اس کے ساتھ گواہ ہوں گے جو اس کے لئے گواہی دیں گے اور اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جائے گا۔

نمازِ جمعہ کا اسلامی امتیاز

سرورِ کائنات فخرِ موجودات ارشاد فرماتے ہیں جس نے اچھی طرح طرح وضو کیا پھر نماز کے لئے آیا اور (خطبہ) سُننے کی حالت میں چُپ رہا اُس کے لئے مغفرت ہو جائے گی۔ اُن گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں۔ اور مزید تین دن کے گناہوں کی۔ اور جس نے کنکری چھوئی اُس نے لغو کیا یعنی خطبہ سُننے کی حالت میں اتنا کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہو اُسے ہٹا دے۔

سرورِ انبیاء تاجدارِ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا اللہ عزوجل اس کو جنتی لکھ دے گا۔ جو مریض کو پوچھنے جائے۔ اور جنازے میں حاضر ہو۔ اور روزہ رکھے جمعہ کو جائے اور غلام آزاد کرے۔

نمازِ جمعہ۔ اگرچہ مکہ مکرمہ میں فرض ہوئی تھی مگر غلبۂ کفار کے باعث وہاں پر اس کی شروعات نہ ہو سکی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچ کر حضور نے ادا فرمائی۔

جمعہ چھوڑنے کی اسلامی سزا

سرورِ انبیاء محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ کی طرف توبہ کرو! اور مشغول ہونے سے پہلے نیک کاموں کی طرف سبقت کرو۔ اور یادِ خدا کی کثرت اور ظاہر و پوشیدہ صدقات کی کثرت سے اپنے رب کے ساتھ تعلقات قائم کرو۔ ایسا کرو گے تو تمہیں روزی دی جائے گی اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری شکستگی دُور فرمائی جائے گی۔ اور جان لو کہ اِس جگہ اس دن اس سال میں قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر نمازِ جمعہ فرض فرمادی۔ جو شخص میری حیات میں یا میرے بعد ہلکا جان کر اور بطورِ انکار جمعہ چھوڑ دے درآنحالیکہ وہ کسی حاکمِ اسلام کے ماتحت ہو تو اللہ تعالیٰ نہ اُس کی پریشانی دور فرمائے گا نہ اُس کے کام میں برکت دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ۔ اس کے لئے نہ نماز ہے نہ زکوٰۃ نہ حج نہ نیکی جب تک توبہ نہ کرلے۔ اور جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

رسولِ معظّم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جمعہ چھوڑ دینے والے کے بارے میں سخت ترین الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ کبھی فرمایا جو تین جمعہ بلا عذر چھوڑے وہ منافق ہے اور کبھی فرمایا جو تین جمعہ سُستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کردے گا۔ اور ایک مرتبہ فرمایا جس نے تین جمعہ پے در پے چھوڑے اُس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔

جمعہ کے دن نہانے اور خوشبو لگانے کا اسلامی امتیاز

امام المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو استعمال کرے پھر نمازِ جمعہ کو نکلے۔ اور مسجد میں پہنچ کر دو بیٹھے ہوئے شخصوں کو ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے اور جو نماز اس کے لئے مقدر ہے پڑھے۔ اور امام جب خطبہ پڑھے تو چپ رہے۔ تو اُس کے لئے اُن گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں مغفرت ہو جائے گی۔

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ جو جمعہ کے دن نہائے اُس کے گُناہ اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں۔ اور جب جمعہ کے لئے چلنا شروع کرتا ہے۔ تو ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اُسے دو سو برس کا اجر ملتا ہے۔

جمعہ کے لئے اوّل جانے کا اسلامی امتیاز

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والے کو لکھتے ہیں۔ سب میں پہلا پھر اس کے بعد والا

وعلیٰ ہذا القیاس اور فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے جیسے جنابت کا غسل ہوتا ہے پھر پہلی ساعت میں جائے تو گویا اُس نے اُونٹ کی قربانی کی یعنی اونٹ قربان کرنے کا ثواب ملتا ہے اور دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا تو اُس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت میں گیا تو گویا اُس نے مُرغی نیک کام میں صرف کی۔ اور پانچویں ساعت میں گیا گویا انڈا خرچ کیا پھر جب امام خطبہ کو نکلتا ہے تو فرشتے اپنا دفتر بند کرکے خطبہ سُننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جمعہ میں تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں ایک وہ جو لغو کے ساتھ حاضر ہوا یعنی کوئی ایسا کام کیا جس سے ثواب جاتا رہے۔ مثلاً خطبہ کے وقت کلام کیا۔ یا کنکریاں چھوئیں تو اس کا حصہ جمعہ سے وہی لغو ہے۔ اور ایک وہ شخص جس نے کہ اللہ سے دُعا کی تو اللہ اگر چاہے دے اور چاہے نہ دے۔ اور ایک وہ شخص کہ سکوت کے ساتھ حاضر ہوا اور نہ کسی مسلمان کی گردن پھلانگی اور نہ کسی کو ایذا دی تو جمعہ اس کے لئے کفارہ ہے۔ آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک۔

نمازِ جمعہ کی شرطیں چھ ہیں

اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو جمعہ نہ ہوگا۔ اس صورت میں نمازِ ظہر پڑھنا ضروری ہے۔

پہلی شرط پہلی شرط مصر یا فنائے مصر ہے۔ مصر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ و سطوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف لینے پر قدرت کافی ہے اگرچہ ناانصافی کرتا ہو اور بدلہ نہ لیتا ہو۔ مصر کی آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کی لئے ہو اُسے فنائے مصر کہتے ہیں جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، چھاونی، کچہری، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں اُن کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز۔ **نظر براں**۔ جمعہ شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں **لیکن**۔ آج کل جس گاؤں میں پہلے سے جمعہ ہوتا چلا آیا ہے اس کو بند نہ کیا جائے۔ کیونکہ ایسے مقام پر وہ لوگ زیادہ ہوتے ہیں جو ہفتہ میں صرف جمعہ ہی میں شریک

ہوجاتے ہیں، پنجوقتہ نماز نہیں پڑھتے۔ تو اگر جمعہ بند کردیا گیا تو وہ لوگ اس سے بھی جائیں گے۔ دراں حالیکہ بعض آئمہ کے مسلک پر گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔ اگرچہ احناف کے نزدیک نہیں۔ اس لئے احتیاط یہ ہے کہ وہاں پر جمعہ بند نہ کیا جائے۔ **مسئلہ.** گاؤں کا رہنے والا شہر میں آیا اور جمعہ کے دن میں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو زوال سے پہلے یا بعد تو فرض نہیں مگر پڑھے گا مستحقِ ثواب ہے۔ **مسئلہ** شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوسکتا ہے خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ میں مگر بلا ضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کیونکہ جمعہ اسلام کے شعائر میں سے ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکتِ اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی ہے نیز دفعِ حرج کے لئے متعدد جگہ پر جائز رکھا گیا ہے۔ خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا۔ اور محلّہ محلّہ جمعہ قائم نہ کرنا چاہیے۔

ایک بہت ضروری بات

جس کی طرف عام لوگوں کو بالکل توجہ نہیں۔ یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے جس نے چاہا نیا جمعہ قائم کرلیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا۔ یہ بات ناجائز ہے۔ اس لئے کہ جمعہ قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا عالم سُنّی صحیح العقیدہ ہو وہ احکامِ شرعیہ جاری کرنے میں سلطانِ اسلام کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں۔ اور عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطورِ خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے ہیں۔ نہ یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں۔

دوسری شرط سُلطانِ اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا ہو۔ **مسئلہ** سُلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کرسکتا ہے۔ یوں ہی اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اس کو حقِ امامت نہ ہو۔ مثلاً قرشی نہیں۔ یا اور کوئی شرط مفقود ہو تو یہ بھی جمعہ قائم کرسکتا ہے۔ یوں ہی اگر عورت بادشاہ بن بیٹھی۔ تو اس کے حکم سے جمعہ قائم ہوگا۔ یہ خود قائم نہیں کرسکتی **مسئلہ** امام جمعہ کی بلا اجازت کسی نے جمعہ پڑھایا اگر امام یا وہ شخص جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے شریک ہوگیا تو جمعہ ہوجائے گا۔ ورنہ نہیں **مسئلہ** کسی شہر میں بادشاہِ اسلام یا اُس کا نائب جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے نہ ہو تو وہی حکم ہے جو اوپر بیان کردیا گیا۔ (عالم سنی صحیح العقیدہ کے حکم سے)

تیسری شرط وقت ظہر یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آگیا جمعہ باطل ہو گیا۔ ظہر کی قضا پڑھیں، اسی طرح وقت ظہر سے پیشتر جمعہ پڑھا تو نہ ہوا۔ حاصل یہ کہ جو وقت نماز ظہر کا ہے وہی نماز جمعہ کا ہے۔ اور جو وقت مستحب ظہر کے لئے ہے وہی جمعہ کے لئے۔

چوتھی شرط خطبہ ہے اس میں یہ شرط ہے کہ وقت[1] میں ہو۔ اور نماز[2] سے پہلے اور[3] ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لئے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد۔ اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو پس اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا۔ اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔ **مسئلہ** خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** خطبہ اور نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گا۔

مسئلہ سنت یہ ہے کہ دو خطبہ پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں۔ اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں میں۔

خطبہ میں سنتیں

یہ ہیں خطیب[1] کا پاک ہونا۔ کھڑا[2] ہونا۔ خطبہ[3] سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔ خطیب[4] کا ممبر پر ہونا۔ اور سامعین[5] کی طرف منھ اور[6] قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ ممبر محراب کی بائیں جانب ہو۔ حاضرین[7] کا امام کی طرف متوجہ ہونا خطبے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ[8] پڑھنا۔ اتنی بلند آواز[9] سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔ الحمد[10] سے شروع کرنا۔ اللہ عزوجل[11] کی ثنا کرنا۔ اللہ عزوجل[12] کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔ حضور[13] پر درود بھیجنا۔ کم[14] سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ پہلے[15] خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔ دوسرے میں[16] حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔ دوسرے[17] میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ دونوں[18] خطبے ہلکے ہونا۔ دونوں[19] کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے

کہ پڑھنا مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبے میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو۔ **مسئلہ** غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان کا خطبہ میں خلط ملط کرنا سنّت متوارثہ کے خلاف ہے یوں ہی خطبہ میں اشعار نہ پڑھنا چاہیئے۔

پانچویں شرط جماعت ہے۔ یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد۔ **مسئلہ** خطبہ کے وقت جو لوگ موجود تھے۔ وہ چلے گئے اور دوسرے تین شخص آگئے تو ان کے ساتھ امام جمعہ پڑھے یعنی جمعہ کی جماعت کے لئے اُنہیں لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کے غیر سے بھی ہو جائے گا۔

چھٹی شرط اذن عام ہے یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔ پس اگر جامع مسجد میں لوگوں کے جمع ہونے کے بعد دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا تو نہ ہوا۔ لیکن عورتوں کو اگر جامع مسجد سے روکا جائے تو اذان عام کے خلاف نہ ہو گا۔

جمعہ فرض ہونے کی شرطیں

گیارہ[11] ہیں۔ ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو جمعہ فرض نہیں۔ پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا بلکہ مرد عاقل بالغ کے لئے جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ اور عورت کے لئے ظہر پڑھنا افضل ہے۔ (۱) شہر میں مقیم ہونا (۲) تندرست ہونا مریض پر جمعہ فرض نہیں۔ مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا تو ایسے مریض پر جمعہ فرض نہیں۔ اور شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔ **مسئلہ** جو شخص مریض کا تیمار دار ہو۔ جانتا ہے کہ جمعہ کو جائے گا تو مریض دقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پرسان حال نہ ہو گا تو اس تیمار دار پر جمعہ فرض نہیں (۳) آزاد ہونا۔ لہٰذا غلام پر جمعہ فرض نہیں (۴) مرد ہونا لہٰذا عورت پر جمعہ فرض نہیں (۵) بالغ ہونا۔ لہٰذا نابالغ پر جمعہ فرض نہیں۔ (۶) عاقل ہونا (۷) انکھیارا ہونا۔ **مسئلہ** ایک چشم اور جس کی نگاہ کمزور ہو اس پر جمعہ فرض ہے یوں ہی جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت باوضو موجود ہو اس پر جمعہ فرض ہے اور وہ نابینا جو بلا تکلف بغیر کسی مدد کے مسجد میں جا سکے اُس پر جمعہ فرض ہے (۸) چلنے پر قادر ہونا۔ لہٰذا اپاہج پر جمعہ فرض نہیں۔

اور جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو یا فالج سے بیکار ہو گیا اگر مسجد تک جا سکتا ہو تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں (۹) قید میں نہ ہونا مگر وہ شخص جو کسی دَین کی وجہ سے قید کیا گیا اور ادا کرنے پر قادر ہے تو اس پر جمعہ فرض ہے۔ (۱۰) بادشاہ یا چور کسی ظالم وغیرہ کا خوف نہ ہونا۔ لہٰذا مفلس قرض دار کو اگر قید کا اندیشہ ہو تو اس پر جمعہ فرض نہیں (۱۱) مینہ یا آندھی یا اولے یا سردی کا ہونا یعنی اس قدر کہ اُن سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔ **مسئلہ** جمعہ کی امامت ہر وہ مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہو۔ اگرچہ اس پر فرض نہ ہو جیسے مریض، مسافر، غلام یعنی جبکہ سلطانِ اسلام یا اُس کا نائب یا جس کو اُس نے اجازت دی ہے بیمار ہو یا مسافر ہو تو یہ سب نماز جمعہ پڑھا سکتے ہیں یا اُنھوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے امام کو مقرر کیا ہو جو امامت کر سکتا ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بطور خود جس کا جی چاہے جمعہ پڑھا دے کہ یوں جمعہ نہ ہوگا۔

ظہرِ احتیاطی

جمعہ کے بعد چار رکعت نماز اس نیت سے ادا کرنا کہ سب میں پچھلی ظہر جس کا وقت پایا اور نہ پڑھی اس کو ظہرِ احتیاطی کہتے ہیں۔ یہ صرف اُن خاص لوگوں کے لئے ہے جن کو جمعہ فرض ادا ہونے میں شک نہ ہو عوام کے لئے نہیں۔ اور اس کی چاروں رکعتیں بھری پڑھی جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی پچھلی چار سنتیں پڑھ کر ظہر احتیاطی پڑھیں پھر دو سُنّتیں۔

جمعہ پڑھنے والے پر ۱۴ رکعتیں ہیں

ان کی تفصیل یہ ہے پہلے چار سنّت مؤکدہ۔ پھر دو فرض جمعہ پھر چار سُنّت مؤکدہ پھر دو سُنّت غیر مؤکدہ۔ پھر دو نفل۔

نمازِ استسقاء

حدیث۔ سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جو لوگ ناپ اور تول میں کمی کرتے ہیں وہ قحط اور شدّتِ موت میں اور ظلم بادشاہ میں گرفتار ہوتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوتے تو اُن پہ بارش نہ ہوتی

حدیث اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا۔ لوگوں نے حضور کی خدمت میں قحط باراں کی شکایت پیش کی۔ حضور نے ممبر کے لئے حکم فرمایا کہ عیدگاہ میں رکھا جائے اور ایک دن معین فرمادیا۔ جس میں سب لوگ وہاں پر چلیں۔ جب آفتاب طلوع ہوگیا اسی وقت حضور تشریف لے گئے اور ممبر پر بیٹھ کر تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے۔ پھر فرمایا تم لوگوں نے مُلک کے قحط کی شکایت کی اور یہ کہ بارش اپنے وقت سے مؤخّر ہوگئی۔ اللہ عزّوجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس سے دُعا کرو۔ اور اس نے وعدہ کرلیا ہے کہ تمہاری دُعا قبول فرمائے گا اس کے بعد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا رب ہے رحمٰن و رحیم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَآءُ (ترجمہ) یا اللہ تو ہی معبود برحق ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ قُوَّۃً وَّ بَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ ہم پر مینہ اُتار اور جو کچھ تو اُتارے اُسے ہمارے لئے قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کردے۔ پھر ہاتھ بلند فرمایا۔ یہاں تک کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہوئی، پھر لوگوں کی طرف پُشت کی اور چادر مبارک لوٹ دی۔ پھر لوگوں کی طرف متوجّہ ہوئے۔ اور ممبر سے اُتر کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ابر پیدا کیا وہ گرجا اور چمکا۔ اور اتنا برسا کہ حضور ابھی مسجد تک تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے، جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ سائبان کی طرف بارش سے بچنے کے لئے دوڑنے لگے تو ہنسے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور میں اُس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

مسئلہ استسقاء کے لئے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلّل اور خشوع اور تواضع و خضوع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں۔ اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کُفّار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ کیونکہ جاتے ہیں رحمت کے لئے اور کافر پر لعنت اُترتی ہے۔ تین دن پیشتر سے روزے رکھیں۔ اور توبہ و استغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور جن کے حقوق ان کے ذمّہ ہیں اُن کو ادا کریں یا معاف کرائیں۔ کمزوروں۔ بوڑھوں۔ بڈھیوں، بچّوں کے توسّل سے دُعا کریں اور سب آمین کہیں۔ **حدیث** میں ہے اگر جوان خشوع کرنے والے

اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی۔ اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں۔ اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض کہ توجہ رحمت کے جس قدر اسباب امکان میں ہوں مہیا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دعا کریں اور دعا پر اکتفا کریں یعنی نماز نہ پڑھیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ پڑھائے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارا نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے۔ تاکہ حال بدلنے کی فال ہو۔ پھر خطبے سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلے کو منہ کر کے دعا کرے اور دعا میں سب ہاتھوں کو خوب بلند کریں۔ اور پشت دست جانب آسمان رکھیں مسئلہ کثرت سے بارش ہو تو اس کے روکنے کے لئے دعا کر سکتے ہیں جبکہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہو اور اس کی دعا حدیث میں یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اے اللہ ہمارے آس پاس برسا اور ہمارے اوپر نہ برسا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ اے اللہ بارش کر ٹیلوں اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور جہاں درخت اگتے ہیں۔

سورج گہن کی نماز

حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری نے بیان فرمایا۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پاک میں ایک مرتبہ آفتاب میں گہن لگا۔ مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام اور بہت طویل رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھی میں نے ایسی طویل نماز پڑھتے کبھی نہ دیکھا تھا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی موت وحیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا (جیسے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ کسی بڑے شخص کی موت پر گہن لگتا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ ان نشانیوں سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ لہذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر کرو دعا اور استغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔

جنت اور دوزخ زمین پر

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ (اسی نماز گہن کے بعد) لوگوں

نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے حضور کو بحالت نماز دیکھا کہ کسی چیز کے لینے کا قصد فرماتے ہیں پھر پیچھے ہٹتے دیکھا فرمایا میں نے جنّت کو دیکھا اور اس سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس سے کھاتے اور دوزخ کو دیکھا اور آج کے مثل کوئی خوف ناک منظر کبھی نہ دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اکثر دوزخی عورتیں ہیں عرض کی کیوں یا رسول اللہ فرمایا اس لئے کہ کفر کرتی ہیں۔ عرض کی گئی کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں فرمایا شوہر کی ناشکری کرتی ہیں، اور احسان کا کفران کرتی ہیں اگر تم اس کے ساتھ عمر بھر احسان کرو۔ پھر کوئی بات بھی (خلاف مزاج) دیکھے فوراً کہے گی میں نے کبھی کوئی بھلائی تم سے دیکھی ہی نہیں۔

سوال و جواب

سوال۔ جنّت اور دوزخ کا زمین پر آجانا ممکن نہیں جیسے کہ حدیث مذکور سے بظاہر مفہوم ہو رہا ہے۔ کیونکہ جنّت کی وسعت کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (ترجمہ) اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنّت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان اور زمین آجائیں۔ پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے جب جنّت اتنی بڑی ہے کہ اس کی چوڑان میں سارے آسمان اور زمین سما جائیں تو وہ زمین میں کس طرح سما سکتی ہے اور اس کا زمین پر آجانا کس طرح ممکن ہے کیونکہ چھوٹی چیز بڑی چیز میں آسکتی ہے اور بڑی چیز کا چھوٹی چیز میں سمانا ممکن نہیں۔ نیز جب جنّت کی چوڑائی اس قدر ہے کہ اس میں آسمان اور زمین سما جائیں تو اس کی لمبائی اس سے کہیں زیادہ ہوگی اس لئے کہ عموماً چوڑائی سے لمبائی زیادہ ہوا کرتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جنّت آسمان میں ہے یا زمین میں آپ نے فرمایا کونسی زمین اور کون سا آسمان ایسا ہے جس میں جنّت سما سکے لوگوں نے عرض کیا پھر جنّت کہاں ہے ارشاد فرمایا آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہے، لہٰذا حدیث مذکور سے یہ سمجھنا کہ اس وقت جنّت اور دوزخ زمین پر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے آگئی تھیں۔ درست نہیں اسی طرح دوزخ بھی زمین سے بہت ہی زیادہ بڑی ہے، اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ کمزور ترین کافر کا مقام اس میں دُنیا سے دس گنا سے بھی زیادہ

وسیع ہوگا جب ایک کافر کا مقام دوزخ میں اتنا بڑا ہے تو پوری دوزخ کا کیا ٹھکانا۔

جواب۔ بے شک جنّت اور دوزخ زمین سے بہت زیادہ بڑی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ موجودہ زمین کے جس گوشے کو چاہے اتنا وسیع فرما دے کہ وہ دونوں اس میں آجائیں إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اللہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے اس کی صورت صوفیائے کرام اور علمائے شریعت نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں قبض اور بسط دو صفتیں ہیں جن کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو قابض اور باسط کہا جاتا ہے جیسے صفت قدرت کے اعتبار سے اس کو قادر اور صفتِ علم کے اعتبار سے اس کو عالم کہتے ہیں۔ بڑی سے بڑی چیز پر اگر صفتِ قبض کی تجلّی فرمائے تو وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو جائے اور چھوٹی سے چھوٹی چیز پر صفت بسط کی تجلّی فرمائے تو وہ بڑی سے بڑی ہو جائے۔ چنانچہ علمائے طریقت بیان فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ عرشِ اعظم پر صفت قبض کی تجلّی فرمائے تو وہ اتنا چھوٹا ہو سکتا ہے کہ سوئی کے ناکے میں سما جائے اور اگر سوئی کی نوک پر صفتِ بسط کی تجلّی فرمائے تو وہ اتنی بڑی ہو سکتی ہے کہ عرشِ اعظم میں نہ سمائے حالانکہ عرشِ اعظم تمام جسموں سے بڑا جسم ہے۔ اسی اصل کے پیشِ نظر حدیث میں وارد ہوا کہ مومن کی قبر میں تا حدِ نظر کشادگی کر دی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قبریں قریب قریب ہوتی ہیں پھر بھی اتنی کشادگی کا سبب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قبر پر صفتِ بسط کی تجلّی فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ قبر تا حدِ نظر کشادہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح واقعہ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پیشِ نظر حصّہ زمین پر صفت بسط کی تجلّی فرما دی تھی جس کے باعث وہ حصّہ زمین اتنا کشادہ ہو گیا کہ اس میں جنّت اور دوزخ دونوں آگئیں۔ چونکہ بعض روایتوں میں یہ الفاظ وارد ہیں رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ میں نے جنّت اور دوزخ کو اس دیوار کے گوشے میں دیکھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فی الحقیقت جنّت اور دوزخ ہی کو دیوار کے گوشے میں دیکھا تھا اس لئے حدیث مذکور بھی مسطورۂ بالا ظاہری معنیٰ پر محمول کیا جائے گا بلکہ ہر آیت اور حدیث کو ظاہری معنیٰ پر محمول کرنا واجب ہے بشرطیکہ اُن ظاہری معنیٰ کے مراد ہونے سے کوئی محال لازم نہ آئے۔ اور یہاں پر کوئی محال لازم نہیں آتا۔ بلکہ یہ چیز از قبیل ممکنات ہے جس پر اللہ تعالیٰ کو قادر ماننا واجب ہے۔ ورنہ صفتِ قدرت کا انکار لازم آئے گا۔ جس کی وجہ سے ایمان بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اسی قسم کی باتوں سے ابلیس بے علم عابدوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

ابلیس کو انتہائی مسرّت کب ہوتی ہے

حدیث میں ہے کہ بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں ابلیس کا تخت بچھتا ہے۔ شیاطین کی کارگزاریاں پیش ہوتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں نے اتنی شرابیں پلائیں۔ کوئی کہتا ہے میں نے اتنے زنا کرائے سب کی باتیں سُنتا رہا پھر کسی نے کہا آج میں نے فلاں طالب علم کو پڑھنے سے روک دیا۔ یہ سُنتے ہی ابلیس تخت پر اُچھل پڑا اور اُس کو گلے لگاکر کہا اَنْتَ اَنْتَ تو نے کام کیا ہے۔ تو نے کام کیا ہے۔ دوسرے شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ اُنہوں نے اتنے بڑے بڑے کام کئے اور ان کو کچھ نہ کہا اور اس کو اتنی شاباشی دی کہ گلے لگالیا۔ **ابلیس** بولا تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہ ہو۔ اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو۔ شیاطین نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لئے ہوئے ابلیس اس مقام پر پہنچا شیاطین تو مخفی رہے اور ابلیس انسان کی شکل بن کر راستے پر کھڑا ہو گیا۔ عابد صاحب تہجّد کی نماز کے بعد نماز فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے راستے میں ابلیس کھڑا ہی تھا علیک سلیک کے بعد ابلیس بولا حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے عابد صاحب نے فرمایا جلد پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے۔ ابلیس نے جیب سے ایک چھوٹی شیشی نکال کر پوچھا۔ اللہ قادر ہے کہ ان آسمانوں اور زمین کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے۔ عابد صاحب نے سوچ کر کہا۔ کہاں آسمان و زمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی ممکن نہیں۔ ابلیس بولا بس یہی پوچھنا تھا تشریف لے جائیے۔ پھر شیاطین سے کہا دیکھو میں نے اس کو گمراہ کردیا اس کو اللہ کی قدرت ہی پر ایمان نہیں، عبادت کس کام کی طلوع آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے۔ ابلیس نے علیک سلیک کے بعد کہا حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے اُنہوں نے فرمایا جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے اُس نے وہی سوال کیا۔ عالم صاحب نے فرمایا۔ ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے۔ ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے کروڑوں آسمان و زمین داخل کردے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے ابلیس بولا۔ دیکھا یہ علم ہی کی برکت ہے۔

سورج گہن کی نماز کے مسئلے

مسئلہ سورج گہن کی نماز سُنّت موکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب ہے اور سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی بہتر ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبے کے سوا تمام شرائطِ جمعہ اس کے لئے شرط ہیں۔ وہی شخص اس کی جماعت قائم کرسکتا ہے جو جمعہ کی کرسکتا ہے وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں۔ مسئلہ گہن کی نماز اسی وقت پڑھیں جب آفتاب گہنا ہو گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اور گہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے تو اس وقت بھی نماز شروع کرسکتے ہیں اور گہن کی حالت میں اگر اس پر ابر آجائے جب بھی نماز پڑھیں۔ مسئلہ ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دُعا میں مشغول رہیں۔ مسئلہ یہ نماز اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں۔ نہ اس میں اذان ہے نہ اقامت نہ بلند آواز سے قرأت پھر نماز کے بعد دُعا کریں یہاں تک کہ آفتاب کُھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔ مسئلہ سورج گہن کے وقت اگر جنازہ آجائے تو پہلے جنازے کی نماز پڑھیں۔

چاند گہن کی نماز

میں جماعت نہیں امام موجود ہو یا نہ ہو بہرحال تنہا تنہا پڑھیں۔

آندھی وغیرہ کی نماز

جب آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینہ برسے یا بکثرت اولے پڑیں یا آسمان سُرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں۔ یا طاعون یا دبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو۔ یا اور کوئی دہشت ناک امر پایا جائے تو ان سب کے لئے دو ۲ رکعت نماز مستحب ہے۔ حدیث۔ اُم المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ جب تیز ہوا چلتی تو حضور پرنُور یہ پڑھتے۔

آندھی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَافِیْھَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَافِیْھَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے اس ہوا کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کی خیر کا جو اس میں ہے اور اس کی خیر کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی شر سے اور اس چیز کی شر سے جو اس میں ہے اور اس کی شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے حضور کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی آپ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو۔ کیونکہ وہ مامور ہے اور جو شخص کسی شے پر لعنت کرے اور وہ لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے۔

ابر کی دعا

حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر ابر آتا تو حضور کلام ترک فرما دیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْہِ (ترجمہ) اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی شر سے جو اس ابر میں ہے اور اگر کھل جاتا تو حمد کرتے اور برستا تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ سُقْیًا نَافِعًا (ترجمہ) اے اللہ ایسا پانی برسا جو نفع پہنچائے۔

گرج اور کڑک کی دعا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ حضور جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ (ترجمہ) اے اللہ اپنے غضب سے ہم کو قتل نہ فرمانا اور اپنے عذاب سے ہم کو ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہم کو عافیت میں رکھنا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور جب بادل کی آواز سنتے تو کلام ترک فرما دیتے اور کہتے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات کہ حمد کے ساتھ رعد اس کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے اس کے خوف سے تسبیح کرتے ہیں بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لہٰذا اختیار ہے کہ ان دونوں دعاؤں سے جو چاہے پڑھے۔

خوب یاد رکھیے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جب بادل کی گرج سُنو تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو، تکبیر نہ کہو۔

نمازِ خوف کا اسلامی طریقہ

نمازِ خوف جائز ہے بشرطیکہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہو۔ اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نمازِ خوف پڑھی۔ بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں۔ یوں ہی اگر دور ہوں تو یہ نماز جائز نہیں یعنی مقتدی کی نہ ہوگی اور امام کی ہوجائے گی۔ **نمازِ خوف کا طریقہ** یہ ہے کہ جب دشمن سامنے ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ سب ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو دشمن حملہ کردیں گے ایسے وقت میں امام جماعت کے دو حصّے کرے اگر کوئی اس پر راضی ہو کہ ہم بعد کو پڑھ لیں گے تو اُسے دشمن کے مقابل کرے۔ اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے پھر جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی اس میں کوئی امام ہوجائے اور یہ لوگ اس کے ساتھ باجماعت پڑھ لیں اور اگر دونوں میں سے بعد کو پڑھنے پر کوئی راضی نہ ہو۔ تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل کرے۔ اور دوسرا امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ جب امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے یعنی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اُٹھائے تو یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں اور جو لوگ وہاں تھے وہ چلے آئیں۔ اب ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے اور تشہّد پڑھ کر سلام پھیر دے مگر مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی نماز پوری کر کے جائیں اور لوگ آئیں اور ایک رکعت بغیر قرأت پڑھ کر تشہّد کے بعد سلام پھیریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ گروہ یہاں نہ آئے بلکہ وہیں اپنی نماز پوری کرے اور دوسرا گروہ اگر نماز پوری کرچکا ہے۔ **فبہا** ورنہ اب پوری کرلے خواہ وہیں یا یہاں آکر اور یہ لوگ قرأت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پڑھیں۔ اور تشہّد کے بعد سلام پھیریں یہ **طریقہ** دو رکعت والی نماز کا ہے۔ خواہ نماز ہی دو رکعت کی ہو جیسے فجر و عید و جمعہ یا سفر کی وجہ سے چار کی دو ہوگئی ہوں اور چار رکعت والی نماز ہو تو ہر گروہ کے ساتھ امام دو رکعت پڑھے۔ اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھے اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھے گا اور دوسرے کے ساتھ دو تو نماز جاتی رہے گی۔ **لیکن** مذکورہ بالا احکام اس صورت میں ہیں جب امام و مقتدی سب مقیم ہوں یا سب مسافر یا امام مقیم ہے اور مقتدی مسافر اور اگر امام مسافر ہو اور مقتدی

مقیم تو امام ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھ کر سلام پھیر دے۔ پھر پہلا گروہ آئے اور تین رکعتیں بغیر قرأت کے پڑھے پھر دوسرا گروہ آئے اور تین رکعتیں پڑھے۔ پہلی میں فاتحہ و سورۃ پڑھے۔ اور اگر امام مسافر ہے اور مقتدی بعض مقیم میں بعض مسافر تو مقیم مقیم کے طریقہ پر عمل کریں اور مسافر مسافر کے۔ **مسئلہ** ایک رکعت کے بعد دشمن کے مقابل جانے سے مراد پیدل جانا ہے۔ سواری پر جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔ **مسئلہ** اگر خوف بہت زیادہ ہو کہ سواری سے اُتر نہ سکیں تو سواری پر تنہا تنہا اشارے سے جس طرف بھی مُنھ کر سکیں اسی طرف نماز پڑھیں سواری پر جماعت سے نہیں پڑھ سکتے۔ ہاں اگر ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا اگلے کی اقتدا کر سکتا ہے اور سواری پر فرض نماز اسی وقت جائز ہوگی کہ دشمن ان کا تعاقب کر رہے ہوں اگر یہ دشمن کے تعاقب میں ہوں تو سواری پر نماز نہیں ہوگی۔ **مسئلہ** نمازِ خوف میں صرف دشمن کے مقابل جانا اور وہاں سے امام کے پاس صف میں آنا یا وضو جاتا رہا تو وضو کے لئے چلنا معاف ہے۔ اس کے علاوہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا۔ **مسئلہ** نمازِ خوف جس طرح دشمن سے ڈر کے وقت جائز ہے یوں ہی درندہ اور بڑے سانپ وغیرہ سے خوف ہو جب بھی جائز ہے۔

قضا نماز پڑھنے کا اسلامی طریقہ

غزوۂ خندق میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار نمازیں مشرکین کی وجہ سے جاتی رہی تھیں۔ یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ چلا گیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا اُنہوں نے اذان و اقامت کہی، حضور نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی۔ پھر اقامت کہی تو مغرب کی پڑھی پھر اقامت کہی تو عشاء کی پڑھی۔ **مسئلہ** بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے۔ اس پر فرض ہے کہ اس نماز کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے۔ یہ گناہ توبہ یا حج مقبول سے معاف ہو جاتا ہے۔ لیکن توبہ اسی وقت صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اگر نماز قضا نہ پڑھے اور توبہ کئے جائے تو یہ توبہ صحیح نہیں اور جب نماز اس کے ذمّہ تھی اس کو نہ پڑھا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا پھر توبہ کہاں ہوئی۔ حدیث میں ارشاد فرمایا گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو اپنے رب سے ٹھٹھا کرتا ہے۔[۱]

---

[۱] توبہ کرتے وقت اپنے کئے پر پچھتائے، نادم ہو، دل میں اس طرح کا مفہوم ہو کہ۔ اے میرے رب آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا تو کریم ہے ستار ہے جو گناہ ہوا ہے اُس کی سزا معاف فرما۔

نماز قضا کرنے کے اسلامی عُذر

دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لئے عذر ہے مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو۔ اور اگر سوار ہے اور سواری پر پڑھ سکتا ہے اگرچہ چلنے ہی کی حالت میں یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ تو عذر نہ ہوا۔ یوں ہی اگر قبلہ کو منھ کرتا ہے۔ تو دشمن کا سامنا ہوتا ہے تو جس رُخ ممکن ہو پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔ ورنہ نماز قضا کرنے کا گناہ ہوگا۔ **مسئلہ** فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی واجب اور سنّت کی قضا سُنّت یعنی وہ سُنّتیں جن کی قضا ہے جیسے فجر کی سُنّتیں جبکہ فرض کے ساتھ فوت ہو گئی ہوں اور ظہر کی پہلی سُنّتیں جبکہ ظہر کا وقت باقی ہو۔ اور باقی سنتوں کی قضا نہیں **مسئلہ** قضا کے لئے کوئی وقت معیّن نہیں۔ عمر میں جب بھی پڑھی جائے گی بری الذمہ ہو جائے گا۔ لیکن طلوع اور غروب اور زوال کے وقت نہ پڑھے کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔ **مسئلہ** ایسا مریض کہ اشارے سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔ **مسئلہ** جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسے ہی پڑھی جائے گی مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی۔ اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالتِ اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے۔ اگرچہ سفر میں پڑھے۔ البتّہ قضا پڑھنے کے وقت میں کوئی عذر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اس وقت کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا اور اب قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارے ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے اور صحت کے بعد اس کا اعادہ نہیں۔

قضا نمازوں میں ترتیب واجب ہے

پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پڑھے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء و وتر خواہ یہ سب قضا ہوں بعض ادا بعض قضا ہوں مثلاً ظہر کی قضا ہو گئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا وتر کی پڑھ لی تو نا جائز ہے **مسئلہ** اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائیں سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے مثلاً نماز عشاء و وتر قضا ہو گئے اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر اور دو فجر کے فرض پڑھے اور چھ رکعت کی وسعت ہے تو چار عشاء کے فرض اور دو فجر کے فرض پڑھے

مسئلہ چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا۔ اس پر ترتیب فرض نہیں رہی۔ اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور یاد ہونے کے وقتی پڑھے گا تو ہو جائے گی۔ خواہ وہ سب ایک ساتھ قضا ہوئی تھیں۔ مثلاً ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھی یا متفرق طور پر قضا ہوئی تھیں مثلاً چھ دن فجر کی نماز نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا۔ مگر ان کے پڑھتے وقت وہ قضائیں بھولا ہوا تھا۔ خواہ وہ سب پرانی ہوں یا بعض نئی بعض پرانی۔ مثلاً ایک مہینہ کی نماز نہ پڑھی پھر پڑھنی شروع کی پھر ایک وقت کی قضا ہو گئی تو اس کے بعد کی نماز ہو جائے گی۔ اگرچہ اس کا قضا ہونا یاد ہو۔ **مسئلہ** جب چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہو گئی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لی کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد ہونے کے فرض نماز ہو جائے گی۔ البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہو گئی تو اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ وقتی نماز نہ ہو گی۔ اور نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ نماز موقوف ہے اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائے گا۔ تو سب صحیح ہو جائیں گی اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں۔ یعنی نفل ہو گئیں۔ سب کو پھر سے پڑھے۔

اشد ضروری مسئلہ قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے تاکہ بری الذمہ ہو جائے۔ البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔ **مسئلہ** کسی شخص کی ایک نماز قضا ہو گئی اور یہ یاد نہیں کہ کونسی نماز تھی تو ایک دن کی کل نمازیں پڑھے۔ یوں ہی اگر دو نمازیں دو دن میں قضا ہوئیں تو دونوں دنوں کی سب نمازیں پڑھے۔ یوں ہی تین دن کی تین نمازیں اور پانچ دن کی پانچ نمازیں۔

فدیہ نماز کا اسلامی طریقہ جس کی نمازیں قضا ہو گئیں اور انتقال کر گیا تو اگر وصیت کر گیا ہے اور مال بھی چھوڑا ہے تو اس کی تہائی سے ہر فرض اور وتر کے بدلے دو سیر تین چھٹانک اٹھنی بھر اوپر گیہوں صدقہ کئے جائیں یا اس کے دونے جو۔ چنا۔ وغیرہ اور اگر مال نہیں چھوڑا اور ورثہ فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر بہ نیت فدیہ تصدق کر کے اس کے قبضہ میں دے دیں اور مسکین اپنی طرف سے اس وارث کو ہبہ کر دے اور یہ وارث قبضہ بھی کر لے پھر یہ وارث مسکین کو صدقہ کر دے۔ یوں ہی لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک

سب کا فدیہ ادا ہو جائے اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی عمل اختیار کریں اور اگر وصیت نہ کی تھی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہتا ہے۔ تو دے سکتا ہے فدیہ ادا ہو جائے گا اور مال کی تہائی بقدر کافی ہے اور وصیت یہ کی کہ اس میں سے تھوڑا لیکر لوٹ پھیر کرکے فدیہ پورا کرلیں اور باقی کو ورثہ یا اور کوئی لے لے تو گناہ گار ہوا۔ اگرچہ فدیہ ادا ہو جائے گا۔

فدیہ میں قرآن شریف دینا

بعض ناواقف یوں فدیہ ادا کرتے ہیں کہ نماز کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں ایک قرآن مجید دیتے ہیں اس سے کل فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہو گا جس قیمت کا قرآن شریف ہے **مسئلہ** قضائے عمری جو شب قدر یا آخر جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک سے ادا ہو گئیں یہ باطل محض ہے۔

نماز مریض کا اسلامی طریقہ

حدیث میں ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا ارشاد فرمایا کھڑے ہو کر پڑھو اگر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ تکیہ پر سجدہ کرتا ہے۔ آپ نے اسے پھینک دیا۔ اس نے ایک لکڑی لی کہ اس پر سجدہ کرے اسے بھی لے کر ہٹا دیا اور فرمایا کہ زمین پر نماز پڑھے اگر قدرت ہو ورنہ اشارے سے پڑھے اور سجدے کے اشارے کو رکوع کے اشارے سے پست کرے۔ **مسئلہ** جو شخص بوجہ بیماری کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں اس لئے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے لاحق ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے قطرہ آئے گا۔ یا بہت شدید درد ناقابل برداشت پیدا ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھے **مسئلہ** کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع اور سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے جو سجدہ کرنے سے بہے گا تو بیٹھ کر اشارے سے پڑھے **مسئلہ** اگر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارے سے پڑھے

پھر چھ وقت اسی حالت میں گذر گئے۔ تو ان کی قضا بھی ساقط فدیہ کی بھی حاجت نہیں ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے **مسئلہ** مریض اس حالت کو پہنچ گیا کہ رکوع و سجود کی تعداد یاد نہیں رکھ سکتا۔ تو اس پر ادا ضروری نہیں **مسئلہ** جنون یا بیہوشی اگر پورے چھ وقت کو گھیرے تو ان نمازوں کی قضا بھی نہیں اگرچہ بیہوشی آدمی یا درندے کے خوف سے ہو اور اگر چھ وقت سے کم ہو تو قضا واجب ہے۔ **مسئلہ** اگر کسی وقت ہوش ہو جاتا ہے تو یہ بات دیکھی جائے گی کہ اس کا وقت مقرر ہے کہ نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گذرے تو قضا واجب ہے اور اگر وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعتاً ہوش ہو جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس افاقے کا اعتبار نہیں یعنی سب بیہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی پس اگر وہ بیہوشیاں چھ وقت سے کم ہیں تو قضا واجب ہے ورنہ نہیں **مسئلہ** شراب یا بھنگ پی اگرچہ دوا کی غرض سے اور عقل جاتی رہی تو قضا واجب ہے اگرچہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانہ تک ہو۔ یوں ہی اگر دوسرے نے مجبور کر کے شراب پلا دی جب بھی قضا مطلقاً واجب ہے۔ **مسئلہ** اگر یہ حالت ہو کہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اور نہ رکھے تو کھڑے ہو کر پڑھ سکے گا۔ تو روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے **مسئلہ** آنکھ بنوائی اور مسلمان طبیب حاذق عادل یا مستور نے لیٹے رہنے کا حکم دیا۔ تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے۔ **مسئلہ** مریض کے نیچے نجس بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہو کہ بدلا بھی جائے تو نماز پڑھتے پڑھتے بقدر مانع ناپاک ہو جائے گا تو اسی پر نماز پڑھے یوں ہی اگر بدلا جائے تو اس قدر جلد نجس نہ ہوگا۔ مگر بدلنے میں مریض کو شدید تکلیف ہوگی تو اس صورت میں بھی اسی نجس بچھونے پر پڑھے۔

(وائے برحال ما) کہ نماز کے بارے میں ان احکام کے باوجود ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ بخار آیا ذرا شدت ہوئی نماز چھوڑ دی۔ شدت کا درد ہوا۔ نماز چھوڑ دی۔ کوئی پھڑیا نکل آئی۔ نماز چھوڑ دی۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ درد سر و زکام میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ مذکورہ بالا احکام سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ جب تک اشارے سے پڑھ سکتا ہے نماز پڑھنا اس پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پابندی نماز کی توفیق عطا فرمائے

شریعت میں مسافر کس کو کہتے ہیں

جو شخص تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے باہر ہوا اس کو شریعت میں مسافر

کہتے ہیں **مسئلہ** دن سے مراد سال کا سب میں چھوٹا دن اور تین۳ دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کیونکہ کھانے پینے نماز اور دیگر ضروریات کے لئے ٹھہرنا ضروری ہے، بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے، مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے دن اور تیسرے دن یونہی کیا تو اتنی دُور تک کی راہ کو **مسافتِ سفر** کہیں گے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہو نہ سُست خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستے میں اسی حساب سے جو اس کے لئے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی ہوا بالکل رُکی ہو نہ بالکل تیز۔

مسافتِ سفر کی شرعی مقدار

کوس کا اعتبار نہیں کیونکہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار $\frac{3}{8}$ ۵۷ میل ہے **مسئلہ** کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافتِ سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستے سے جائے گا اسی کا اعتبار ہے **مسئلہ** تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کے راستے کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں ہے **مسئلہ** محض نیّتِ سفر سے مسافر نہ ہوگا، بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے، شہر میں ہے تو شہر سے اور گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے **مسئلہ** اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے مسافر ہو جائے گا جبکہ مسافتِ سفر تک جانے کا ارادہ ہو **مسئلہ** سفر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہوا اور وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے اسی طرح ساری دُنیا گھوم آئے مسافر نہ ہوگا **مسئلہ** یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو۲ دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کرکے پھر ایک دن جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا اسی واسطے یہ شخص شرعاً مسافر نہ ہوگا۔

ریلوے ملازمین مسافر ہیں یا نہیں :۔ گارڈ اور انجن ڈرائیور وغیرہ کی ڈیوٹی اگر مسافتِ سفر

یاس یا اس سے زائد کی ہے تو وہ شرعاً مسافر ہیں ورنہ نہیں۔

سفر کی نماز

مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو رکعتیں پوری نماز ہے اور اگر قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار رہوا۔ کیونکہ واجب ترک کیا۔ لہٰذا توبہ کرے اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہوئی۔ **مسئلہ** کافر تین دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا دو دن کے بعد مسلمان ہو گیا تو اس کے لئے قصر ہے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے گا۔ اور نابالغ تین دن کی راہ کے قصد سے نکلا اور راستے میں بالغ ہو گیا اب سے جہاں جانا ہے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے حیض والی پاک ہوئی اور اب سے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے **مسئلہ** سُنّتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں ان کا پڑھنا افضل ہے۔

مسافر کب تک مسافر رہے گا

مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کر لے یہ حکم اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین دن کی راہ پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔

نیّت اقامت کے شرائط

نیت اقامت (ٹھہرنا) صحیح ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں ۱ چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں، ۲ وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو۔ لہٰذا جنگل یا دریا یا غیر آباد ٹاپو میں اقامت کی نیّت سے مقیم نہ ہو گا۔ ۳ پندرہ دن اقامت (ٹھہرنے) کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیّت سے مقیم نہ ہو گا۔ ۴ یہ نیّت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو مقیم نہ ہو گا۔ ۵ اپنا ارادہ مستقل رکھنا یعنی کسی کا تابع نہ ہو جیسے عورت شوہر کی تابع ہے جبکہ اس کا مہر معجل شوہر کے ذمہ باقی نہ ہو اس عورت کی اپنی نیّت بے کار ہے اسی طرح نوکر کہ وہ اپنے آقا کا تابع

ہے اور نیک بیٹا اپنے باپ کا تابع ہے ان سب کی اپنی نیت بیکار ہے بلکہ جن کے تابع ہیں ان کی نیتوں کا اعتبار ہے ان کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہے۔ ان کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہیں اس کی عالت اس کے ارادے کے منافی نہ ہو۔ جیسے حج کرنے گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکہ معظمہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے کیونکہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات و منیٰ کو ضرور جائے گا۔ پھر اتنے دنوں مکہ معظمہ میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے۔ اور منیٰ سے واپس ہو کر نیت کرے تو صحیح ہے۔

اگر مسافر امام ہو

تو مقیم اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔ لیکن امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قرأت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر سورۂ فاتحہ چپ کھڑا رہے اور اگر امام مقیم ہے اور مسافر مقتدی تو اس صورت میں مسافر چار پڑھے گا۔

وطن اصلی اور وطن اقامت کی تعریف وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہ سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ اور وطن اقامت وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ ۱۵ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ مسئلہ مسافر جب وطن اصلی میں پہنچ گیا تو سفر ختم ہو گیا۔ اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔ مسئلہ بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لئے وطن نہیں۔ مسئلہ مسافر نے کہیں شادی کر لی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم ہو گیا۔ اور دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہوں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔ مسئلہ ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا۔ اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں۔ ورنہ پہلا اصلی نہ رہا۔ خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ عورت بیاہ کر کے سسرال گئی اور رہنے سہنے لگی تو میکہ اس کے لئے وطن اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال تین دن کی مسافت پر ہے۔ وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے۔ اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی

سفر ختم ہوگیا۔ نماز پوری پڑھے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان وہاں سے ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے ہائے میری بربادی۔ ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا اس کے لئے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لئے دوزخ ہے۔ **مسئلہ** سجدہ کی چودہ[۱۴] آیتیں ہیں۔ سورہ اعراف[۱] میں سورہ رعد[۲] میں سورہ نحل[۳] میں۔ سورہ بنی اسرائیل[۴] میں۔ سورہ مریم[۵] میں، سورہ حج[۶] میں پہلی جگہ جہاں سجدہ کا ذکر ہے۔ سورہ فرقان[۷] میں سورہ نمل[۸] میں۔ سورہ الم تنزیل[۹] میں۔ سورہ ص[۱۰] میں۔ سورہ حم السجدہ[۱۱] میں۔ سورہ نجم[۱۲] میں۔ سورہ انشقاق[۱۳] میں۔ سورہ اقراء[۱۴] میں **مسئلہ** آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔ پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے سننے والے کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلاقصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہوجاتا ہے

ریڈیو سننے والے یاد رکھیں

اردو فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے پر بالاتفاق اور سننے والے پر احتیاطاً سجدہ واجب ہوگیا سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے معلوم نہ ہو تو بتا دیا گیا ہو۔ کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا۔ اور اگر خود آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔ سننے والے پر احتیاطاً واجب اس لئے بتایا کہ علمائے اہل سنت کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض فرماتے کہ اس کی آواز، آواز بازگشت ہے جیسے پہاڑ جنگل میں گونجنے والی آواز اس تقدیر پر واجب نہیں۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ اس کی آواز آواز یا بازگشت نہیں بلکہ اصل آواز سننے میں آتی ہے اس تقدیر پر قطعاً واجب ہے۔ اس اختلاف کے پیش نظر احتیاط اسی میں ہے کہ سننے والے سجدہ ادا کرلیں۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا استعمال بحالت نماز درست نہیں، مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ درست ہے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ یہ اختلاف بھی مذکورہ بالا اختلاف تحقیق پر مبنی ہے۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اجتناب کیا جائے **مسئلہ** چند شخصوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا

مجموعہ آیت سجدہ ہوگیا تو کسی پر سجدہ واجب نہیں یوں ہی آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے بھی واجب نہ ہوگا۔ یوں ہی پرندے سے آیت سجدہ سنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں **مسئلہ** آیت سجدہ پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وجوبِ نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو۔ لہٰذا اگر کافر یا مجنون نابالغ یا حیض و نفاس والی عورت نے آیت پڑھی تو سجدہ واجب نہیں۔ اور اگر مسلمان عاقل بالغ اہلِ نماز نے ان سے سنی تو اس پر واجب ہوگیا۔ **مسئلہ** آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

سجدۂ تلاوت کے شرائط

سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لئے بیان کئے گئے مثلاً طہارت۔ استقبالِ قبلہ نیت۔ ستر عورت وغیرہ **مسئلہ** اس کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیت کا سجدہ کرتا ہوں بلکہ مطلقاً سجدہ تلاوت کی نیت کافی ہے **مسئلہ** جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ سہو بھی فاسد ہو جاتا ہے۔

نماز میں سجدۂ تلاوت کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اوّل آخر دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا سنّت ہے اور کھڑے ہو کر سجدے میں جانا اور سجدے کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہیں **مسئلہ** رکوع یا سجود میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہوگیا اور اسی رکوع یا سجود سے ادا بھی ہوگیا اور تشہد میں پڑھی تو بھی سجدہ واجب ہوگیا۔ لہٰذا اس کو بطریقہ مذکورہ ادا کرے **مسئلہ** سجدۂ تلاوت میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنے کا حکم فرض نماز میں ہے اور نفل نماز میں اختیار ہے چاہے تو یہی پڑھے یا وہ دعا جو حدیث میں وارد ہے جس کو آئندہ بیان کیا جائے گا۔

بیرونِ نماز سجدۂ تلاوت کرنے کا اسلامی طریقہ

بیرون نماز سجدہ تلاوت کرنے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور سجدے سے فارغ ہو کر تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور سجدے میں

پڑھے: سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (ترجمہ) میرے چہرے نے سجدہ کیا اس کے لئے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی۔ اور اپنی طاقت و قوت سے کان اور آنکھ کی جگہ کھولی۔ برکت والا ہے اللہ جو اچھا پیدا کرنے والا ہے **مسئلہ** آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کرلینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کرسکے تو پڑھنے والے اور سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْر (ترجمہ) ہم نے سنا اور حکم مانا تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں۔ اے پروردگار اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے **مسئلہ** نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے بیرون نماز نہیں ہوسکتا۔ اور قصداً نہ کیا تو گنہگار ہوا **مسئلہ** اگر نماز میں آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کرلیا یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کرکے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا۔ **مسئلہ** نماز کا سجدہ تلاوت سجدے سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور رکوع سے بھی مگر رکوع سے جب ادا ہوگا کہ فوراً کرے فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے **مسئلہ** ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک سجدہ واجب ہوگا اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو۔ یوں ہی اگر خود آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا **مسئلہ** مجلس میں آیت پڑھی یا سنی اور سجدہ کرلیا پھر اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی یا سنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔

مجلس بدلنے کی صورتیں

تین لقمے کھانے۔ تین گھونٹ پینے۔ تین کلمے بولنے۔ تین قدم میدان میں چلنے سے اور خرید و فروخت کرنے اور لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ لہذا ایک آیت سجدہ پڑھنے کے بعد تین کلمے بولا پھر اسی آیت کو پڑھا تو دو سجدے واجب ہوں گے **مسئلہ** کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا قرأت۔ تسبیح تہلیل۔ درس وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا۔ اور اگر دونوں بار آیت پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا۔ مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی۔ **مسئلہ** جمعہ و عیدین اور سری نمازوں میں اور جس نماز میں جماعت عظیم ہو آیت سجدہ امام کو پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر آیت کے بعد فوراً رکوع و سجود کردے اور رکوع میں سجدے کی نیت نہ کرے تو کراہت نہیں۔

آیات سجدے کا عظیم الشان عمل

جس مقصد کے لئے ایک مجلس میں سجدے کی سب آیتیں پڑھ کر سجدہ کرے۔ اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمائے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کر لیا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ ۱۴ سجدے کرے۔

سجدۂ شکر کا اسلامی طریقہ

اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا۔ یا گم ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی۔ یا مسافر واپس آیا یا کسی اور نعمت کے ملنے پر سجدہ کیا تو اس کو **سجدۂ شکر** کہتے ہیں۔ اور اس کا کرنا مستحب ہے۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدہ تلاوت کا ہے۔

سجدۂ سہو کا اسلامی طریقہ

نماز کے واجبات میں سے جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لئے جو سجدہ واجب ہے اس کو سجدہ سہو کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں اَلتَّحِیَّات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے۔ سجدوں سے فارغ ہو کر پھر اَلتَّحِیَّات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور اگر بغیر سلام پھیرے سجدے کر لئے تب بھی کافی ہیں۔ مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے **مسئلہ** قصداً واجب ترک کیا تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہ ہوگی۔ بلکہ نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ یوں ہی اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدہ سہو نہ کیا جب بھی نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے **مسئلہ** کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجبات نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجبات تلاوت سے ہے واجبات نماز سے نہیں لہٰذا سجدہ سہو واجب نہ ہوگا **مسئلہ** فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا پھر سے پڑھے۔ سُنّتیں اور مستحبات کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں۔ سہواً ترک کیا ہو یا قصداً بلکہ نماز ہو گئی مگر دوبارہ پڑھنا مستحب ہے۔ **مسئلہ** سجدہ سہو کے بعد بھی اَلتَّحِیَّات پڑھنا واجب ہے۔ اَلتَّحِیَّات پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو سے قبل اور بعد دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ

پہلے قعدے میں التحیات اور درود پڑھے اور دوسرے میں صرف اَلتّحیات۔ مسئلہ ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو وہی دو سجدے سب کے لئے کافی ہیں۔ مسئلہ جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے۔ مسئلہ قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے میں بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ مسئلہ اگر مقتدی سے بحالتِ اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدہ سہو واجب نہیں اور اس کے ذمہ نماز کا اعادہ بھی نہیں۔ مسئلہ سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت باقی تھا یا سجدہ سہو کرنا تھا اور بھول کر سلام پھیرا تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا سجدہ کرے۔ میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہوا یا آگے کو سجدہ کی جگہ سے نہ گذرا تو سجدہ کرے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضر جوابی

قعدۂ اولیٰ میں التحیّات کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہو گئی۔ اسی واسطے اگر اتنی دیر تک ساکت (کچھ نہیں پڑھتا) رہتا ہے جب بھی سجدہ سہو واجب ہوتا۔ جیسے قعدہ در کوع و سجود میں قرآن شریف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا درود شریف پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ سہو واجب بتایا۔ عرض کی اس لئے کہ اس نے بھول کر درود پڑھا۔ حضور نے اس جواب پر تحسین فرمائی۔

اگر رکعتوں کی شمار میں شک ہو

مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے۔ تو سلام پھیر کر اس نماز کو سرے سے پڑھے اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں، بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے۔ تو اگر غالب گمان کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے یعنی تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے۔ دو اور تین میں شک

الحمد شریف پڑھ رہا تھا کہ چار آیتوں کے بعد دل میں آیا کہ دوبارہ پڑھوں لہٰذا پھر سے الحمد شروع کی ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب کہ تاخیر پیدا ہو گئی اسی طرح التحیات پڑھ رہے تھے نیند آ گئی آنکھ کھلی تو دوبارہ شروع کی سجدہ سہو تاخیر سے واجب ہو گیا۔

ہو تو وہ دعلیٰ ھٰذا القیاس اور تیسری چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کیونکہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدے کے بعد سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے اور غالب گمان کی صورت میں سجدہ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے میں بقدر ایک رکن کے وقفہ ہو گیا ہو تو سجدہ سہو واجب ہے۔ **مسئلہ** نماز پوری کرنے کے بعد شک ہوا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا مگر اس میں شک ہے کہ وہ کیا ہے تو پھر پڑھنا فرض ہے۔ **مسئلہ** مثلاً ظہر پڑھنے کے بعد ایک عادل شخص نے خبر دی کہ تم نے تین رکعتیں پڑھیں تو نماز دوبارہ پڑھے اگرچہ اس کے خیال میں یہ خبر غلط ہو۔ اور اگر کہنے والا عادل نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں اور اگر نمازی کو نماز کے بعد شک ہو اور دو عادل شخصوں نے خبر دی تو ان کی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے۔ **مسئلہ** وتر میں شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی قنوت پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ **مسئلہ** امام نماز پڑھا رہا ہے دوسری رکعت میں شک ہوا کہ پہلی ہے یا دوسری یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہو جاؤں بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں حرج نہیں اور سجدہ سہو واجب نہ ہوا۔

امامت اور اس کے شرائط کا بیان

یہاں پر امامت کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا۔ **مسئلہ** مرد غیر معذور کے امام کے لئے چھ[۶] شرطیں ہیں۔ اسلام[۱]۔ بالغ ہونا[۲]۔ عاقل ہونا[۳]۔ مرد ہونا[۴]۔ قرأت[۵]۔ معذور نہ ہونا[۶]۔ **مسئلہ** عورتوں کے امام کے لئے مرد ہونا شرط نہیں عورت بھی امام ہو سکتی ہے اگرچہ مکروہ ہے۔ **مسئلہ** نابالغوں کے امام کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ نابالغ بھی نابالغ کی امامت کر سکتا ہے۔ **مسئلہ** وہ بد مذہب جسکی بد مذہبی کفر کی حد کو پہنچ گئی ہو جیسے رافضی

۱؎ علاوہ اور کفریات کے دو کفر تو ان کے عالم وجاہل مرد عورت سب کو شامل ہیں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل ماننا۔ اور جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہے کافر ہے اور قرآن عظیم سے معاذ اللہ صحابہ کرام وغیرہم اہل سنت کا چند پارے یا سورتیں آیتیں گھٹانا کچھ الفاظ تغیر تبدیل کر دینا اور جو قرآن عظیم کے ایک حرف کی نسبت ایسا گمان کرے کافر ہے ان کے مجتہد حال نے یہ عقائد باطلہ اور دیگر عقیدۂ کفریہ صاف صاف لکھ کر اپنی مہر کر دی ان میں جو کوئی خود ان عقائد کا معتقد نہ بھی ہو تو مجتہد کو کافر ہرگز نہ کہے گا بلکہ جناب قبلہ وکعبہ ہی مانے گا اور جو منکر ضروریات دین کو معظم دینی جانے یا کافر ہی نہ کہے خود کافر ہے۔

اور وہ شخص جو شفاعت یا دیدارِ الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے۔ ان سب کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح وہابیہ زمانہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ یہ لوگ اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں یا توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ ان میں سے ہر بات کفر ہے۔ مسئلہ جس بد مذہب کی بد مذہبی حدِ کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اقتدا کی بارہ[12] شرطیں ہیں

نیت[1] اقتدا۔ اور اس[2] نیت اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا بشرطیکہ صورت تقدم میں کوئی اجنبی نیت و تحریمہ میں فاصل نہ ہو۔ امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔ دونوں[4] کی نماز ایک ہو۔ یا امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہو جیسے امام ظہر کے فرض پڑھ رہا ہے اور ایسے شخص نے اس کی اقتدا کی جو ظہر کے فرض پڑھ چکا ہے تو مقتدی کی نماز نفل ہوئی اور امام

---

[1] اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے براہین قاطعہ خلیل احمد دیوبندی صفحہ ۶ چھاپہ دیوبند۔

[2] حضور کا نماز میں خیال آنا گدھے بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بھی برا ہے اسمٰعیل دہلوی صراطِ مستقیم صفحہ ۹۷ چھاپہ دیوبند

[3] حضور مر کر مٹی میں مل گئے تقویت الایمان ص ۵۲ اسمٰعیل دہلوی چھاپہ دیوبند۔

[4] اس میں حضور کی کونسی تخصیص (بڑائی) ہے ایسا علم تو زید عمر (مجھے تمہیں) بلکہ ہر صبی و مجنون (ہر بچے پاگل دیوانے) کو بلکہ دنیا کے ہر ہر جانور کو اور درندوں کو حاصل ہے اشرف علی تھانوی دیوبندی حفظ الایمان پرانا ایڈیشن صفحہ ۶ نیا ایڈیشن صفحہ ۱۱ چھاپہ دیوبند۔ ص ۳

[5] یہ خیال کہ حضور آخری نبی ہیں اہلِ فہم کا نہیں بلکہ عوام (جاہلوں) کا ہے بانی مدرسہ دیوبند مولینا قاسم نانوتوی تحذیر الناس ص

[6] بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ بانی مدرسہ دیوبند قاسم صاحب نانوتوی تحذیر الناس ص ۲۵ چھاپہ دیوبند حوالہ نمبر ۵ کو غور سے پڑھیں کہ پیدا ہو۔ دوسرا جملہ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا اس (مذہب) عبارت کی رد میں قادیانی نے کافی مدلل جواب دیئے ہیں چنانچہ ایک مقام پر لکھتا ہے کہ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا اور قاسم صاحب کہتے ہیں کہ پیدا ہو تو خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ حالانکہ جب دوسرا نبی پیدا ہو گا تو پھر وہ خاتم ٹھہرا حضور خاتم کہاں رہے مقام خاتم النبیین چھاپہ ربوہ۔ یہ چند حوالے دیوبندی مذہب کے بانیوں کے پیش ہیں الاستمداد میں ۲۳۰ کفریہ عبارتیں نقل ہیں۔ کافر ہونے کے واسطے ایک کفریہ جملہ کافی ہے۔

امام کی نماز فرض۔ لیکن امام کی نماز اس کی نماز کو متضمن ہے۔ دونوں کی نماز ایک نہیں۔ امام[5] کی نماز مقتدی کے مذہب پر صحیح ہونا۔ اور امام[6] و مقتدی کا اسے صحیح سمجھنا۔ عورت[7] کا محاذی نہ ہونا۔ مقتدی کا امام سے مقدم نہ ہونا۔ امام[9] کے انتقالات کا علم ہونا۔ ارکان[10] کی ادا میں شریک ہونا۔ ارکان[11] کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم۔ شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔ **مسئلہ** امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی جا سکے تو اقتدا نہیں ہو سکتی۔ **مسئلہ** بیچ میں دہ در دہ حوض ہے تو اقتدا نہیں ہو سکتی مگر جب حوض کے گرد صفیں برابر متصل ہوں تو اقتدا صحیح ہے اور اگر چھوٹا حوض ہو تو بھی اقتدا صحیح ہے۔

مسئلہ میدان میں جماعت قائم ہوئی اگر امام و مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہے کہ اس میں دو[2] صفیں قائم ہو سکتی ہیں تو اقتدا صحیح نہیں اور بڑا مکان میدان کے حکم میں ہے اور اس مکان کو بڑا کہیں گے جو چالیس ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو۔ **مسئلہ** عیدگاہ میں کتنا ہی فاصلہ امام و مقتدی میں اقتدا ہو سکتی ہے اگرچہ بیچ میں دو یا زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔ **مسئلہ** امام و مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اگر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں مثلاً اس کی یا مکبر کی آواز سنتا ہو یا اس کے یا اس کے مقتدیوں کے انتقالات دیکھتا ہے تو حرج نہیں اگرچہ اس کے لئے امام تک پہنچنے کا راستہ نہ ہو مثلاً دروازے میں جالیاں ہیں کہ امام کو دیکھ رہا ہے مگر کھلا نہیں ہے کہ جانا چاہے تو جا سکے۔

مسئلہ وقت نماز میں تو یہی معلوم تھا کہ امام کی نماز صحیح ہے بعد کو معلوم ہوا کہ صحیح نہ تھی۔ مثلاً مسح موزے کی مدت گزر چکی تھی یا بھول کر بے وضو نماز پڑھا لی تو مقتدی کی نماز بھی نہ ہوئی۔ **مسئلہ** امام کی نماز خود اس کے گمان میں صحیح ہے اور مقتدی کے گمان میں صحیح نہ ہو جب بھی اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ مثلاً شافعی المذہب امام کے بدن سے نکل کر بہہ گیا جس سے حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور بغیر وضو کے امامت کی تو حنفی اس کی اقتدا نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو نماز باطل ہوگی اور اگر امام کی نماز خود اس کے طور پر صحیح ہو مگر مقتدی کے طور پر صحیح ہو اُس کی اقتدا صحیح ہے جبکہ امام کو اپنی نماز کا فساد معلوم نہ ہو مثلاً شافعی امام نے عورت کو چھونے کے بعد بغیر وضو کئے بھول کر امامت کی تو حنفی اس کی اقتدا کر سکتا ہے اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ اس سے ایسا واقعہ ہوا تھا اور اس نے وضو نہ کیا۔ **مسئلہ** عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا۔ اس وقت مرد کے لئے مانع اقتدا ہے جبکہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو نہ مرد کے قد برابر بلندی پر عورت کھڑی ہو۔ **مسئلہ** ایک عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو تین مردوں کی

نماز جاتی رہے گی۔ دو داہنے بائیں اور پیچھے والے کی اور دو عورتیں ہوں تو چار مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی دو داہنے بائیں دو پیچھے اور تین عورتیں ہوں تو دو دہنے بائیں اور پیچھے کی ہر صف سے تین شخص کی اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں ہیں ان سب کی نماز نہ ہو گی۔ **مسئلہ** اس وجہ سے کہ مقتدی کے پاؤں امام سے بڑے ہیں اس کی انگلیاں امام کی انگلیوں سے آگے ہیں مگر ایڑیاں برابر برابر ہوں تو نماز ہو جائے گی۔

امامت کا زیادہ حق دار کون ہے

سب سے زیادہ مستحق امامت وہ شخص ہے جو نماز و طہارت کے احکام سب سے زیادہ جانتا ہو۔ اگرچہ باقی علوم میں پوری دست گاہ نہ رکھتا ہو بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش سے بچتا ہو۔ **اس** کے بعد وہ شخص جو قرأت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ اگرچہ چند شخص ان باتوں میں برابر ہوں تو وہ شخص جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو۔ **اس میں** بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گذرا۔ **اس میں** بھی برابر ہوں تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں **اس میں** بھی برابر ہوں تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گذار کیونکہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ **اس میں** بھی برابر ہوں تو زیادہ خوبصورت **اس میں** بھی برابر ہوں تو زیادہ حسب دار **اس میں** بھی برابر ہوں تو جو بہ اعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو **اس میں** بھی برابر ہوں تو زیادہ مالدار **اس میں** بھی برابر ہوں تو زیادہ عزت والا **اس میں** بھی برابر ہوں تو جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں غرض کہ چند شخص جب برابر کے ہوں تو اُن میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہے، زیادہ حق دار ہے۔ اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے۔ جس کے نام قرعہ نکلے وہ امامت کرے یا ان میں جماعت جس کو منتخب کرے۔ وہ امام ہو اور اگر جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو گا۔ اور جماعت نے غیر افضل کو امام بنایا تو بُرا کیا گنہگار نہ ہوئے۔ **مسئلہ** امام معین ہی امامت کا حقدار ہے۔ اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور قرأت والا ہو۔ جبکہ وہ امام معین شرائط امامت کا جامع ہو۔ ورنہ وہ امامت کا اہل ہی نہیں بہتر ہونا درکنار۔ **مسئلہ** کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا

حرام ہے۔ اور اگر ناراضگی کسی وجہ شرعی سے نہ ہو تو حرام نہیں بلکہ اگر وہی زیادہ حق دار ہو تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔ **مسئلہ** فاسق معلن جیسے شرابی۔ جواری۔ زناکار۔ سود خوار۔ چغل خور وغیرہ کبیرہ گناہ بالاعلان کرتے ہیں ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ **مسئلہ** دیہقانی۔ اندھے۔ ولدالزنا۔ امرد۔ کوڑھی۔ فالج کی بیماری والے۔ برص والے کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت اس وقت ہے جبکہ جماعت میں اور کوئی ان سے بہتر ہو اور اگر یہی مستحق امامت ہیں تو اصلاً کراہت نہیں۔ اور اندھے کی امامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے اور جس کو کم سوجھتا ہے وہ بھی اندھے کے حکم میں ہے۔ **مسئلہ** عورت۔ خنثیٰ۔ نابالغ لڑکے کی اقتدا مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کرسکتا۔ یہاں تک کہ نماز جنازہ وتراویح و نوافل میں۔ اور مرد بالغ ان سب کا امام ہوسکتا ہے۔ مگر عورت بھی اس کی مقتدی ہو تو امامت عورت کی نیت کرے۔ سوا جمعہ و عیدین کے کہ ان میں اگرچہ امام نے امامت عورت کی نیت نہ کی اقتدا کرسکتی ہے اور عورت و خنثیٰ عورت کے امام ہوسکتے ہیں۔ مگر عورت کو مطلقاً امام ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ فرائض ہوں یا نوافل پھر بھی اگر عورت عورتوں کی امامت کرے تو امام آگے نہ ہو بلکہ بیچ میں کھڑی ہو اور آگے ہوگی جب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور خنثیٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ صف سے آگے ہو۔ ورنہ نماز ہوگی ہی نہیں۔ اور خنثیٰ خنثیٰ کا بھی امام نہیں ہوسکتا جیسے کہ مرد کا نہیں ہوسکتا۔

فقہ میں اُمّی کس کو کہتے ہیں

جس کو کوئی آیت یاد نہ ہو۔ اُس کو فقہائے کرام اُمّی کہتے ہیں اور جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے معنیٰ فاسد ہوجاتے ہیں وہ بھی امّی کے حکم میں ہے۔

فقہ میں قاری کس کو کہتے ہیں

جو بقدر فرض صحیح قرآن پڑھ سکتا ہو ایسے شخص کو فقہائے کرام اپنی اصطلاح میں قاری فرماتے ہیں **مسئلہ** قاری کی نماز اُمّی کے پیچھے نہیں ہوسکتی اور اُمّی کی قاری کے پیچھے ہوسکتی ہے۔ اور اگر امّی نے امّی اور قاری کی امامت کی تو کسی کی نماز نہ ہوگی نہ اُمّی کی نہ قاری کی۔ **مسئلہ** اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے۔ یہاں تک کہ بقدر فرض قرآن مجید یاد کرے۔ ورنہ عنداللہ معذور نہیں۔

اور جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ حروف کی تصحیح میں

رات دن پوری کوشش کرے۔ اور اگر صحیح خوان کی اقتدا کر سکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جن کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانۂ کوشش میں اس کی نماز ہو جائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی امامت بھی کر سکتا ہے یعنی اس کی کہ وہ بھی اسی حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو جس کو یہ صحیح نہیں پڑھتا۔ اور اگر اس سے جو حرف ادا نہیں ہوتا دوسرا اس کو ادا کر لیتا ہے مگر کوئی دوسرا حرف اس دوسرے سے ادا نہیں ہوتا۔ تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا۔ اور اگر تصحیح حروف کی کوشش بھی نہیں کرتا تو اس کی خود بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ہو گی۔ آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور تصحیح کی کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں خود باطل ہیں۔ امامت درکنار۔[1]

ہکلے کی نماز کا حکم

جس سے حرف مکرر ادا ہوں اس کو ہکلا کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر صاف پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے تو اس کے پیچھے پڑھنا لازم ہے ورنہ اس کی ہو جائے گی۔ اور اپنے مثل ہکلے یا اپنے سے زائد ہکلے کی امامت بھی کر سکتا ہے۔

مسئلہ جس کا ستر کھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہو سکتا۔ ستر کھلے ہوؤں کا امام ہو سکتا ہے اور جن کے پاس ستر کے لائق کپڑے نہ ہوں۔ ان کے لئے افضل یہ ہے کہ تنہا تنہا بیٹھ کر اشارے سے دُور دُور پڑھیں۔ جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ اور اگر جماعت سے پڑھیں تو امام بیچ میں ہو آگے نہ ہو۔

مسئلہ جو رکوع و سجود سے عاجز ہے یعنی وہ شخص کہ رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو اس کے پیچھے ایسے شخص کی نماز نہ ہو گی جو رکوع و سجود پر قادر ہے اور اگر بیٹھ کر رکوع اور سجود کر سکتا ہو تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی ہو جائے گی۔ **مسئلہ** فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور ایک فرض والے کی دوسرے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ خواہ دونوں کے فرض دو نام کے ہوں مثلاً ایک ظہر پڑھتا ہو دوسرا عصر یا صفت میں جدا ہوں مثلاً ایک آج کی ظہر پڑھتا ہو اور دوسرا کل کی اور اگر دونوں کی ایک ہی دن کے ایک ہی وقت کی قضا ہو گئی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ دو شخصوں نے باہم یوں نماز پڑھی کہ ہر ایک نے امامت کی نیت کی تو دونوں کی نماز ہو گئی۔ اور اگر ہر ایک نے اقتدا کی نیت کی تو دونوں کی نہ ہوئی۔ **مسئلہ** جہاں بوجہ شرط مقصود ہونے کے اقتدا صحیح

---

[1] اسی طرح گستاخِ رسول کتنا ہی قاری حافظ عالم ہو امام نہیں ہو سکتا۔ اگر خود گستاخی نہیں کرتا ہے بلکہ جن جن حضرات نے کی ہے ان کو اپنا پیشوا رہبر امام بلکہ مسلمان ہی جانتا ہے تو ایسا شخص بھی امامت نہیں کرا سکتا کہ گستاخِ رسول کو مسلمان جانتا ہے۔ اگر دانستہ ایسے شخص کو مسلمان جانتا ہے تو کفر ہے ورنہ گمراہ۔

نہ ہو تو وہ نماز سرے سے شروع ہی نہ ہوگی۔ اور اگر بوجہ مختلف نماز ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو تو مقتدی کے نفل ہو جائیں گے مگر یہ ایسے نفل ہیں کہ توڑ دینے سے قضا واجب نہیں ہوتی۔ **مسئلہ** جس نے وضو کیا ہے وہ تیمم والے کی اور پاؤں دھونے والا موزے پر مسح کرنے والے کی اور اعضائے وضو کا دھونے والا پٹی پر مسح کرنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔ **مسئلہ** کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھنے والے اور کوزہ پشت کی اقتدا کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس کا کُب حدِ رکوع کو پہنچا ہو اور جس کے پاؤں میں ایسا لنگ ہے کہ پورا پاؤں زمین پر نہیں جمتا۔ وہ اوروں کی امامت کر سکتا ہے۔ مگر اس کے بجائے دوسرا شخص افضل ہے **مسئلہ** نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے اگرچہ فرض پڑھنے والا پچھلی رکعتوں میں قرأت نہ کرے۔

امام پر لازم ہے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی امامت صحیح نہ ہو۔ کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کر دے۔ جہاں تک بھی ممکن ہو خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے یا خط کے ذریعے سے۔ پھر مقتدیوں پر لازم ہے کہ اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔ **مسئلہ** امام نے اپنا کافر ہونا بتایا تو پیشتر کے بارے میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں ان کا اعادہ نہیں۔ ہاں اب وہ بتانے سے بیشک مرتد ہو گیا مگر جبکہ یوں کہے کہ اب تک کافر تھا اور اب مسلمان ہو گیا تو مرتد نہ ہوگا۔

مقتدی کی چار قسمیں ہیں

اوّل۔ مُدرِک اسے کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے التحیات تک امام کے ساتھ نماز پڑھی۔ اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔ **دوم۔** لاحق وہ ہے جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں خواہ عذر سے فوت ہوں جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع وسجود کرنے نہ پایا۔ یا بلا عذر فوت ہوں جیسے امام سے پہلے رکوع وسجود کر لیا پھر اس کا اعادہ بھی نہ کیا تو امام کی دوسری رکعت اس کی پہلی رکعت ہوئی۔ اور تیسری دوسری اور چوتھی تیسری اور آخر میں ایک رکعت پڑھنی ہوگی۔ **سوم** مسبوق وہ ہے جو امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔ **چہارم** لاحق

مسبوق وہ ہے جس کو کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔ **مسئلہ** لاحق مُدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا تو اس میں نہ قرأت کرے گا نہ سہو سے سجدہ سہو کرے گا اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا۔ یہ نہ ہو گا کہ امام کے ساتھ پڑھے پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے بلکہ جہاں سے باقی ہے وہاں سے پڑھنا شروع کرے اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہو گیا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی تو ہو گئی مگر گنہگار ہوا۔ **مسئلہ** مسبوق کا حکم لاحق کے خلاف ہے وہ یہ کہ پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قرأت کرے گا۔ اور اس میں سہو ہو تو سجدۂ سہو کرے گا۔ **مسئلہ** مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے۔ کہ پہلے ثنا نہ پڑھی تھی اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قرأت کر رہا تھا۔ یا امام رکوع میں تھا اور ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا یا امام قعدے میں تھا۔ غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب ثنا پڑھے گا اور قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھے گا۔ اور اگر مسبوق نے اپنی فوت شدہ پڑھ کر امام کی متابعت کی تو نماز فاسد ہو گئی۔ **مسئلہ** مسبوق نے امام کو قعدے میں پایا، تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کہے پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدے میں جائے اور رکوع وسجود میں پائے جب بھی یونہیں کرے اور اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا اور حد رکوع تک پہنچ گیا تو سب صورتوں میں نماز نہ ہو گی۔ **مسئلہ** مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قرأت میں یہ رکعت اول رکعت قرار دی جائے گی اور التحیات کے حق میں اوّل نہیں۔ **مسئلہ** مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیئے تو نماز فاسد ہو گئی اور بھول کر سلام پھیرا تو اگر امام کے ذرا بعد پھیرا ہے تب تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو لازم نہیں۔ **مسئلہ** لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے اُن کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے۔ مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا۔ پھر دو رکعتوں میں سو تا رہ گیا تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قرأت ادا کرے صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے۔ جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے اس کی متابعت کرے۔ پھر وہ فوت شدہ مع قرأت پڑھے۔

پانچ چیزیں امام نہ کرے تو مقتدی بھی نہ کرے

پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے۔ تکبیرات[1] عیدین۔ قعدۂ اولیٰ[2]۔ سجدۂ تلاوت[3]۔ سجدۂ سہو[4]۔ قنوت[5] جبکہ مقتدی کو رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔ لیکن امام نے اگر قعدۂ اولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اس کے ترک میں امام کی متابعت نہ کرے۔ بلکہ اُسے بتائے تاکہ وہ واپس آجائے۔ اگر واپس آگیا تو فبہا اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا تو اب نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی۔ بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔

چار چیزوں میں مقتدی امام کا ساتھ نہ دے

نماز[1] میں کوئی زائد سجدہ کیا۔ تکبیرات[2] عیدین میں اقوال صحابہ پر زیادتی کی۔ جنازے[3] میں پانچ تکبیریں کہیں۔ پانچویں[4] رکعت کے لئے بھول کر کھڑا ہوگیا پھر اس صورت میں قعدہ اخیرہ کرچکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پانچویں کا سجدہ کرلیا تو مقتدی تنہا سلام پھیرے اور اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیرلیا ہو۔

وہ ۹ نو چیزیں کہ امام ترک کردے تو مقتدی بجالائیں

تکبیر[1] تحریمہ میں ہاتھ اُٹھانا۔ ثنا[2] پڑھنا جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ آہستہ پڑھتا ہو۔ رکوع[3]۔ سجود[4] کی تکبیرات و تسبیحات[5] سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ[6] کہنا۔ التحیات[7] پڑھنا۔ سلام[8] پھیرنا۔ تکبیرات[9] تشریق جو نویں ذی الحجہ کی نماز صبح سے تیرہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد کہی جاتی ہیں۔

شمار رکعت میں امام و مقتدی کا اختلاف

امام و مقتدیوں میں اختلاف ہوا مقتدی کہتے ہیں تین پڑھیں تو امام کہتا ہے چار پڑھیں تو اگر امام کو یقین ہوا اعادہ نہ کرے ورنہ کرے۔ اور اگر مقتدیوں میں باہم اختلاف ہوا تو امام جس طرف ہے اس کا قول لیا جائے گا۔ ایک شخص کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک کو چار کا اور باقی مقتدیوں اور امام کو شک ہے تو ان لوگوں پر کچھ نہیں اور جسے کمی کا یقین ہے وہ اعادہ کرے۔ اگر امام کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک

شخص کو پوری ہونے کا یقین ہے۔ تو امام و قوم اعادہ کرے۔ اور اس یقین کرنے والے پر اعادہ نہیں اگر ایک شخص کو کمی کا یقین ہے اور امام و جماعت کو شک ہے۔ تو اگر وقت باقی ہے اعادہ کریں۔ ورنہ ان کے ذمہ کچھ نہیں۔ ہاں اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہرحال اعادہ ہے۔

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

نماز میں جس کا وضو جاتا رہے۔ اگرچہ قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد سلام سے پہلے تو وضو کر کے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے اس کو **بنا** کہتے ہیں مگر افضل یہ ہے کہ سرے سے پڑھے اسے **استیناف** کہتے ہیں **مسئلہ** جس رکن میں حدث واقع ہے ہو جیسے رکوع و سجدہ وغیرہ تو بنا کی صورت میں اس اس کا اعادہ کرنا ہوگا۔

بنا کی تیرہ[۱۳] شرطیں

اگر ان میں سے ایک شرط بھی معدوم ہو بنا جائز نہیں (۱) حدث موجب وضو ہو۔ **مسئلہ** پس اگر موجب غُسل ہے تو بنا جائز نہیں۔ جیسے تفکّر وغیرہ سے انزال ہوگیا تو بنا نہیں ہو سکتی۔ سرے سے پڑھنا ضروری ہے (۲) حدث کا وجود نادر نہ ہو۔ **مسئلہ** اگر نادر ہے جیسے بے ہوشی۔ جنون وغیرہ تو بنا نہیں کر سکتا (۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی وہ اور اس کا سبب بندے کے اختیار سے نہ ہو۔ **مسئلہ** اگر وہ حدث سماوی نہیں۔ خواہ اس مصلی کی طرف سے ہو کہ قصداً اس نے اپنا وضو توڑ دیا۔ یا پھڑیا دبا دی جس سے مواد بہا خواہ دوسرے کی طرف سے ہو جیسے کسی نے اس کے سر پر پتھر مارا کہ خون نکل کر بہہ گیا یا کسی نے اس کی پھڑیا دبا دی اور خون بہہ گیا۔ یا چھت سے اِس پر کوئی پتھر گرا اور اس کے بدن سے خون بہا وہ پتھر خود بخود گرا یا کسی کے چلنے سے تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کر سکتا۔ (۴) وہ حدث اس کے بدن سے ہو۔ **مسئلہ** اگر اس کے بدن سے نہیں جیسے کسی نے اس کے بدن پر نجاست ڈال دی یا کسی طرح اس کا بدن یا کپڑا ایک درہم سے زیادہ نجس ہوگیا۔ تو اسے پاک کرنے کے بعد بنا نہیں کر سکتا۔ (۵) اس حدث کے ساتھ کوئی رُکن ادا نہ کیا ہو۔ **مسئلہ** اگر کیا جیسے رکوع یا سجدے میں حدث ہوا اور بہ نیت ادائے رکوع یا سجدہ سر اُٹھایا یعنی رکوع سے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سجدے سے اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے اٹھا تو بنا نہیں کر سکتا۔ (۶) نہ بغیر عذر بقدر ادائے رکن

ٹھہرا ہو۔ **مسئلہ** اگر ٹھہرا ہو جیسے کپڑا ناپاک ہو گیا۔ اور اسی حالت میں بقدر ایک رکن ادا کرنے کے توقف کیا تو نماز فاسد ہو گئی بنا نہیں کر سکتا (۷) نہ چلنے میں کوئی رکن ادا کیا ہو۔ **مسئلہ** جیسے وضو کے لئے جانے میں یا وہاں سے واپسی میں قرأت کی تو بنا نہیں ہو سکتی۔ (۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اُسے اجازت نہ تھی نہ کیا ہو۔ **مسئلہ** جیسے حدث ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے اُسے چھوڑ کر دُور جگہ گیا تو بنا نہیں کر سکتا یونہیں بعد حدث کلام کیا یا کھایا یا پیا تو بنا نہیں ہو سکتی (۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔ **مسئلہ** وضو کے لئے کنوئیں سے پانی بھرنا پڑا تو بنا ہو سکتی ہے اور بغیر ضرورت ہو تو نہیں **مسئلہ** وضو کرنے میں بلا ضرورت ستر کھولا جیسے عورت نے وضو کے لئے ایک ساتھ دونوں کلائیاں کھول دیں تو نماز فاسد ہو گئی اس پر بنا نہیں کر سکتی (۱۰) حدث سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔ **مسئلہ** جیسے موزے پر مسح کیا تھا پھر نماز میں حدث ہوا وضو کے لئے گیا اثنائے وضو میں مسح کی مدت ختم ہو گئی، یا تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اور حدث ہوا اور پانی پایا یا پٹی پر مسح کیا تھا۔ نماز میں حدث کے بعد زخم اچھا ہو کر پٹی کھُل گئی تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کر سکتا (۱۱) حدث کے بعد صاحب ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔ **مسئلہ** جیسے صاحب ترتیب ظہر کی نماز میں تھا اور گمان ہوا کہ فجر کی نہیں پڑھی۔ نماز چھوڑنے کے خیال سے ہٹا ہی تھا۔ کہ معلوم ہوا گمان غلط ہے تو نماز فاسد ہو گئی بنا نہیں کر سکتا۔ (۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔ **مسئلہ** جیسے مقتدی کو حدث ہوا تو واجب ہے کہ واپس آئے اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے دوسری جگہ ادا کی تو بنا جائز نہیں۔ اسی طرح امام کو حدث لاحق ہوا۔ اور کسی شخص کو خلیفہ بنا کر وضو کرنے چلا گیا اور وضو سے فارغ ہو گیا۔ لیکن وہ خلیفہ ابھی تک نماز سے فارغ نہیں ہوا تو اس پر واجب ہے کہ لوٹ کر اسی خلیفہ کے پیچھے نماز کو پورا کرے اگر نہ لوٹا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس پر بنا کرنا درست نہ ہو گا (۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو جو لائق امامت نہیں **مسئلہ** جیسے امام کو حدث لاحق ہوا اور اس نے کسی اُمّی کو خلیفہ بنایا۔ تو امام کی بھی نماز فاسد ہو گئی اور قوم کی بھی نہ امام بنا کر سکتا ہے نہ قوم۔

نماز میں خلیفہ بنانے کا اسلامی طریقہ

نماز میں امام کو حدث ہو تو ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں دوسرے کو باقی نماز کے ادا کرنے

ٹھہرا ہو۔ **مسئلہ** اگر ٹھہرا ہو جیسے کپڑا ناپاک ہو گیا۔ اور اسی حالت میں بقدر ایک رکن ادا کرنے کے توقف کیا تو نماز فاسد ہو گئی بنا نہیں کر سکتا (۷) نہ چلنے میں کوئی رکن ادا کیا ہو۔ **مسئلہ** جیسے وضو کے لئے جانے میں یا وہاں سے واپسی میں قرأت کی تو بنا نہیں ہو سکتی۔ (۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اُسے اجازت نہ تھی نہ کیا ہو۔ **مسئلہ** جیسے حدث ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے اُسے چھوڑ کر دُور جگہ گیا تو بنا نہیں کر سکتا یونہیں بعد حدث کلام کیا یا کھایا یا پیا تو بنا نہیں ہو سکتی (۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔ **مسئلہ** وضو کے لئے کنویں سے پانی بھرنا پڑا تو بنا ہو سکتی ہے اور بغیر ضرورت ہو تو نہیں **مسئلہ** وضو کرنے میں بلا ضرورت ستر کھولا جیسے عورت نے وضو کے لئے ایک ساتھ دونوں کلائیاں کھول دیں تو نماز فاسد ہو گئی اس پر بنا نہیں کر سکتی (۱۰) حدث سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔ **مسئلہ** جیسے موزے پر مسح کیا تھا پھر نماز میں حدث ہوا وضو کے لئے گیا اثنائے وضو میں مسح کی مدّت ختم ہو گئی۔ یا تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اور حدث ہوا اور پانی پایا یا پٹّی پر مسح کیا تھا۔ نماز میں حدث کے بعد زخم اچھا ہو کر پٹّی کھُل گئی تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کر سکتا (۱۱) حدث کے بعد صاحب ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔ **مسئلہ** جیسے صاحب ترتیب ظہر کی نماز میں تھا اور گمان ہوا کہ فجر کی نہیں پڑھی۔ نماز چھوڑنے کے خیال سے ہٹا ہی تھا۔ کہ معلوم ہوا گمان غلط ہے تو نماز فاسد ہو گئی بنا نہیں کر سکتا۔ (۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔ **مسئلہ** جیسے مقتدی کو حدث ہوا تو واجب ہے کہ واپس آئے اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے دوسری جگہ ادا کی تو بنا جائز نہیں۔ اسی طرح امام کو حدث لاحق ہوا۔ اور کسی شخص کو خلیفہ بنا کر وضو کرنے چلا گیا اور وضو سے فارغ ہو گیا۔ لیکن وہ خلیفہ ابھی تک نماز سے فارغ نہیں ہوا تو اس پر واجب ہے کہ لوٹ کر اسی خلیفہ کے پیچھے نماز کو پورا کرے اگر نہ لوٹا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس پر بنا کرنا درست نہ ہو گا (۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو جو لائق امامت نہیں **مسئلہ** جیسے امام کو حدث لاحق ہوا اور اس نے کسی اُمّی کو خلیفہ بنایا۔ تو امام کی بھی نماز فاسد ہو گئی اور قوم کی بھی نہ امام بنا کر سکتا ہے نہ قوم۔

نماز میں خلیفہ بنانے کا اسلامی طریقہ

نماز میں امام کو حدث ہو تو ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں دوسرے کو باقی نماز کے ادا کرنے

میں خلیفہ کر سکتا ہے۔اس کو فقہائے کرام کی اصطلاح میں استخلاف کہتے ہیں۔ یہ استخلاف نماز جنازہ بھی ہو سکتا ہے۔**مسئلہ** جس موقع پر بنا جائز ہے وہاں استخلاف صحیح ہے اور جہاں بنا صحیح نہیں استخلاف بھی صحیح نہیں۔**مسئلہ** جو شخص اس محدث کا امام ہو سکتا ہے وہ خلیفہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور جو امام نہیں بن سکتا وہ خلیفہ بھی نہیں ہو سکتا۔**مسئلہ** جب امام کو حدث ہو جائے تو ناک بند کرکے (کہ نکسیر گمان کریں) پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے۔ اور اشارے سے کسی کو خلیفہ بنائے۔ خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔**مسئلہ** میدان میں نماز ہو رہی ہے تو جب تک صفوں سے باہر نہ گیا خلیفہ بنا سکتا ہے اور مسجد میں ہے تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا استخلاف ہو سکتا ہے۔**مسئلہ** مکان اور چھوٹی عید گاہ مسجد کے حکم میں ہے۔ بڑی مسجد اور بڑا مکان اور بڑی عید گاہ میدان کے حکم میں ہے۔ **مسئلہ** امام نے کسی کو خلیفہ نہ کیا بلکہ قوم میں سے کسی نے بنا دیا۔ یا خود ہی امام کی جگہ پر نیت امامت کرکے کھڑا ہو گیا۔ تو یہ خلیفہ امام ہو جائے گا۔ اور محض امام کی جگہ پر چلے جانے سے امام نہ ہوگا جب تک نیتِ امامت نہ کرے۔**مسئلہ** امام کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے بلکہ کسی اور کو اور جو مسبوق ہی کو خلیفہ بنائے تو اُسے چاہئے کہ قبول نہ کرے اور قبول کر لیا تو ہو جائے گا۔ **مسئلہ** اگر مسبوق کو خلیفہ بنا دیا۔ تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے مسبوق وہیں سے شروع کرے۔ رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کتنی نماز باقی ہے۔ لہٰذا امام اُسے اشارے سے بتا دے۔ مثلاً ایک رکعت باقی ہے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے دو ہوں تو دو سے۔ رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے۔ اور سجدے کے لئے پیشانی پر۔ قرأت کے لئے مُنہ پر۔ سجدۂ تلاوت کے لئے پیشانی اور زبان پر اور سجدہ سہو کے لئے سینے پر رکھے اور اگر اس مسبوق کو معلوم ہو تو اشارے کی کچھ حاجت نہیں۔ **مسئلہ** چار رکعت والی نماز میں ایک شخص نے اقتدا کی پھر امام کو حدث ہوا ہو تو اسے خلیفہ کیا اور اُسے معلوم نہیں کہ امام نے کتنی پڑھی اور کیا باقی ہے تو یہ چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت پر قعدہ کرے۔ **مسئلہ** مسبوق کو خلیفہ کیا تو امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لئے کسی مدرک کو مقدم کرے کہ وہ سلام پھیرے۔**مسئلہ** لاحق کو خلیفہ بنایا تو اُسے حکم ہے کہ جماعت کی طرف اشارہ کر دے کہ اپنے حال پر سب لوگ رہیں۔ یہاں تک کہ جو اس کے ذمے ہے اسے پورا کرکے نمازِ امام کی تکمیل کرے۔ اور اگر پہلے امام کی نماز پوری کر دی تو جب سلام کا موقع آئے تو کسی کو سلام پھیرنے

کے لئے خلیفہ بنائے اور خود اپنی پوری کرے **مسئلہ** امام نے ایک کو خلیفہ بنایا۔ اور اس خلیفہ نے دوسرے کو خلیفہ کر دیا تو اگر امام کے مسجد سے باہر ہونے اور خلیفہ کے امام کی جگہ پر پہنچنے سے پہلے یہ ہوا تو جائز ہے ورنہ نہیں **مسئلہ** اگر شدت سے پاخانہ پیشاب معلوم ہوا کہ نماز پوری نہیں کر سکتا تو استخلاف جائز نہیں۔ یونہیں اگر پیٹ میں شدید درد ہوا کہ کھڑا نہیں رہ سکتا۔ تو بیٹھ کر پڑھے استخلاف جائز نہیں **مسئلہ** امام کو حدث ہوا اور کسی کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے ابھی نماز پوری نہیں کی ہے کہ امام وضو سے فارغ ہو گیا تو اس کو واجب ہے کہ واپس آئے۔ اور نماز کو خلیفہ کے پیچھے پوری کرے۔ اور اگر خلیفہ پوری کر چکا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہیں پوری کرے یا موضع اقتدا میں آئے۔ یونہیں منفرد کو اختیار ہے۔

نمازِ باجماعت کے اسلامی خصوصیات

حدیث ۱ رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز باجماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہے۔ **حدیث ۲** رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کامل وضو کیا پھر نماز فرض کے لئے چلا اور امام کے ساتھ پڑھی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔[۱]

محبوبِ خدا پر ارضی و سماوی ہر چیز کا انکشاف

حدیث ۳ سرورِ انبیا محبوبِ کبریا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے رب کو نہایت جمال کے ساتھ تجلّی فرمائے ہوئے دیکھا۔ اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی لبیک وسعدیك حاضر ہوں حاضر ہوں۔ اس نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ملائکہ مقربین کس بات میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی کہ مجھ کو علم نہیں۔ رب تبارك وتعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک مجھے اپنے سینے میں محسوس ہوئی (تو اس فیضِ ربانی سے) مجھ کو سارے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا علم حاصل ہو گیا۔ پھر رب نے فرمایا۔ اے محمد جانتے ہو کہ ملائکہ مقربین کس بات میں بحث کر رہے ہیں۔

---

[۱] بشرطیکہ امام سُنّی صحیح العقیدہ ہو گستاخِ رسول یا گستاخِ رسول کو اپنا پیشوا نہ جانتا ہو اگر ایسے کی اقتدا کی تو اس نے کیا فرض بھی ادا نہیں ہوا بلکہ گناہ لازم کہ حضور کے گستاخ کو اپنا امام پیشوا بنایا۔

میں نے عرض کی ہاں درجات کے بارے ہیں اور کفارات کے بارے ہیں اور جماعتوں کی طرف چلنے کے بارے میں اور اس امر میں کہ جس نے ان پر محافظت کی خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ رب نے فرمایا اے محمدؐ میں نے عرض کی لبیک وسعدیک فرمایا جب نماز پڑھو تو یہ دعا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے کی توفیق کا اور بُرائیوں کے چھوڑنے کی توفیق کا۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مسکینوں کی محبت میرے قلب میں ڈال دے۔ اور جب تو ارادہ فرمائے کہ بندوں کو کسی فتنے میں مبتلا کرے تو مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر اپنی طرف اُٹھا لیجیو۔ فرمایا اور درجات (جن کے بارے میں فرشتے گفتگو کر رہے تھے) یہ ہیں سلام عام کرنا یعنی ہر مسلمان کو سلام کرنا خواہ اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو اور کھانا کھلانا یعنی بھوکوں کو، مسکینوں کو، مہمانوں وغیرہ کو۔ اور رات میں نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہوں (یہ وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا ہے)

جماعت کے بعد جماعت

حدیث ترمذی شریف میں جلیل القدر صحابی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب مسجد میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نماز باجماعت پڑھ چکے تھے فرمایا، ہے کوئی کہ اس پر صدقہ کرے یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھ لے تاکہ اسے جماعت کا ثواب مل جائے۔ ایک صاحب (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

حدیث۔ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فلاں حاضر ہے لوگوں نے عرض کی نہیں۔ پھر فرمایا فلاں حاضر ہے۔ لوگوں نے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا یہ دونوں نمازیں (فجر و عشاء) منافقین پر بہت گراں ہیں اگر جانتے کہ ان میں کیا (ثواب) ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے آتے اور بیشک پہلی صف فرشتوں کی صف کے مثل ہے اگر تم جانتے کہ اس کی فضیلت کیا ہے تو اس کی طرف سبقت کرتے۔ مرد کی ایک مرد کے ساتھ نماز بہ نسبت تنہا کے زیادہ پاکیزہ ہے اور دو کے ساتھ بہ نسبت ایک کے زیادہ اچھی اور جتنے زیادہ ہوں اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں

صفوں کا اسلامی امتیاز

حدیث۶ ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر۔ فرمایا اللہ اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی اور دوسری پر فرمایا۔ اور دوسری پر بھی۔ پھر فرمایا صفوں کو برابر کرو اور مونڈھوں کو مقابل کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کُشادگیوں کو بند کرو۔ کہ شیطان بھیڑ کے بچّہ کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔

حدیث۷۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے۔ یہاں تک کہ خیال فرمالیا کہ اب ہم سمجھ گئے۔ پھر ایک دن تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہیں کہ ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا۔ فرمایا۔ اے اللہ کے بندو۔ صفیں برابر کرو۔ ورنہ تمہارے اندر اللہ تعالیٰ اختلاف ڈال دے گا۔

حدیث۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مردوں کی سب صفوں میں بہتر پہلی صف ہے اور سب میں کمتر پچھلی۔ اور عورتوں کی سب صفوں میں بہتر پچھلی ہے اور کمتر پہلی۔

عورت کا نماز پڑھنا کہاں بہتر ہے

حدیث۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی مکرّم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عورت کا دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں دالان سے بہتر یعنی زیادہ سے زیادہ پردہ عورت کے حق میں بہتر ہے۔

حدیث۹۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خلیفۂ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (یعنی جو اجنبی کی طرف نظر کرے) اور بے شک عورت عطر لگا کر مجلس میں جائے تو ایسی اور ایسی ہے (یعنی زانیہ ہے)

جماعت کے مسائل

مسئلہ عاقل۔ بالغ۔ حُر۔ قادر پر جماعت واجب ہے۔ بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گناہ گار اور مستحقِ سزا ہے۔ اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادۃ ہے اور اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار۔

ہوئے۔ **مسئلہ** جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنّت کفایہ جس کے معنی یہ ہیں کہ محلّے کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کرلی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہو گئی اور رمضان کے وتر میں جماعت مستحب ہے نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں جماعت کرنا اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ **تداعی** کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ سورج گہن میں جماعت سُنّت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔ **مسئلہ** اگر وضو میں تین تین بار اعضاء دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی تو افضل یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے۔ اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مل جائے گی مگر تکبیر اولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔ **مسئلہ** مسجد محلہ میں جس کے لئے امام مقرر ہو۔ محلّے کے امام نے اذان واقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھلی ہو تو اذان واقامت کے ساتھ ہیئت اولیٰ پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر بے اذان دوسری جماعت ہوئی تو حرج نہیں جبکہ محراب سے ہٹ کر دوسری جماعت کا امام کھڑا ہو اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت دوسری جماعت نہ ہوگی۔ ہیئت بدلنے کے لئے امام کی محراب سے دہنے بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے۔ شارع عام کی مسجد میں لوگ جوق در جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں اس میں اگرچہ اذان واقامت کے ساتھ دوسری جماعت قائم کی جائے کوئی حرج نہیں بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان واقامت سے جماعت قائم کرے۔ یونہیں اسٹیشن وسرائے کی مسجدوں کا حکم ہے

جماعت ترک کرنے کے اسلامی عذر

[1] مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو۔ [2] اپاہج۔ [3] جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔ [4] جس پر فالج گرا ہو۔ [5] اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔ [6] اندھا اگرچہ اندھے کے لئے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچادے۔ [7] سخت بارش۔ اور [8] شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔ [9] سخت سردی۔ [10] سخت تاریکی۔ [11] آندھی۔ [12] مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ۔ [13] قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگدست ہے۔ [14] ظالم کا خوف۔ [15] پاخانہ، [16] پیشاب، [17] ریاح کی حاجت شدید ہے۔ [18] کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو۔ [19] قافلہ چلا جانے کا اندیشہ

وضو میں چار فرض میں ان کو کامل طریق پر دو مرتبہ کے دھونے سے ہوسکے تو بہتر ورنہ چہرے کی حد اور کہنیوں ٹخنوں کے قریب کی جگہ اگر دس مرتبہ کے دھونے سے صحیح دُھلتے ہیں تو صحیح دھوئے ورنہ وضو نہ ہوا تو نماز اور جماعت کب رہی۔

ہے۔ مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لئے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی۔ اور گھبرائے گا یہ سب ترکِ جماعت کے لئے عذر ہیں **مسئلہ** عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھیاں یو ہیں وعظ کی مجالس میں بھی جانا ناجائز ہے۔ بشرطیکہ پردہ کا انتظام نہ ہو۔

مقتدی کہاں کھڑا ہو

اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو۔ امام کی برابر داہنی جانب کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور دو سے زائد کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے **مسئلہ** امام کے برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کے پاؤں کا گٹا امام کے گٹے سے آگے نہ ہو۔ سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں پس اگر امام کے برابر کھڑا ہوا اور چونکہ مقتدی امام سے دراز قد ہے لہٰذا سجدے میں مقتدی کا سر امام سے آگے ہوتا ہے مگر پاؤں کا گٹا گٹے سے آگے نہ ہو تو حرج نہیں یو ہیں اگر مقتدی کے پاؤں بڑے ہوں کہ انگلیاں امام سے آگے ہیں جب بھی حرج نہیں بشرطیکہ گٹا آگے نہ ہو **مسئلہ** اگر امام اشارے سے نماز پڑھتا ہو تو گٹے کی برابری معتبر نہیں بلکہ اس صورت میں شرط یہ ہے کہ مقتدی کا سر امام کے سر سے آگے نہ ہو اگرچہ مقتدی کا گٹا امام سے آگے نہ ہو خواہ اس صورت میں امام رکوع یا سجود سے نماز پڑھتا ہو یا اشارے سے بیٹھ کر یا لیٹ کر قبلے کی طرف پاؤں پھیلا کر اور اگر امام کروٹ پر لیٹ کر اشارے سے پڑھتا ہو تو اس صورت میں سر کی برابری بھی نہ کی جائے گی بلکہ شرط یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے لیٹا ہو **مسئلہ** مقتدی اگر ایک قدم پر کھڑا ہے تو برابری میں اسی قدم کے گٹے کا اعتبار ہے اور دونوں پاؤں پر کھڑا ہوا مگر ایک کا گٹا برابر ہے اور ایک کا پیچھے تو نماز صحیح ہے اور اگر ایک برابر ہے اور ایک آگے تو نماز صحیح نہ ہوگی **مسئلہ** ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اس مقتدی کے برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے کے کھینچنے سے تکبیر کے بعد یا پہلے۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ جو ہو سکے کرے، مگر مقتدی جبکہ ایک ہو تو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے۔ اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا مگر اس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اس کی مانوں تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حکم شرع بجا لانے کے لئے ہٹا تو کچھ حرج نہیں۔

صفوں کی ترتیب کا اسلامی طریقہ

مرد اور بچے خنثیٰ اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی اور بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔ مسئلہ مردوں کی پہلی صف جو امام سے قریب ہے دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے وعلیٰ ہذا القیاس مگر پہلی صف کا افضل ہونا غیر نماز جنازہ میں ہے اور نماز جنازہ میں آخر صف افضل ہے۔ مسئلہ پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو۔ اس کے لئے حدیث میں فرمایا کہ جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کر دے اس کی مغفرت ہو جائے گی لیکن یہ حکم وہاں ہے جہاں فتنہ وفساد کا احتمال نہ ہو مسئلہ امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

عورت کی محاذات سے نماز فاسد ہو جانے کے شرائط

عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔ (۱) عورت مشتہاۃ ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جماع ہو سکے اگرچہ نابالغہ ہو اور مشتہاۃ میں سن کا اعتبار نہیں۔ نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی جبکہ اس کا جثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ بڑھیا بھی اس مسئلے میں مشتہاۃ ہے۔ یہ عورت اگر مرد کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی (۲) کوئی چیز انگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے کسی عضو سے محاذی نہ ہو (۳) رکوع وسجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہو۔ پس اگر نماز جنازہ میں محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۴) وہ نماز دونوں میں تحریمۃً مشترک ہو یعنی عورت نے اس کی اقتدا کی یا دونوں نے کسی امام کی اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو پس اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی۔ البتہ مکروہ ہوگی۔ (۵) وہ نماز ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد عورت کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں۔ حقیقتاً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے نہ حقیقتاً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے (۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں۔ اگر جہت بدل جائے جیسے تاریک شب میں کہ پتہ نہ چلتا ہو ایک طرف امام کا منھ ہے دوسری طرف مقتدی کا۔ یا کعبہ معظمہ میں پڑھی اور جہت بدلی تو نماز ہو جائے گی (۷) عورت عاقلہ ہو مجنونہ کی محاذات میں نماز

فاسد نہ ہوگی (۸) امام نے امامت زناں کی نیت کرلی ہو اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر امامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت ہی کی فاسد ہوگی مرد کی نہیں (۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ ایک کامل رکن ادا ہو جائے۔ یعنی بقدر تین تسبیح کے (۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں۔ (۱۱) مرد عاقل بالغ ہو۔ **مسئلہ** مرد کے شروع کرنے کے بعد عورت آکر برابر کھڑی ہوگئی اور اس نے امامت عورت کی نیت بھی کرلی ہے مگر شریک ہوتے ہی پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا۔ لیکن وہ نہ ہٹی تو عورت کی نماز جاتی رہے گی۔ مرد کی نہیں۔ یوہیں اگر مقتدی کے برابر کھڑی ہوئی اور اشارہ کردیا پھر بھی نہ ہٹی تو عورت ہی کی نماز فاسد ہوگی مقتدی کی نہیں۔ **مسئلہ** خنثیٰ مشکل کی محاذات مفسد نہیں۔ اسی طرح امرد خوبصورت مشتہی کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مفسد نماز نہیں۔

مسجد کے اسلامی خصوصیات

اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا۔ اور کوئی نماز ان کی خطا نہ ہوتی پنج وقتہ جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کاش تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر آؤ۔ جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب جمع کرکے تجھے عطا فرمادیا۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مسجد نبوی کے گرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں۔ یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی (اُن کو مخاطب کرکے فرمایا) مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اُٹھ آنا چاہتے ہو۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ ارادہ تو ہے فرمایا اے بنی سلمہ اپنے گھروں ہی میں رہو۔ تمہارے قدم لکھے جائیں گے۔ یہ کلمہ دوبار فرمایا بنی سلمہ کہتے ہیں۔ اسی واسطے ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔

قیامت کے دن سات شخص اللہ کے سائے میں رہیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سات اشخاص ہیں جن پر اللہ عزوجل سایہ کرے گا۔ اُس دن کہ اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔ امام عادل۔ اور وہ جوان جس کی نشو ونما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجد کو لگا ہوا ہے۔ اور وہ دو شخص کہ باہم اللہ کے لئے دوستی رکھتے ہیں۔ اسی پر جمع

ہوئے اور اسی پر متفرق ہوئے۔ **اور** ۵ وہ شخص جسے کسی عورت صاحب منصب وجمال نے بلایا اُس نے کہہ دیا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ **اور** ۶ وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اسے اتنا چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے نے کیا خرچ کیا۔ **اور** ۷ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا۔ اور آنکھوں سے آنسو بہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم جب کسی کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اس کے ایمان پر گواہ ہو جاؤ۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں۔ جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ نیز فرمایا جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔ نیز فرمایا ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجدوں میں دُنیا کی باتیں ہوں گی تم اُن کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ خدا کو اُن سے کچھ کام نہیں۔ نیز فرمایا مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور خرید و فروخت اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور وہاں پر شرعی سزائیں قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔

سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں مسجد میں سو رہا تھا۔ ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی تو امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرمایا۔ جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ (جو مسجد میں باآواز بلند گفتگو کر رہے تھے) میں لے ان دونوں کو حاضر کیا۔ ان دونوں سے فرمایا تم کس قبیلے کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو۔ اُنہوں نے عرض کی ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا اگر تم اہلِ مدینہ سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا (کیونکہ وہاں کے لوگ آدابِ مسجد سے واقف تھے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔

مسجد کے اسلامی احکام

قبلے کی طرف قصداً پاؤں پھیلانا مکروہ ہے۔ سوتے میں ہو یا جاگتے میں۔ یونہیں قرآن شریف اور کتبِ شرعیہ کی طرف بھی پاؤں پھیلانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کتابیں اونچے پر ہوں کہ پاؤں کی محاذات ان کی طرف نہ ہو تو حرج نہیں۔ یا بہت دُور ہوں کہ عرفاً کتاب کی طرف پاؤں پھیلانا نہ کہا جائے۔ **مسئلہ** نابالغ کا پاؤں قبلہ رُخ کر کے لٹا دیا یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت اس لٹانے والے پر عائد ہوگی۔ **مسئلہ** مسجد کی چھت پر وطی و بول و براز حرام ہے۔ یونہیں جنب حیض و نفاس والی عورت کو اس پہ جانا حرام ہے کیونکہ چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے اور مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ۔ **جو لوگ** جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں۔ ان کو اس کا خیال کرنا چاہیئے کہ اگر

نجاست لگی ہو۔ تو صاف کرلیں۔ اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا بے ادبی ہے۔ **مسئلہ** مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن لکھنا اچھا نہیں اور جس بچھونے یا مصلے پر اسمائے الٰہی لکھی ہوں اس کا بچھانا یا کسی اور استعمال میں لانا جائز نہیں اور یہ بھی ممنوع ہے کہ اپنی ملکیت سے اسے جدا کردے کیونکہ دوسرے کے استعمال نہ کرنے کا کیا اطمینان لہٰذا واجب ہے کہ اس کو سب سے اوپر کسی ایسی جگہ رکھیں کہ اس کے اوپر کوئی چیز نہ ہو۔

اشعار لکھے دستر خوان کا اسلامی حکم

بعض دستر خوانوں پر اشعار چھاپ دیتے ہیں ان کا بچھانا اور اُن پر کھانا شرعاً ممنوع ہے۔ آج کل کثرت سے لوگ اس میں گرفتار ہیں اُن کو اس چیز سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ **مسئلہ** مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو۔ **مسئلہ** مسجد میں کنواں نہیں کھودا جا سکتا اور اگر قبل مسجد وہ کنواں تھا اور اب مسجد میں آگیا تو باقی رکھا جائے گا۔

مسجد میں سوال کرنا

مسجد میں سوال کرنا حرام ہے۔ اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔ مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔ حدیث میں ہے جب دیکھو کہ کوئی گمی ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے۔ تو کہو خدا اس کو تیرے پاس واپس نہ کرے۔ کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ (یعنی یہ چیز آدابِ مسجد کے خلاف ہے) **مسئلہ** مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے البتہ اگر وہ شعر حمد و نعت اور منقبت و وعظ اور حکمت کا ہو تو جائز ہے۔

مسجد میں کھانا پینا کس کو جائز ہے

مسجد میں کھانا۔ پینا۔ سونا معتکف کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہٰذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائے کچھ ذکر الٰہی کے بعد کھا پی سکتا ہے۔ **مسئلہ** مسجد میں کچا لہسن پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک کہ بو باقی ہو۔ کیونکہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ جو اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے جس سے آدمی کو ہوتی ہے یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو جیسے گندنا۔ مولی۔ مٹی کا تیل۔ وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بو آتی ہے۔ ریاح خارج کرنا۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو۔ یا کوئی بدبودار زخم ہو۔ یا کوئی دوا بدبودار لگائی ہو۔ تو جب تک بو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔

مسجد کو چوپال نہ بنایئے

مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں۔ نہ آواز بلند کرنا۔ حدیث میں ہے کہ مسجد میں مباح باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے۔ افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے یہاں تک کہ بعضوں کو مسجد میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ مسجد میں آنے کے بعد بجائے ذکرِ الٰہی کے دنیوی باتیں کرتے ہیں۔ مقدمات کا ذکر، وکیلوں کی بحث کا تذکرہ، گواہوں کی گواہی کا بیان وغیرہ وغیرہ خرافات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے۔ آمین۔ مسئلہ تنخواہ دار معلم کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں۔ اور اگر تنخواہ دار نہ ہو تو اجازت ہے۔ مسئلہ مسجد کا چراغ گھر لے جانا جائز نہیں اور مسجد میں تہائی رات تک چراغ جلا سکتے ہیں۔ اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ ہاں اگر واقف نے شرط کر دی ہو یا وہاں تہائی رات سے زیادہ جلانے کی عادت ہو تو جلا سکتے ہیں۔ اگرچہ شب بھر کی ہو۔

مسجد میں امام کے تقرر اور دیگر امور کا حق کس کو ہے

جس نے مسجد بنوائی تو مرمت، لوٹے، چٹائی، چراغ، بتی وغیرہ کا حق اسی کو ہے اور اذان و اقامت و امامت کا اہل ہے تو اس کا بھی وہی مستحق ہے۔ ورنہ اس کی رائے سے ہو یوں ہیں اس کے بعد اس کی اولاد اور کنبے والے غیروں سے اولیٰ ہیں۔ مسئلہ بانی مسجد نے ایک کو امام و مؤذن مقرر کیا اور اہل محلہ نے دوسرے کو تو اگر وہ افضل ہے جسے اہل محلہ نے پسند کیا ہے تو وہی بہتر ہے اور اگر برابر ہوں تو جسے بانی نے پسند کیا ہے وہ ہوگا۔

مسجدوں کے مراتب

سب مسجدوں سے افضل مسجد حرام شریف ہے۔ پھر مسجد نبوی پھر مسجد قدس پھر مسجد قبا پھر اور جامع مسجدیں پھر مسجد محلہ پھر شارع عام کی مسجد۔ مسئلہ مسجد محلہ میں نماز پنجگانہ پڑھنا۔ اگرچہ جماعت قلیل ہو۔ مسجد جامع سے افضل ہے۔ اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو بلکہ اگر مسجد محلہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے نماز پڑھے۔ یہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔ مسئلہ جب چند مسجدیں برابر ہوں تو وہ مسجد اختیار کرے جس کا امام زیادہ علم و صلاح والا ہو اور اگر اس میں برابر ہوں تو جو زیادہ قریب ہو۔ مسئلہ مسجد محلہ کا امام اگر معاذ اللہ زانی یا سود خوار ہو یا اس میں اور کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز منع ہو تو مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے اور اگر اس سے ہو سکتا ہو تو نہ گستاخِ رسول ہو یا گستاخِ رسول کو مسلمان جان کر اس کی تعظیم کرتا ہو۔

اس امام کو معزول کر دے۔ مسئلہ اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر منافق۔ لیکن اس حکم سے وہ شخص مُستثنیٰ ہے جو کسی کام کے لئے گیا اور جماعت قائم ہونے سے پہلے واپسی کا ارادہ رکھتا ہے۔ یوہیں جو شخص دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو تو اُسے چلا جانا چاہیئے۔ مسئلہ اگر اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے مگر ظہر و عشاء میں اقامت ہو گئی ہو تو نہ جائے نفل کی نیت سے شریک ہونے کا حکم ہے۔ اور باقی تین نمازوں میں اگر تکبیر ہوئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے تو باہر نکل جانا واجب ہے۔

نماز عصر کا وقت

وقت ظہر ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے لیکن وقت عصر دو قسم پر ہے۔ کامل اور ناقص وقت ظہر ختم ہونے کے بعد سے غروب میں بیس منٹ رہ جانے تک وقت کامل ہے۔ پھر غروب تک وقت ناقص ہے جس کو مکروہ بھی کہتے ہیں۔

ان بلاد میں وقت عصر کم از کم ایک گھنٹہ پینتیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۲ گھنٹے چھ منٹ ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ ۲۴؍ اکتوبر سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ چھتیس منٹ پھر پانچ نومبر سے ۱۸؍ فروری تک تقریباً ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت عصر ہے۔ ان بلاد میں عصر کا وقت کبھی اس سے کم نہیں ہوتا۔ پھر ۱۹؍ فروری سے ختم ماہ تک ایک گھنٹہ چھتیس منٹ پھر مارچ کے ہفتۂ اول میں ایک گھنٹہ سینتیس منٹ۔ ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ۔ ہفتۂ سوم میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ پھر ۲۱؍ مارچ سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ اکتالیس منٹ پھر اپریل کے ہفتۂ اول میں ایک گھنٹہ تینتالیس منٹ۔ دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ۔ تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ اڑتالیس منٹ پھر ۲۰؍ اپریل سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ پچاس منٹ۔ پھر مئی کے ہفتۂ اول میں ایک گھنٹہ ترپن منٹ ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹہ پچپن منٹ۔ ہفتۂ سوم میں ایک گھنٹہ اٹھاون منٹ پھر بائیس مئی سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ایک منٹ پھر جون کے پہلے ہفتے میں ۲ گھنٹے تین منٹ۔ ہفتۂ دوم میں دو گھنٹے چار منٹ۔ ہفتۂ سوم میں ۲ گھنٹے پانچ منٹ پھر ۲۲؍ جون سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ۶ منٹ۔ پھر جولائی کے ہفتۂ اول میں ۲ گھنٹے پانچ منٹ۔ دوسرے ہفتے میں دو گھنٹے چار منٹ۔ تیسرے ہفتے میں دو گھنٹے دو منٹ۔ پھر ۲۳؍ جولائی کو دو گھنٹے ایک منٹ۔ اس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے۔ پھر اگست کے پہلے ہفتے میں ایک گھنٹہ اٹھاون منٹ

ؔ امام اگر بد عقیدہ ہے تب جماعت ہونے سے پہلے جا سکتا ہے یا اپنی نماز تنہا پڑھ سکتا ہے۔

دوسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ پچپن منٹ تیسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ اکیاون منٹ پھر ۲۳، و ۲۴، اگست کو ایک گھنٹہ پچاس منٹ پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ اڑتالیس منٹ پھر ہفتہ اول ستمبر میں ایک گھنٹہ چھیالیس منٹ۔ دوسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ چوالیس منٹ پھر تیسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ بیالیس منٹ پھر ۲۳، و ۲۴، ستمبر میں ایک گھنٹہ اکتالیس منٹ پھر اس کے بعد آخر ماہ تک ایک گھنٹہ چالیس منٹ پھر ہفتہ اول اکتوبر میں ایک گھنٹہ انتالیس منٹ۔ ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ۔ ہفتہ سوم میں ۲۳، اکتوبر تک ایک گھنٹہ سینتیس منٹ غروب آفتاب سے پیشتر وقت عصر شروع ہوتا ہے۔

مسئلہ عصر کی نماز میں ابر کے دن تعجیل مستحب ہے ورنہ ہمیشہ تاخیر مستحب ہے مگر نہ اتنی تاخیر کہ قرص آفتاب میں زردی آجائے۔ تجربے سے ثابت ہوا کہ قرص آفتاب میں یہ زردی اس وقت آجاتی ہے جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں تو اسی قدر وقت کراہت ہے۔ یونہی بعد طلوع ۲۰ منٹ کے بعد جواز نماز کا وقت ہوجاتا ہے۔ **مسئلہ** تاخیر سے مُراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصّے کیے جائیں پچھلے حصے میں ادا کریں۔ **مسئلہ** عصر کی نماز وقت مستحب میں شروع کی تھی۔ مگر اتنا طول دیا کہ وقت مکروہ آگیا تو اس میں کراہت نہیں۔

عصر کی نماز اور سنتیں پڑھنے والے کے لئے دُعائے رسُول

عصر میں آٹھ رکعتیں ہیں۔ پہلے چار رکعتیں سُنّتِ غیر مؤکدہ پھر چار فرض۔ **حدیث**۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے بدن کو آگ پر حرام فرمائے گا اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں **حدیث**۔ حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے اللہ تعالیٰ

محبوب خدا کی محبت و تعظیم نماز سے زیادہ اہم ہے

فرائض میں زیادہ اہم ارکانِ اربعہ ہیں۔ یعنی نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور ان چاروں میں سب سے زیادہ اہم نماز ہے۔ اور نمازوں میں سب سے زیادہ اہم نماز عصر ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (ترجمہ) نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً نماز عصر کی۔ لیکن محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و محبت نماز عصر سے بھی زیادہ اہم ہے اور یہ اہمیت اس واقعہ سے ثابت ہوتی ہے کہ غزوۂ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منزل صہبا میں نماز عصر ادا کر کے امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اور امیر المومنین نے ابھی نماز عصر نہ پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا تو بایں خیال مضطرب ہوئے۔ کہ اگر اُٹھتا ہوں تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہوں تو نماز عصر جاتی رہے گی (جو تمام نمازوں سے زیادہ اہم ہے) بالآخر تعظیم ومحبت کا پلّہ غالب آیا۔ اور شیر خدا نے حضور پرنور کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔ یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اب غروب آفتاب کے بعد محبوب خدا کی چشم حق بیں کھلی۔ مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا تو عرض کی۔ یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے۔ اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی کہ الٰہی علی تیرے رسول کی خدمت میں تھا۔ پھر آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے کھنچا ہوا چلا آیا۔

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو — کانپ کر مہر کی طلعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو — کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

وقت عصر ہوگیا امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی۔ پھر ڈوب گیا۔ دیکھئے اگر خدمت رسول نماز سے اہم نہ ہوتی تو شیر خدا نماز کا قضا ہونا کبھی گوارا نہ فرماتے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو تنبیہ فرماتے کہ تم نے فرض الٰہی کو کیوں ترک کر دیا۔ جب دیکھا تھا کہ وقت جارہا ہے۔ تو ہمیں جگا دیتے اور نماز پڑھ لیتے۔ لیکن نہ مولیٰ علی نے جگایا نہ حضور اقدس نے نہ جگانے پر تنبیہ فرمائی۔ تو معلوم ہوا کہ مولیٰ علی جس کام میں مصروف تھے۔ یعنی خدمت رسول وہ نماز سے اہم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند فرمایا۔ اُسی واسطے اُن کو یہ امتیاز عطا فرمایا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو نماز ادا کرنے کے لئے اُن کی خاطر لوٹا دیا۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز — وہ بھی نماز عصر جو اعلیٰ خطر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

وقت مغرب

غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔ شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے جو جانب مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ ہوتا ہے۔ **فائدہ** ہر روز کی صبح اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں **مسئلہ** روز ابر کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہ تنزیہی اور اگر بغیر عذر اتنی تاخیر کی کہ ستارے گتھ گئے تو مکروہ تحریمی ہے۔

نمازِ مغرب نماز مغرب کی سات رکعتیں ہیں، پہلے تین فرض پھر دو سُنّت مؤکدہ پھر دو نفل۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کے بعد دو رکعتیں (سُنّت) جلد پڑھو کہ وہ فرض کے ساتھ پیش ہوتی ہیں، نیز انہیں دو رکعت کے متعلق فرمایا جو شخص بعد نماز مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں (سُنّت) پڑھے اس کی نماز علیین میں اُٹھائی جاتی ہے۔

صلوٰۃِ اوّابین صلوٰۃ اوابین کی چھ رکعتیں ہیں۔ **حدیث** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے تو بارہ۱۲ برس کی عبادت کے برابر کی جائے گی **مسئلہ** ان چھ رکعتوں میں اختیار ہے کہ سب ایک سلام سے پڑھے یا دو سے یا تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔

وقتِ عشاء و وتر غروب شفق سے طلوع فجر تک ہے **مسئلہ** اگرچہ عشاء و وتر کا وقت ایک ہے مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے اگر عشاء سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لئے یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہو گئے۔

اُن شہروں کا حکم جہاں عشاء کا وقت نہیں آتا جن شہروں میں عشاء کا وقت ہی نہ آئے اور شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے جیسے بلغاریہ لندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشاء کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سکنڈ دو منٹوں کے لئے ہوتا ہے۔ تو وہاں والوں کو چاہیئے کہ اُن دنوں کے عشاء و وتر کی قضا پڑھیں **مسئلہ** عشاء میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح یعنی آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ لینے چاہئیں اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل جائے مکروہ ہے۔ اور ابر کے دن عشاء میں تعجیل مستحب ہے **مسئلہ** نماز عشاء سے پہلے سونا اور بعد نماز دنیا کی باتیں کرنا۔ قصے کہانی کہنا سب مکروہ ہے ضروری باتیں اور تلاوتِ قرآن مجید اور ذکر اور دینی مسائل اور صالحین کے قصے۔ مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں۔ یو ہیں طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ذکرِ الٰہی کے سوا ہر بات مکروہ ہے۔

اوقاتِ مکروہ طلوع و غروب و نصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا یونہی سجدۂ تلاوت و سجدۂ سہو بھی البتّہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی

مُراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے مگر عصر میں اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ طلوع سے مُراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے بیس منٹ تک ہے اور غروب سے مراد جب سے آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک ہے یہ وقت بھی بیس منٹ ہوتا ہے۔ نصف النہار سے مُراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی تک ہے جس کو ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے اس کے برابر برابر دو حصے کریں۔ پہلے حصے کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک نماز پڑھنا جائز نہیں **مسئلہ** جنازہ اگر اوقات مکروہ میں لایا گیا تو اُسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقت کراہت آگیا **مسئلہ** ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدے میں تاخیر کرے۔ یہاں تک کہ وقت کراہت جاتا رہے۔ اور اگر وقت مکروہ ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقت غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقت مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے **مسئلہ** ان اوقات میں تلاوت قرآن مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔

بارہ[۱۲] وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے

اور ان بارہ وقتوں میں سے چھٹے اور بارہویں وقت میں فرائض و واجبات اور نمازِ جنازہ و سجدۂ تلاوت کی بھی ممانعت ہے۔ (۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک سوائے دو رکعت سُنّت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں **مسئلہ** نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگرچہ وقت وسیع باقی ہو اگر سُنّت فجر فرض سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو تو جائز نہیں **مسئلہ** اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر نماز نفل پڑھ رہا تھا ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ فجر طلوع کر آئی تو دوسری رکعت بھی پڑھ کر پوری کر لے۔ اور یہ دونوں سُنّت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں۔ اور اگر چار رکعت کی نیت کی تھی اور ایک رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کر لیں تو ان میں پچھلی دو رکعتیں سُنّت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی (۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لئے اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک نفل و سُنّت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سُنّت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدے میں شرکت ہوگی تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دُور سُنّت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور اگر جانتا ہے کہ سُنّت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی تو سُنّتوں کو چھوڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت چھوڑ کر سُنّتوں میں مشغول رہنا ناجائز اور گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سُنّتیں پڑھنا جائز نہیں۔ (۳) نماز عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے (۴) غروب آفتاب سے

فرض مغرب ادا کرنے تک نفل نماز پڑھنا منع ہے (۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لئے کھڑا ہو اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نفل مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ جمعہ کی سُنتیں بھی (۶) عین خطبے کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو۔ یا خطبۂ عیدین یا کسوف و استسقاء یا حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے مگر صاحبِ ترتیب کے لئے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔ مسئلہ جمعہ کی سُنتیں شروع کرنے کے بعد امام خطبے کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھا تو چاروں رکعتیں پوری کرے۔ (۷) نمازِ عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ و مسجد میں (۸) نمازِ عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے جبکہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے۔ گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں (۹) حج کے موقع پر عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سُنت مکروہ ہے (۱۰) حج کے موقع پر مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء جمع کئے جاتے ہیں۔ فقط ان کے درمیان میں نفل و سُنت پڑھنا مکروہ ہے۔ بعد میں مکروہ نہیں (۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سُنت فجر و ظہر مکروہ ہے (۱۲) جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اُسے بے دفع کئے ہر نماز مکروہ ہے۔ مثلاً پاخانہ یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے۔ لیکن جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے بعد میں پھیر لے۔ یوہیں کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ فجر اور ظہر کے پورے وقت اوّل سے آخر تک بلا کراہت ہیں ان نمازوں کو اپنے وقت کے جس حصّے میں پڑھا جائے گا اصلا کراہت نہ ہو گی۔

نمازِ عشاء کی سترہ رکعتیں ہیں۔ پہلے چار سُنّت غیر مؤکدہ پھر چار فرض پھر دو سُنّت مؤکدہ پھر دو نفل تین وتر واجب پھر دو نفل۔

نمازِ وتر

حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضورِ پُرنور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ مسئلہ وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے اور صاحبِ ترتیب کے لئے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی ہے۔ اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے۔ خواہ شروع کرنے سے پہلے یاد ہو یا درمیان میں یاد آجائے۔ مسئلہ وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہو سکتی۔ مسئلہ نماز وتر تین رکعت ہے۔ اور اس میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے۔ اور قعدۂ اولیٰ میں صرف اَلتحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے۔ جیسے مغرب

میں کرتے ہیں اسی طرح کرے۔ اور اگر قعدۂ اولیٰ میں بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے

وتر پڑھنے کا اسلامی طریقہ

وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب۔ تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیرِ تحریمہ میں کرتے ہیں۔ پھر ہاتھ باندھ لے۔ اور دُعائے قنوت پڑھے۔ دُعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دُعا کا پڑھنا ضروری نہیں بہتر وہ دُعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہیں۔ اور اُن کے علاوہ کوئی اور دُعا پڑھے جب بھی حرج نہیں۔ سب میں زیادہ مشہور دُعا یہ ہے۔

دعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ (ترجمہ) الٰہی ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جُدا ہوتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیرا گناہ کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں۔ اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور سعی کرتے ہیں۔ اور تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچایا جائے گا۔

نفس کی اِصلاح کا اسلامی طریقہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نماز میں نمازی جو کچھ پڑھے اس کے معنی سمجھتا جائے۔ معنی کے سمجھنے سے مختلف فوائد حاصل ہو سکیں گے جیسے عظمتِ الٰہی۔ محبتِ رسول گناہوں سے نفرت۔ عبادات کی جانب رغبت حقوقِ عباد ادا کرنے کی توفیق ظلم سے اجتناب۔ غیبت اور دروغ گوئی سے پرہیز۔ الحاصل اوامر و نواہی بجالانے اور اخلاقِ فاضلہ حاصل کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ اس نظریہ کے ماتحت مذکورہ بالا دُعائے قنوت کے ہر ہر فقرے پر غور کرتا جائے۔ اور اس کے معنی سمجھتا جائے اور یہ دیکھتا جائے کہ میں بارگاہِ الٰہی میں خداوند قدوس کو مخاطب کر کے جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ صحیح ہے یا نہیں اور میرے روزمرہ کے اعمال

وقت اپنے اور اُس کے لئے دُعائے خیر کرتے رہیں. کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کیونکہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں۔ نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰسین شریف اور سورہ رعد شریف پڑھیں اور نزع والے کے پاس خوشبو ہونا مستحب ہے۔ اس لئے لوبان یا اگر کی بتّیاں سُلگا دیں۔

روح نکلنے کے بعد اسلامی طریقہ

روح نکلنے کے بعد اسلامی طریقہ یہ ہے کہ ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں تاکہ مُنھ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں۔

آنکھیں بند کرنے کا اسلامی طریقہ

آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھی جائے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ (ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی مِلّت پر آنکھیں بند کرتا ہوں۔ اے اللہ تو اس کام کو اس پر آسان کر اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اِسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (یعنی آخرت) اُسے اس سے بہتر کر جس سے نکلا (یعنی دُنیا)۔ **مسئلہ** میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں تاکہ زمین کی سیل نہ پہنچے. **مسئلہ** مرتے وقت معاذ اللہ اس کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کیونکہ ممکن ہے کہ موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو۔ اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی ہو. کیونکہ ایسی شدّت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرے۔ دشوار ہوتا ہے. **مسئلہ** میت کے ذمہ قرض ہو یا اور کسی قسم کا دَین تو اس کو جلد سے جلد ادا کریں کیونکہ حدیث میں ہے کہ میت کی روح مقیّد رہتی ہے جب تک دین ادا نہ کیا جائے. **مسئلہ** میت کے پاس تلاوتِ قرآن مجید جائز ہے جبکہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو۔ اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں. **مسئلہ** غسل و کفن و دفن میں جلدی چاہیئے. کیونکہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

موت کے اعلان میں کوئی حرج نہیں

پڑوسیوں اور اس کے دوست احباب کو بذریعہ اعلانِ عام مطلع کر دیا جائے کیونکہ اس سے نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اس کے لئے دُعا کریں گے اس لئے کہ اُن پر حق ہے کہ اس کی نماز پڑھیں اور دُعا کریں. **مسئلہ** عورت مر گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ

ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مرگیا۔ اور عورت کی جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے۔ اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں **مسئلہ** اگر آدمی نے قصداً کسی کا مال نگل لیا اور مرگیا تو اگر اتنا مال چھوڑا ہے کہ تاوان دے دیا جائے تو ترکہ سے تاوان ادا کریں، ورنہ پیٹ چیر کر مال نکالا جائے گا اور بلا قصد ہے تو چیرا نہ جائے **مسئلہ** حاملہ عورت مرگئی اور دفن کر دی گئی کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے بچہ پیدا ہوا ہے تو محض اس خواب کی بنا پر قبر کھودنی جائز نہیں۔

میت کے غسل کا اسلامی طریقہ

میت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا، تو سب سے ساقط ہوگیا۔ غسل کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختے پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار تختے کے گرد پھرائیں پھر اُس پر میت کو لِٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی مُنھ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں، مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں۔ پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانے کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختے تک پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو خالص پانی نیم گرم کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں۔ اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں **مسئلہ** ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سُنّت جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کر لیں۔ تاکہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے۔ نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلے کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان ہو کریں۔

میت کو غسل کون دے؟

بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو۔ وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار اور پرہیزگار ہو، نہلانے والا باطہارت ہو۔ جنب یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا اور بے وضو نے نہلایا تو

کراہت بھی نہیں **مسئلہ** نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اُٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بُری بات دیکھی مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضا میں تغیر آیا تو اُسے کسی سے نہ کہے اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں کیونکہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ اپنے مردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور ان کی بُرائیوں سے باز رہو **مسئلہ** اگر کوئی بدمذہب مرا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا یا اور کوئی بُری بات ظاہر ہوئی تو اس کا بیان کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہوگی۔

کیا غسل دینے پر اُجرت لینا جائز ہے

اگر وہاں پر اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو نہلانے پر اُجرت لے سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو تو اُجرت لینا جائز نہیں۔ **مسئلہ** مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت۔ میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی۔ اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی۔ چھوٹے سے مُراد یہ ہے کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔

کیا عورت شوہر کو غسل دے سکتی ہے

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جبکہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے۔ مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا۔ یا معاذ اللہ مرتد ہو گئی اگرچہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہو گئی کہ ان وجوہ سے نکاح جاتا رہا اور اجنبیہ ہو گئی لہٰذا غسل نہیں دے سکتی۔ **مسئلہ** عورت کو طلاق رجعی دی ہنوز عدت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو غسل دے سکتی ہے اور بائن طلاق دی تھی تو اگرچہ عدت میں ہو غسل نہیں دے سکتی۔

کیا شوہر عورت کو غسل دے سکتا ہے

عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اُتار سکتا ہے نہ مُنھ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

میت کو بجائے غسل تیمم کب کرایا جائے

عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمم کرایا جائے۔ پھر تیمم کرانے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنسِ زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی ممانعت نہیں اور اس مسئلے میں جوان اور بڑھیا

دونوں کا ایک حکم ہے **مسئلہ** مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اس کی بی بی تو جو عورت وہاں ہے اسے تیمم کرائے پھر اگر وہ عورت محرم ہے تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے **مسئلہ** ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں **مسئلہ** خنثیٰ مشکل کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے اور تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے۔ اور کلائیوں پر نظر نہ کرے۔ یوہیں خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔ خنثیٰ مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اسے مرد بھی نہلا سکتے ہیں اور عورتیں بھی **مسئلہ** میت سے غسل اُتر جانے اور اس پر نماز صحیح ہونے میں نیت اور فعل شرط نہیں یہاں تک کہ مردہ اگر پانی میں گر گیا یا اس پر مینہ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہہ گیا تو غسل ہو گیا۔ مگر زندوں پر جو غسلِ میت واجب ہے۔ تو یہ اس وقت بری الذمہ ہوں گے کہ نہلائیں لہٰذا اگر مردہ پانی میں ملا تو بہ نیتِ غسل اسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں تاکہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دی تو واجب ادا ہو گیا مگر سُنّت کا مطالبہ رہا اور بلا نیت نہلانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً کسی کو سکھانے کی نیت سے میت کو غسل دیا تو واجب ساقط ہو گیا مگر غسلِ میت کا ثواب نہ ملے گا۔ نیز غسل ہو جانے کے لئے یہ بھی ضرور نہیں کہ نہلانے والا مکلف یا اہلِ نیت ہو لہٰذا نابالغ یا کافر نے نہلا دیا تو غسل ادا ہو گیا۔ یوہیں اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو یا مرد نے عورت کو غسل دیا تو غسل ادا ہو گیا اگرچہ ان کو نہلانا جائز نہ تھا۔

اگر میّت کا پورا جسم نہ ملے تو کیا کریں

کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا۔ تو غُسل و کفن دیں گے اور جنازے کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہ پڑھیں گے۔ اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر سر نہ ہو یا طول میں سر سے پاؤں تک دہنا یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے نہ کفن نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

اگر معلوم نہیں کہ میّت مسلم ہے یا کافر تو اگر اس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے یا مسلمانوں کے محلے میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں **مسئلہ** مسلمان مردے کافر مردوں میں مل گئے تو اگر ختنہ وغیرہ کسی علامت سے شناخت کر سکیں تو مسلمانوں کو جُدا کر کے غسل و کفن دیں اور نماز پڑھیں اور اگر امتیاز نہ ہوتا ہو تو غسل دیں اور نماز میں خاص مسلمانوں کے لئے دُعا کی نیت کریں اور ان میں

اگر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کریں ورنہ علیحدہ۔

کافر مُردے کا اسلامی حکم

کافر مُردے کے لیے غسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں داب دیں، یہ بھی اس وقت کریں جبکہ اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اُسے لے نہ جائے ورنہ مسلمان ہاتھ نہ لگائے۔ نہ اس کے جنازے میں شرکت کرے۔ اور اگر بوجہ قرابت قریبہ شریک تو دُور دُور رہے۔ اور اگر مسلمان ہی اس کا رشتہ دار ہے اور اس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا[لے] نہیں اور بلحاظ قرابت غسل و کفن و دفن کرلے تو جائز ہے مگر کسی امر میں سُنّت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اس پر پانی بہائے اور چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد[لے] جیسے قادیانی یا وہابی[ٹے] کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اسے غسل دیں نہ کفن بلکہ کتّے کی طرح کسی تنگ گڑھے میں دھکیل کر مٹّی سے بغیر حائل کے پاٹ دیں **مسئلہ** میّت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینے پر نہ رکھیں کہ یہ کفّار کا طریقہ ہے بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

غُسل کے برتن وغیرہ کے متعلّق ضروری ہدایت

بعض جگہ دستور ہے کہ عموماً میّت کے غسل کے لئے کورے گھڑے بدھنے لاتے ہیں اس کی کچھ ضرورت نہیں گھر کے استعمالی گھڑے۔ لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں۔ اور بعض یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد توڑ ڈالتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے کیونکہ مال ضائع کرنا ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہو گئے تو یہ بھی فضول بات ہے کیونکہ اولاً تو اس پر چھینٹیں نہیں پڑتیں اور پڑیں بھی تو میّت کا غسل نجاست حکمیہ دُور کرنے کے لئے ہے پس مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں۔ جس طرح زندوں کے وضو و غسل کا پانی نجس نہیں ہوتا اور اگر فرض کیا جائے کہ نجس پانی کی چھینٹیں پڑیں تو دھو ڈالے

لے اسلام کے بعد کفریہ عقیدہ اختیار کرے قرآنِ عظیم نے اس کی سخت سزا مقرر فرمائی ہے۔

ٹے ان کی کفریہ عبارتیں آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ ان عبارتوں پر مناظرے بھی ہوئے مگر آج تک کوئی اس جماعت کا ان عبارتوں سے کفر نہ دھو سکا اُن عبارتوں پر اس جماعت کا ہر عالم اڑا ہوا ہے۔ یہ ان کا تقیہ ہے کہ جو عقائد ان کی کتب میں ہیں ان کو عوام کے سامنے نہیں لاتے اور جب بھی لائے ہیں انہوں نے اپنے نزدیک نقصان اُٹھایا۔ دوغلی پالیسی دیکھنی ہو صرف ایک ہی عنوان پر کئی سو حوالے "زلزلہ" نامی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں جو عقائد انبیاء کے متعلق کفر و شرک الاپتے ہیں وہی اپنے علماء کے بارے میں عین ایمان ہے ان کے عقائد مولانا غلام مہر علی صاحب نے ایک ضخیم کتاب میں جمع کر دیئے ہیں بڑے سائز میں پانچ صد سے زائد صفحات پر ہے۔ شروع میں انعام (۱۰۰۰) کی پیش کش کی ہے ہر اس شخص کو جو بھی حوالہ غلط ثابت کرے چند حوالے پیشتر حاشیہ عنوان "امامت اور اس کے شرائط کا بیان" میں دیئے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

...نے پاک ہو جائیں گے۔ اور اکثر جگہ وہ گھڑے بدھنے مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں اگر نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے
اور اس کا مُردے کو ثواب تو یہ اچھی نیت ہے اور رکھنا بہتر۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو بُری
...ت ہے اور بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

...فن کا اسلامی طریقہ

میّت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے اور کفن کے تین درجے ہیں (۱) کفن ضرورت (۲) کفن کفایت (۳) کفن سُنّت۔ مرد کے لئے کفن سُنّت تین کپڑے ہیں، (۱) چادر (۲) تہبند (۳) کفنی
...عورت کے لئے پانچ۔ تین یہ اور (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند **کفن کفایت** مرد کے لئے دو کپڑے ہیں نمبر۱ چادر نمبر۲ تہبند
...عورت کے لئے تین نمبر۱ چادر نمبر۲ تہبند نمبر۳ اوڑھنی یا نمبر۱ چادر نمبر۲ کفنی نمبر۳ اوڑھنی **کفن ضرورت** دونوں کے لئے
...ے کہ جو میسر آئے۔ اور **کفن کی اسلامی مقدار** میں چادر کی مقدار یہ ہے کہ میّت کے قد سے اس قدر زیادہ
...دونوں طرف باندھ سکیں اور تہبند سر سے قدم تک یعنی چادر سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لئے زیادہ تھا۔ اور
...نی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہو اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم
...تے ہیں یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین اس میں نہ ہوں **مرد اور عورت کی کفنی** میں فرق ہے۔ مرد کی کفنی مونڈھے
...پر ہیں اور عورت کے لئے سینے کی طرف۔ **اوڑھنی** تین ہاتھ کی ہونی چاہیئے یعنی ڈیڑھ گز سینہ بند پستان سے ناف تک
...بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

...فن کے لیے سوال کرنا کب جائز ہے

بعض محتاج کفن ضرورت پر قادر ہوتے ہیں مگر کفن سُنّت میسر نہیں وہ کفن سُنّت کے لئے لوگوں سے سوال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کیونکہ سوال بلا ضرورت
...ز نہیں اور یہاں ضرورت ہے نہیں البتہ اگر کفن ضرورت پر بھی قادر نہ ہوں تو بقدر کفن ضرورت سوال کریں زیادہ
...ہیں ہاں اگر بغیر مانگے مسلمان خود کفن سُنّت پورا کر دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ پورا ثواب پائیں گے۔

کفن کس قیمت کا ہونا چاہیئے

کفن اچھا ہونا چاہیئے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لئے جیسے کپڑے پہنتا تھا۔ اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہیئے۔ حدیث
...میں ہے مُردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے خوش ہوتے ہیں سپید کفن بہتر ہے۔ کیونکہ نبی
...صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا اپنے مُردے سفید کپڑے میں کفناؤ۔ مسئلہ کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے
...اور عورت کے لئے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن دیا جا سکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز اس کا کفن بھی ناجائز۔

کفن نابالغ کا اسلامی طریقہ

جو نابالغ حدِ شہوت کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیئے جاتے ہیں اسے بھی دیئے جائیں اور حدِ شہوت پر پہنچنے کی عمر کا اندازہ

لڑکوں میں بارہ سال اور لڑکیوں میں نو برس ہے۔ اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو دے سکتے ہیں۔ اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں۔ اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔

کفن سے بچے ہوئے کپڑے کا اسلامی حکم

کفن کا کپڑا سوال کر کے لائے، اس میں سے کچھ بچ رہا تو اگر معلوم ہے کہ یہ کپڑا فلاں نے دیا تھا تو اسے واپس کردیں۔ ورنہ دوسرے محتاج کے کفن میں صرف کردیں یہ بھی نہ ہو تو صدقہ کردیں اور اگر چندے سے کفن خریدا گیا تو بچے ہوئے کپڑے کو چندہ دہندگان کی اجازت کے مطابق صرف کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو صدقہ کردیں۔

کفن پہنانے کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں تاکہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں۔ داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے۔ ناک۔ ہاتھ۔ گھٹنے قدم پر کافور لگائیں پھر تہبند لپیٹیں۔ پہلے بائیں جانب سے پھر داہنی طرف سے پھر چادر لپیٹیں۔ پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے تاکہ داہنا حصہ اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تاکہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔ **عورت** کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینے پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے بچھا کر سر پر منھ پر مثل نقاب ڈال دیں تاکہ سینے پر رہے کیونکہ اس کا طول نصف پشت سے سینے تک ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے، اور یہ جو لوگ کہا کرتے کہ زندگی کی طرح اڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلاف سنت ہے، پھر بدستور سابق تہبند و چادر لپیٹیں۔ پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لاکر باندھ دیں **مسئلہ** مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لئے جائز ہے **مسئلہ** اگر مردے کو جانور کھا گیا اور کفن پڑا ملا پس اگر میت کے مال سے دیا گیا تھا تو ترکہ میں شمار ہوگا اور اگر کسی اور نے دیا تھا جیسی یار شتہ دار نے تو دینے والا مالک ہے جو چاہے کرے۔

چادر اور جانماز کا اسلامی حکم

ہندوستان میں عام رواج ہے کہ کفن سنت کے علاوہ اوپر سے ایک چادر اڑھاتے ہیں وہ تکیہ دار یا کسی مسکین کو دی جاتی ہے اور ایک جانماز ہوتی ہے جس پر امام جنازے کی نماز پڑھاتا ہے وہ صدقہ کردیتے ہیں خواہ امام ہی کو یا کسی اور کو۔ اگر یہ چادر و جانماز میت کے مال سے نہ ہوں بلکہ کسی نے اپنی طرف سے دی ہے اور رواد تا وہی دیتا ہے جس نے کفن دیا بلکہ کفن کے لئے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں بھی ہو جائیں جب تو ظاہر ہے کہ اس کی اجازت ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر میت کے مال سے ہے تو دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ورثہ کے سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو تو جب بھی جائز ہے۔ اور اگر اجازت نہ دی تو جس نے میت کے مال سے منگایا اور تصدق کیا اس کے ذمہ یہ دونوں چیزیں ہیں یعنی ان میں جو قیمت صرف ہوئی ترکہ میں شمار کی جائے گی۔

اور وہ قیمت خرچ کرنے والا اپنے پاس سے دے گا۔ دوسری صورت یہ کہ ورثہ میں کُل یا بعض نابالغ ہیں تو اب وہ دونوں چیزیں ترکے سے ہرگز نہیں دی جا سکتیں اگرچہ اس نابالغ نے اجازت بھی دے دی ہو کیونکہ نابالغ کے مال کو صرف کر لینا حرام ہے۔ ان کے گھڑے موجود ہوتے ہوئے خاص میت کے نہلانے کے لئے خریدے تو اس میں بھی یہی تفصیل ہے۔

تیجہ دسواں چالیسواں

ششماہی، برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے خرچ کرے اور میت کو ثواب پہنچائے اور میت کے مال سے یہ مصارف اسی وقت کئے جائیں جبکہ سب کے سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت بھی ہو ورنہ نہیں، مگر جو بالغ ہو وہ اپنے حصے سے کر سکتا ہے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ میت نے وصیت کی ہو تو دین ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی اکثر لوگ اس سے غافل ہیں یا ناواقف کیونکہ اس قسم کے تمام مصارف کر لینے کے بعد اب جو باقی رہتا ہے اسے ترکہ سمجھتے ہیں، ان مصارف میں نہ وارث سے اجازت لیتے ہیں نہ نابالغ وارث ہونا مضر جانتے ہیں یہ سخت غلطی ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تیجہ، دسویں، چالیسویں کو منع کیا جاتا ہے کیونکہ یہ تو ایصال ثواب ہے، اسے کون منع کرے گا، ہاں منع وہ کرے جو وہابی ہو بلکہ ناجائز طور پر جو ان میں صرف کرتے ہیں اس سے منع کیا جاتا ہے کوئی اپنے مال سے کرے یا ورثہ بالغ ہی ہوں ان سے اجازت لے کر کرے تو اسلام ممانعت نہیں بلکہ ایصال ثواب ہونے کی حیثیت سے تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ سنت ہیں

جنازہ لے چلنے کا اسلامی طریقہ

جنازے کو کندھا دینا عبادت ہے ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے۔ سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اُٹھائیں ہر شخص یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو اس طرح کندھا دے کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور ہر مرتبہ دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوں گے۔ حدیث میں ہے، جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے جو جنازے کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔ **مسئلہ** چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اُٹھا کر چلے تو حرج نہیں۔ اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازے کو ہاتھ پر لئے ہو جب بھی حرج نہیں۔ اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔

جنازہ لے چلنے کی اسلامی رفتار

جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں نہ بہت آہستہ نہ بہت تیز اور یہ خیال رہے کہ لے چلنے میں میت کو جھٹکا نہ لگے اور ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازے سے پیچھے چلیں دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دُور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ **مسئلہ** عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز ہے۔ **مسئلہ** جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔

جنازے کے ساتھ چلنے والوں کے لئے اسلامی طریقہ

جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور قبر کے حالات و احوال کو پیش نظر

رکھیں دنیا کی باتیں نہ کریں نہ ہنسیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازے کے ساتھ ہنستے دیکھا۔ فرمایا تو جنازے میں ہنستا ہے مجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور ذکر بالجہر کی بھی اجازت ہے۔

مسئلہ جنازہ جب تک رکھا نہ جائے، ساتھیوں کو بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں نماز کے لئے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں یوہیں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضرور نہیں۔ ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اُٹھے اور جائے۔ جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہو یا سر بلکہ آڑھا رکھیں کہ دہنی کروٹ قبلے کو ہو۔

جنازہ اٹھانے پر اُجرت لینا دینا کیسا ہے

جائز ہے جبکہ اور اُٹھانے والے بھی موجود ہوں مگر جو ثواب جنازہ لے چلنے پر حدیث میں بیان ہوا اسے نہ ملے گا کیونکہ اس نے تو بدلہ لے لیا۔ **مسئلہ** جو شخص جنازے کے ساتھ ہو اُسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیئے اور نماز کے بعد اولیائے میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے اور دفن کے بعد اولیا کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

جنازے کے ساتھ جانا نفل نماز سے افضل ہے

میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے

نماز جنازے کے اسلامی احکام

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے، ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار ہوا اس کے لئے جماعت شرط نہیں۔ ایک شخص بھی پڑھ لے فرض ادا ہو جائے گا۔

نماز جنازے کے شرائط

نماز جنازہ واجب ہونے کے لئے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہیں یعنی قادر[۱]، بالغ[۲]، عاقل[۳]، مسلمان[۴] ہونا ایک بات اس میں زیادہ ہے یعنی اس کی موت کی خبر ہونا۔

نماز جنازہ میں مصلی کے متعلق شرائط تو وہی ہیں جو مطلق نماز کے لئے ہیں یعنی مصلی[۱] کا نجاست حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا نیز اس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا ستر عورت[۲] قبلے کو منھ[۳] ہونا نیت[۴] اس میں وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رکن ہے شرط نہیں

نماز جنازہ جوتے پر کھڑے ہو کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں

بعض لوگ جوتا پہنے اور بہت لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے بقدر مانع نجاست ہو گی تو اس کی نماز نہ ہو گی۔ اور اگر جوتے پر کھڑے ہو کر پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہو گی۔ **مسئلہ** جنازہ تیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ختم ہو جائے گی پس اس کے لئے حکم ہے کہ تیمم کر کے پڑھ لے۔ **مسئلہ** نماز جنازہ میں امام کا بالغ ہونا شرط ہے خواہ امام مرد ہو یا عورت نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہو گی

نماز جنازے میں میت سے متعلق شرائط سات ہیں (۱) میت کا مسلمان ہونا **مسئلہ** میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اس وقت زندہ تھا اور اگر باہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اس کی

وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (اگر میت عورت ہو تو (اَجْرَهَا پڑھے) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (اگر عورت ہو تو بعدها پڑھے) (ترجمہ) اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر و غائب کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو اے اللہ ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم سے تو جس کو وفات دے اسے ایمان پر وفات دے اے اللہ تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈالنا۔ اگر میت مجنون یا نابالغ لڑکا ہو تو تیسری تکبیر کے بعد دعائے مذکور کے بجائے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو تو دونوں جگہ اَجْعَلْهَا اور شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔ مجنون سے مُراد وہ ہے جو بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا۔ اور اگر جنون عارضی ہے تو اس کے لئے وہی دعا ہے جو اوروں کے لئے کی جاتی ہے۔ اس دعا کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ تو اس کو ہمارے لئے پیش رو کر اور اس کو ہمارے لئے ذخیرہ کر اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا بنا اور اس کی شفاعت ہمارے حق میں قبول فرما۔۔۔ دعا پڑھنے کے بعد چوتھی تکبیر کہے اور ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے، سلام میں میت اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت کرے اسی طرح جیسے اور نمازوں کے سلام میں نیت کی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات زائد ہے کہ میت کی بھی نیت کرے۔ مسئلہ تکبیر و سلام کو امام کے ساتھ کہے باقی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور درود شریف اور دعا آہستہ پڑھی جائے اور صرف پہلی[1] مرتبہ اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔

نمازِ جنازے میں صفوں کا اسلامی طریقہ

بہتر یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں تین صفیں کریں کیونکہ حدیث میں ہے جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور اگر کل سات ہی شخص ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو[2] دوسری میں اور ایک تیسری صف میں

نمازِ جنازہ میں امامت کا حق کس کو پہنچتا ہے

شرعاً امامت کا حق بادشاہِ اسلام کو ہے پھر قاضی شرع پھر امام جمعہ پھر امام محلہ پھر ولی کو امام محلہ کا ولی پر تقدم مستحب ہے۔ اور یہ بھی اس وقت جبکہ امام محلہ ولی سے افضل ہو۔ ورنہ ولی بہتر ہے۔ مسئلہ ولی سے مُراد میت کے عصبہ اور نماز پڑھانے میں اولیاء کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے صرف فرق اتنا ہے کہ نمازِ جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر۔ البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نمازِ جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے۔ اور اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں مسئلہ میت کا ولی اقرب (سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور ولی ابعد (دور کا رشتہ دار) حاضر ہے تو یہی ولی ابعد نماز پڑھائے غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دور ہے کہ اس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو۔ مسئلہ عورت کا کوئی ولی نہ ہو نہ ذوی الارحام۔ تو شوہر نماز پڑھائے۔ وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی۔ یوہیں مرد کا ولی نہ ہو نہ ذوی الارحام ہوں تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔ مسئلہ عورتوں اور بچوں کو نمازِ جنازہ کی ولایت نہیں۔ اور ولی اور بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ کسی اور کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی اجازت

نمازِ جنازہ پڑھانے کی وصیت باطل ہے

میت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے اور اس کے باطل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس وصیت سے ولی کا حق جاتا

[1] نیت باندھتے وقت [2] بشرطیکہ کہ امامت کے اہل ہوں امامت کی شرطیں پائی جاتی ہوں

ہے کہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اور اس سے پڑھوائے جس کے حق میں وصیت کی ہے۔ مسئلہ جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی ان سے فاسد ہو جاتی ہے۔ سوا ایک بات کے کہ عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی۔

نماز جنازہ میں امام کے کھڑے ہونے کا اسلامی طریقہ

مستحب ہے کہ میت کے سینے کے سامنے امام کھڑا ہو اور میت سے دور نہ ہو میت خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ ایک ہی میت کی نماز پڑھانی ہو۔ اور اگر میت چند ہوں تو ایک کے سینے مقابل اور قریب کھڑا ہو۔ مسئلہ امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں تکبیر میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ سلام پھیر دے۔ مسئلہ اس وقت آیا کہ بعض تکبیریں ہو چکی ہیں تو فوراً شامل نہ ہو اس وقت ہو جب امام تکبیر کہے اور انتظار نہ کیا بلکہ فوراً شامل ہو گیا تو امام کے تکبیر کہنے سے پہلے جو کچھ ادا کیا اس کا اعتبار نہیں اور اگر وہیں موجود تھا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت امام کے ساتھ اللہ اکبر نہ کہا خواہ غفلت کی وجہ سے دیر ہوئی یا ہنوز نیت ہی کرتا رہ گیا تو یہ شخص اس کا انتظار نہ کرے کہ امام دوسری تکبیر کہے تو اس کے ساتھ شامل ہو بلکہ فوراً ہی شامل ہو جائے۔

نماز جنازے میں مسبوق اور لاحق کے احکام

مسبوق یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہو گئیں وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دعائیں چھوڑ دے۔ لاحق یعنی جو شروع میں شامل ہوا مگر کسی وجہ سے درمیان کی بعض تکبیریں رہ گئیں مثلاً پہلی تکبیر امام کے ساتھ کہی مگر دوسری تیسری جاتی رہیں تو امام کی چوتھی تکبیر سے پیشتر یہ تکبیر کہہ لے۔ مسئلہ چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔ اگر کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کر لے۔ اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور جب علیحدہ علیحدہ پڑھے تو ان میں جو افضل ہے اس کی پہلے پڑھے پھر اس کی جو اس کے بعد سب میں افضل ہے۔ (علیٰ ہذا القیاس)

چند جنازوں کی ترتیب کا اسلامی طریقہ

چند جنازوں کی ایک ساتھ نماز پڑھائی تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو اور اس دوسرے کی پائنتی یا سرہانے تیسرے کو وعلیٰ ہذا القیاس۔ اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اس کے بعد جو افضل ہو وعلیٰ ہذا القیاس اور اگر فضیلت میں برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو اُسے امام کے قریب رکھیں۔ یہ حکم اس وقت ہے جب سب ایک جنس کے ہوں اور اگر مختلف جنس کے ہوں تو امام کے قریب مرد ہو اس کے بعد لڑکا پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہق یعنی نماز میں جس طرح مقتدیوں کی صف میں ترتیب ہے اس کا عکس ہے... اور اگر آزاد و غلام کے جنازے ہوں تو آزاد کو امام کے قریب رکھیں گے اگرچہ نابالغ ہو۔ اس کے بعد غلام کو اور کسی ضرورت سے ایک قبر میں چند مردے دفن کریں تو ترتیب عکس کریں یعنی قبلے کو اسے رکھیں جو افضل ہے جبکہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں ورنہ قبلے کی جانب مرد کو رکھیں پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہقہ کو۔ مسئلہ نماز جنازہ میں امام بے وضو ہو گیا اور کسی کو اپنا خلیفہ کیا تو جائز ہے۔

اگر میّت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور
مٹی نہیں دی گئی تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کیونکہ
یہ موسم اور زمین و میّت کے جسم و مرض کے اختلاف سے مختلف ہے۔ گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں بہت دیر سے یا شور زمین میں جلد
خشک ہوگا اور غیر شور میں دیر سے اور فربے جسم جلد پھٹے گا۔ لاغر دیر میں۔

نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے | مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے خواہ میّت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی مسجد
میں ہوں یا بعض، کیونکہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ شارع عام اور دوسرے کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا
منع ہے جبکہ مالک زمین منع کرتا ہو۔ مسئلہ جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا تو اگر جمعے سے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکے تو پہلے ہی کر لیں اس
خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے۔

نماز مغرب کے وقت جنازہ آیا | تو فرض اور سنتیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں، یوہیں کسی اور فرض نماز کے وقت جنازہ آئے اور جماعت
تیار ہو تو فرض و سنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں بشرطیکہ نماز جنازہ کی تاخیر میں جسم خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ مسئلہ نماز عید کے وقت
جنازہ آئے تو پہلے عید کی نماز پڑھیں پھر جنازہ پھر خطبہ اور گہن کی نماز کے وقت آئے تو پہلے گہن کی نماز۔ مسئلہ مسلمان مرد
عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مرگیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں
ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اس کے لئے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے
گی یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مرگیا تو نماز نہ پڑھی جائے۔ اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی
جانب سے ہو تو سینے تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک اکثر ہے۔ مسئلہ بچے کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اس کی
نماز پڑھی جائے گی مگر وارث ہونے کے بارے میں ان کی گواہی معتبر نہیں یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث قرار نہیں دیا جائے گا۔ نہ بچے کی
وارث اس کی ماں ہوگی یہ حکم اس وقت ہے کہ خود باہر نکلا ہو اور اگر کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہوگا اور وارث
بنائے گا۔ بہر صورت بچے کا نام رکھا جائے بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ اس کی خلقت تمام ہو یا ناتمام بہرحال اس کا نام رکھا جائے اور
قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا۔ مسئلہ مسلمان کا بچہ کافرہ سے پیدا ہوا اور وہ اس کی منکوحہ نہ تھی یعنی وہ بچہ زنا کا ہے تو اس کی نماز پڑھی جائے

قبر و دفن کا اسلامی طریقہ | میّت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میّت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں
قائم کر کے بند کر دیں۔

دفن میں انبیائے کرام کی خصوصیت | جس جگہ انتقال ہوا اس جگہ دفن نہ کریں کیونکہ یہ بات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے
خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں مقصد یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے میّت بالغ ہو یا نابالغ۔ مسئلہ قبر کی لمبائی
میّت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد اور بہتر یہ ہے کہ گہرائی میّت کے قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک

اس مقدار سے مراد یہ ہے کہ لحد یا صندوق اتنا ہو۔ یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

قبر دو قسم کی ہوتی ہے اوّل لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں۔ دوم صندوق جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے۔ لحد سنّت ہے اگر زمین اس قابل ہو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں **مسئلہ** قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے **مسئلہ** تابوت کہ میت کو لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے مگر جب ضرورت ہو جیسے زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اس صورت میں سنّت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دہنے بائیں خام اینٹیں لگا دیں اور اوپر کہگل کر دیا غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے **مسئلہ** قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کیونکہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔

قبر میں اُترنے والے اشخاص کی تعداد معیّن نہیں دو تین جو مناسب ہوں اُتریں اور بہتر یہ ہے کہ اُترنے والے قوی و نیک اور امین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

جنازہ قبر سے کس طرف رکھا جائے جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے۔ تاکہ میت قبلہ کی جانب سے قبر میں اُتاری جائے یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب قبر سے لائیں۔

عورت کو قبر میں کون اتارے عورت کو اس کے قریب کے رشتہ دار، یہ نہ ہوں تو دوسرے رشتہ دار یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضائقہ نہیں **مسئلہ** میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ترجمہ۔ اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم تم کو رکھتے ہیں اور رسول اللہ ہی کی ملّت پر سپرد کرتے ہیں۔

میّت کو قبر میں کس طرح لٹائیں میّت کو داہنے طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منھ قبلہ کو کریں اگر قبلہ کی طرف منھ کرنا بھول گئے اور تختے لگانے کے بعد یاد آیا تو تختے ہٹا کر قبلہ رو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں یوہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرانا ہوتا اُدھر پاؤں کئے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔

قبر میں رکھ کر کفن کی بندش کھول دیں کیونکہ اب ضرورت نہیں رہی اور نہ کھولی تو حرج نہیں قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔

عورت کے لئے پردہ کیا جائے عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اُتارنے سے تختے لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ مینھ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے۔ عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔

مٹی دینے کا اسلامی طریقہ مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں پہلی بار کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ترجمہ (۱) اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا (۲) اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے (۳) اور اسی سے دوبارہ تم کو نکالیں گے۔ باقی مٹی کھرپی یا پھوڑے وغیرہ سے قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔

قبر بنانے کا اسلامی طریقہ قبر چوکھنٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنا بہتر ہے اور اس کی اونچائی ایک بالشت یا کچھ زیادہ ہو **مسئلہ** جہاز پر انتقال ہوا۔ اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل و کفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں

قبر پر قبہ بنانے کا اسلامی حکم علماء سادات کی قبروں پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو اور اوپر پختہ تو حرج نہیں۔

دفن کے بعد کیا عمل مستحب ہے مستحب عمل یہ ہے کہ قبر پر سورۂ بقر کا اول سرہانے پڑھیں یعنی الٓمٓ سے مُفلِحُون تک اور سورۂ بقر کا آخر پائنتی پڑھیں یعنی اٰمن الرسول سے ختم سورت تک **مسئلہ** دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے کیونکہ لوگوں کے ٹھہرنے سے میت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی، اور اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور میت کے لئے دعا و استغفار کریں اور یہ دعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے **مسئلہ** قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے

قبرستان میں نئے راستہ کا اسلامی حکم قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گذرنا ناجائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو اور اگر اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبر پر گزرنا پڑے گا۔ تو وہاں تک جانا منع ہے دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے

قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا۔ فرمایا جوتے اتار دو۔ نہ قبر والے کو تم ایذا دو نہ وہ تمہیں **مسئلہ** قبر پہ قرآن پڑھنے کے لئے حافظ مقرر کرنا جائز ہے جبکہ پڑھنے والے اجرت پر نہ پڑھتے ہوں کیونکہ اجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا ناجائز ہے اور اگر اجرت پر پڑھوانا چاہے تو اس کے لئے حیلہ شرعی یہ ہے کہ اپنے کام کاج کے لئے نوکر رکھے پھر اس سے یہ کام لے۔

شجرہ یا عہد نامہ رکھنے کا اسلامی طریقہ قبر میں شجرہ یا عہد نامہ رکھنا جائز ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں اور علامہ محمد علاؤالدین مصنف درمختار قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کفن پر عہد نامہ لکھنا جائز ہے اس سے مغفرت کی امید کی جاتی ہے میت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انہیں خواب میں دیکھا حال پوچھا۔ کہا جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی تو مجھ سے کہا کہ تو عذاب سے بچ گیا۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں

عہد نامہ کس کو کہتے ہیں اُس چیز کو کہتے ہیں جس پر وہ عہد لکھا ہو جو بندہ اور رب تبارک و تعالیٰ کے درمیان عالم ارواح میں روزِ ازل ہوا تھا۔ اس عہد پر دلالت کرنے والے مختصر الفاظ علماء کرام کے تحریر کردہ یہ ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ بڑا ہے۔ اللہ یکتا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں نہ اس کا کوئی شریک۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے

اور اسی کے لئے سب خوبیاں، کوئی معبودِ حق اللہ کے سوا نہیں اور نہ طاقت ہے اور نہ قوت مگر اللہ کے ساتھ جو بلندی عظمت والا ہے اور مفصّل الفاظ یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ وَتُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَعِّدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِيْ عَهْدًا عِنْدَكَ تُوَفِّيْنِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ (ترجمہ) اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے بہت مہربانی والے، رحمت والے بیشک میرا تجھ سے اس دنیوی زندگی میں یہ عہد ہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، تجھ یکتا کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تیرا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم پس میرے معاملہ کو میرے اوپر مت چھوڑ دینا اور مجھ کو شر سے قریب اور خیر سے بعید مت کرنا اور مجھ کو تیری رحمت ہی پر بھروسہ ہے، تو میرا یہ عہد اپنے نزدیک محفوظ فرمالے تاکہ قیامت کے دن تو مجھکو اس کی جزا عطا فرمائے کیونکہ تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

زیارتِ قبور کے ایّام

زیارتِ قبور مستحب ہے، ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے اور سب میں افضل روزِ جمعہ وقتِ صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزاراتِ طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی بات خلافِ شرع ہو جیسے عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک کی جائے کیونکہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے برا جانے اور ممکن ہو تو بری بات زائل کرے۔ مسئلہ عورتوں کے لئے بھی زیارتِ قبور جائز ہے مگر اسلم طریقہ اُن کے حق میں یہ ہے کہ زیارتِ قبور کے لئے نہ جائیں۔

زیارتِ قبور کا اسلامی طریقہ

زیارتِ قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جا کر میت کے سامنے کھڑا ہو، سرہانے سے آئے کہ میت کے لئے باعثِ تکلیف ہے کیونکہ میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے پھر یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ترجمہ۔ سلام ہو تم پر اے قومِ مومنین اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ پر بیٹھے جتنے فاصلے پر زندگی میں بیٹھ سکتا تھا۔

فاتحہ میں کیا پڑھے

اگر یاد ہو تو الحمد شریف اور الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورہ تک اور سورہ یٰسٓ اور تَبَارَكَ الَّذِيْ اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ایک ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ گیارہ بار پڑھے اور ان سب کا ثواب اموات کو پہنچائے حدیث میں ہے، جو گیارہ بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ شریف پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو پہنچائے تو اموات کی گنتی برابر اسے ثواب ملے گا۔ اور اگر سب یاد نہ ہوں تو جو یاد ہو اسے پڑھ کر اموات کو ثواب پہنچائے۔

کس چیز کا ثواب پہنچایا جاسکتا ہے

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب احیاء اور اموات دونوں کو پہنچا سکتے ہیں پہنچانے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے گا

یہ نہیں کہ اُس ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ملے بلکہ اُمید ہے کہ ثواب پہنچانے والے کے لئے اُن سب کے مجموعہ کے برابر ملے گا۔ مثلاً کوئی نیک کام کیا جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا۔ اُس نے دس اموات کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملے گا۔ اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اُسے دس ہزار دس۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

ایصالِ ثواب کا اسلامی طریقہ | بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کرے۔ اے اللہ اس پر (جس چیز کا ثواب پہنچانا چاہتا ہے) اپنے فضل و کرم سے ثواب عطا فرما۔ میں اُس ثواب کو حضور پُرنور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ حضور کے طفیل میں تمام انبیائے کرام کی خدمات میں اور خلفائے راشدین۔ جملہ صحابۂ کرام۔ جملہ امہات المومنین۔ شہدائے کربلا۔ خصوصاً امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تابعین اور تبع تابعین ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جملہ سلسلوں کے مشائخ و اولیائے عظام اور اہلِ بیت کرام خصوصاً حضور غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں۔ آپ کے والدین کریمین اور ازواج مطہرات اور تمام اہل سلسلہ کی خدمات میں اور خصوصاً حضور غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں۔ آپ کے والدین کریمین اور اہلیہ محترمہ اور تمام اہلِ سلسلہ کی خدمات میں اور جملہ مومنین و مومنات کی خدمات میں خصوصاً فلاں کی (اپنے اُس عزیز کا نام ذکر کرے جس کو ثواب پہنچانا چاہتا ہے) خدمت میں۔

تلقین کا اسلامی طریقہ | دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا مشروع ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی وفات پائے اور اُس کی مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر کے کنارے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں ابن فُلَانَۃ (فلاں کی جگہ اُس کا نام اور فلانۃ کی جگہ اُس کی ماں کا نام ذکر کرے) وہ سُنے گا اور جواب دے گا پھر کہے یا فلاں ابن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے یا فُلَانَ ابنِ فُلَانَۃ اس پر وہ کہے گا ہمیں ہدایت کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے۔ اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِیْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا (ترجمہ) تو اُسے یاد کر جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اس کے سوا کوئی معبودِ حق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے بندہ اور رسول ہیں اور یہ کہ تو اللہ کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا) حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس تلقین کو سن کر نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اُس کی حجت سکھا چکے اس پر کسی نے حضور سے عرض کی۔ اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو۔ فرمایا۔ حوا کی طرف نسبت کرے یعنی ماں کے نام کی جگہ لفظ حوا بیان کرے۔ مسئلہ قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ وہ تسبیح کرتی ہے اور تسبیح سے رحمت اُترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔

تعزیت کا اسلامی طریقہ | تعزیت مسنون ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے قیامت کے

دن اللہ تعالیٰ اُسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ **تعزیت میں کہے۔** اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اُس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور آپ کو صبر دے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ **مسئلہ** تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے، اس کے بعد تعزیت مکروہ ہے مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اُسے علم نہیں) تو بعد تین یوم کے تعزیت کرنے میں حرج نہیں۔

کس کس کی تعزیت کی جائے

مستحب ہے کہ میت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں چھوٹے بڑے مرد و عورت سب کو مگر عورت کو اس کے محارم ہی تعزیت کریں۔ **مسئلہ** میت کے اعزہ کا گھر میں بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کو آئیں اس میں حرج نہیں اور مکان کے دروازے پر یا شارع عام پر بچھونے بچھا کر بیٹھنا جیسے آجکل کے لوگ کرتے ہیں بُری بات ہے۔

اہل میت کے لئے کھانا بھیجنے کا اسلامی طریقہ

میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار میت کے گھر والوں کے واسطے اُس دن اور رات کے لئے کھانا بھیجیں اور اُنہیں اصرار کر کے کھلائیں۔ یہ کھانا بھیجنا صرف پہلے دن سنت ہے، اس کے بعد مکروہ اور یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور اُنہیں کے لائق بھیجا جائے۔ زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا منع ہے۔ **مسئلہ** میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کیونکہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت۔ اور اگر فقراء و مساکین کو کھلائیں تو بہتر ہے۔

مصیبت پر صبر کرنے کا اسلامی امتیاز

مصیبت پر آدمی صبر کرے تو اُسے دو ثواب ملتے ہیں ایک مصیبت کا دوسرا صبر کا اور جزع فزع سے دونوں جاتے رہتے ہیں۔ **حدیث** سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس مسلمان مرد یا عورت پر کوئی مصیبت پہنچی اسے یاد کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے اگرچہ مصیبت کا زمانہ دراز ہو گیا ہو تو اُس پر اللہ تعالیٰ نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اُس دن کہ مصیبت پہنچی تھی۔

اپنے مُردوں کو تکلیف مت پہنچاؤ

حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے اللہ کے بندو اپنے مردوں کو تکلیف نہ دو جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی روتا ہے۔ **حدیث** نیز فرمایا جو شخص مرتا ہے اور رونے والا اُس کی خوبیاں بیان کر کے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس میت پر دو فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اُسے نوچتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا تھا۔ **مسئلہ** آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بکا فرمایا جس میں آواز بلند نہ تھی۔ **مسئلہ** مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔

شہید کی تعریف

اصطلاح فقہ میں شہید اُس مسلمان[1] عاقل[2] بالغ[3] طاہر[4] کو کہتے ہیں جو بطور ظلم[5] کسی آلۂ جارحہ[6] سے قتل کیا گیا اور نفس قتل سے مال[7] واجب نہ ہوا اور اُس نے دنیا سے نفع بھی نہ اُٹھایا[8] ہو۔ ایسے شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے ویسے ہی خون سمیت دفن

---

[1] میت کے گھر جو باہر سے تعزیت کے واسطے آئے ہوئے ہوں وہ کھانا کھا سکتے ہیں گھر کے افراد شمار ہوں گے اسی طرح ایک باپ کی چار اولاد علیحدہ علیحدہ ایک ہی شہر میں آباد ہیں باپ کا انتقال جس کے گھر ہوا اور تمام اولاد وہاں جمع ہوئی یہ سب میت کے گھر والے شمار ہوں گے۔

کردیں پس جس مقتول میں یہ آٹھ باتیں پائی جائیں گی وہ فقہائے کرام کی اصطلاح میں شہید ہے اور اگران میں سے ایک بات بھی نہ پائی جائے تو شہید نہیں مگر شہید نہ ہونے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اُس کو غسل دیا جائے گا یہ نہیں کہ شہادت کا ثواب بھی نہ پائے بلکہ فقہی شہید کے سوا چھتیس اشخاص اور ہیں جن کو آخرت میں شہادت کا ثواب ملے گا بعض اوقات آخرت سے پیشتر دنیا ہی میں اُن کی امتیازی شان ظاہر کردی جاتی ہے جس کے واقعہ ذیل روشن دلیل ہے۔

فرشتے غسل دے رہے ہیں ہجرت کے تیسرے سال بتاریخ ۷، ماہ شوال روز شنبہ جنگ اُحد واقع ہوئی۔ حنظلہ نامی ایک صحابی ہیں جن کا نکاح حضرت عبداللہ ابن ابی کی ہمشیرہ (جمیلہ) کے ساتھ اس جنگ کی شب میں ہوا تھا اور یہ شب اُن کے لئے شب زفاف تھی صبح اُٹھ کر غسل شروع کیا اور ابھی سر کی ایک جانب ہی دھونے پائے تھے کہ کان میں آواز آئی یا خیل اللہ اے اللہ کے شہسوارو چلو۔ اس آواز کا سننا تھا کہ دل کی دنیا میں ہلچل مچ گئی، ایمانی جذبات نے مشتعل ہو کر قابو سے باہر کردیا اتنا ضبط بھی نہ ہوسکا کہ غسل کو پورا کرلیتے غسل کو ناتمام چھوڑا اور ہتھیار لے کر میدانِ جنگ میں آکودے! اور بہت سے کافروں کو موت کے گھاٹ اُتار کر جام شہادت نوش فرمایا۔ اختتام جنگ پر صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ حنظلہ کی نعش نہیں ملتی۔ فرمایا اُنہیں زمین و آسمان کے درمیان فرشتے غسل دے رہے ہیں جا کر اُن کی اہلیہ سے واقعہ دریافت کرو۔ لوگوں نے جا کر دریافت کیا تو اُنہوں نے وہی بتایا کہ غسل کو تمام کیے بغیر (بحالتِ جنابت) چلے گئے تھے۔ مولیٰ تعالیٰ کو اُن کی یہ ادا پسند آئی، اور اُن کے دینی جذبات کا احترام دنیا میں اس طرح ظاہر فرمایا کہ اُن کے غسل کی خدمت فرشتوں کے معصوم ہاتھوں سے انجام دلوائی۔ اسی واقعہ کے پیش نظر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر بحالتِ جنابت شہادت پائی تو غسل دیا جائے گا ہمارے لیے اس واقعہ میں یہ تعلیم ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ عزیز و اقارب بلکہ مال و دولت زن و فرزند سب کی محبت پر دین کی محبت غالب رکھتا ہے اور کسی کی محبت دین کی خدمت سے اُس کو روک نہیں سکتی۔ مسئلہ شہید کے بدن پر جو چیزیں از قسم کفن نہ ہوں اُتار لی جائیں جیسے پوستین، زرہ، ٹوپی، خود، ہتھیار، روئی کا کپڑا۔ اور اگر کفن سُنت میں کچھ کمی پڑے تو اضافہ کیا جائے، اور پاجامہ نہ اُتارا جائے۔ اور اگر کمی ہے مگر پورا کرنے کو کچھ نہیں تو پوستین اور روئی کا کپڑا نہ اُتاریں شہید کے سب کپڑے اُتار کر نئے کپڑے دینا مکروہ ہے۔ مسئلہ جیسے اور اموات کو خوشبو لگاتے ہیں شہید کو بھی لگائیں اور شہید کا خون نہ دھویا جائے۔ خون سمیت دفن کریں۔ اور اگر کپڑے میں نجاست لگی ہو تو دھو ڈالیں۔ اور شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

اس کے سوا چھتیس شہید اور ہیں۔ (۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے (۲) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔ (۳) جو ذات الجنب (نمونیہ) میں مرا شہید ہے (۴) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے (۵) جو جل کر مرا شہید ہے (۶) جس کے اوپر دیوار وغیرہ ڈھ پڑے اور مر جائے شہید ہے (۷) وہ عورت کہ بچہ ہونے یا کوارے پن میں مر جائے شہید ہے۔

دربارِ الٰہی میں ایک مقدمہ کی پیشی اور فیصلہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو طاعون میں مرے اُن کے بارے میں اللہ عزوجل کے دربار میں مقدمہ پیش ہوگا۔ شہید کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں، یہ ویسے ہی قتل کیے گئے جیسے ہم اور بچھونوں پر وفات پانے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں یہ اپنے بچھونوں پر مرے جیسے ہم۔ اللہ عزوجل فرمائے گا اُن کے زخم دیکھو اگر اُن کے زخم

مقتولوں کے مشابہ ہوں تو یہ اُنہیں میں سمجھیں اور اُنہیں کے ساتھ ہیں دیکھیں گے تو اُن کے زخم شہید کے زخم کے مشابہ ہوں گے۔ اسی واسطے شہدا میں شامل کر دیئے جائیں گے (۸) سفر میں مرے تو شہید ہے (۹) سل کی بیماری میں مرا تو شہید ہے (۱۰) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا تو شہید ہے (۱۱) بخار میں مرا شہید ہے (۱۲) مال (۱۳) یا جان (۱۴) یا اہل (۱۵) یا کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا تو شہید ہے (۱۶) عشق میں مرا تو شہید ہے بشرطیکہ پاک دامن ہو اور چھپایا ہو (۱۷) کسی درندے نے پھاڑ کھایا تو شہید ہے (۱۸) بادشاہ نے ظلماً قید کیا اور مر گیا تو شہید ہے (۱۹) بادشاہ نے ظلماً مارا اور مر گیا تو شہید ہے (۲۰) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا تو شہید ہے۔ (۲۱) علم دین کی طلب میں مرا تو شہید ہے (۲۲) مؤذن جو طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو مرنے پر شہید ہے (۲۳) تاجر راست گو مرے تو شہید ہے (۲۴) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی اور مر گیا تو شہید ہے (۲۵) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے اُن میں احکام الٰہی قائم کرے اور اُنہیں حلال کھلائے تو مرنے پر شہید ہے (۲۶) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے شہید ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (ترجمہ) اے اللہ میرے لئے موت میں برکت عطا فرما اور موت کے مابعد میں (۲۷) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کبھی ترک نہ کرے وہ شہید ہے (۲۸) فسادِ اُمت کے وقت سُنت پر عمل کرنے والا شہید ہے بلکہ اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے (۲۹) جو مرض میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ چالیس بار کہے اور اُس مرض میں مر جائے تو شہید ہے اور اگر اچھا ہو گیا تو مغفرت ہو جائے گی (۳۰) کفار کے مقابلہ کے لئے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا شہید ہے (۳۱) جو ہر رات میں سورۂ یٰسین شریف پڑھے (۳۲) جو باطہارت سویا اور مر گیا شہید ہے (۳۳) جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سو بار درود شریف پڑھے شہید ہے (۳۴) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں شہید ہے (۳۵) جو جمعہ کے دن مرے شہید ہے (۳۶) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اُس کے لئے شام تک استغفار کریں اور اگر اُس دن میں مرا تو شہید ہے۔ اور جو شخص شام کو یہ عمل کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اُس کے لئے استغفار کریں گے اور اگر اس درمیان میں مر گیا تو شہید ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَنَاصِرِنَا وَمَاوٰنَا

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اللہ تعالیٰ شوق دے تو اکابرینِ اہلسنت کی تصانیف خود پڑھیں اور دوست احباب کو پڑھائیں

کتاب	قیمت
شمع شبستانِ رضا اول دوم سوم ۲۰/- مجلد	۱۸/- غیر مجلد
قادری رضویہ پنجسورہ	۱۳/۵۰
ذکرِ حبیب اول، دوم	۵/-
برا نہ کہو	۲/۰
انیس الجلیس	۹/-
خون کے آنسو اول، دوم	۱۰/۵۰
زلزلہ	۷/۵۰
خاکِ کربلا	۱۰/۰۰
شرح صدور	۱۵/۰
غنیۃ الطالبین	۳۳/۰
حدائقِ بخشش	۷/۵۰
منور نعتیں	۳/۰۰
سچی حکایت اول تا پنجم	۳۵/۰۰
کشف المحجوب	۲۱/۰۰
بارہ تقریریں	۱۵/۰۰
بہارِ شریعت ۵۰/۰۰ مجلد	۶۰/۰۰
تفسیر نعیمی اول پارہ	۲۸/۰۰
خطبات اول دوم	۲۴/۰۰
اوراقِ غم مجلد	۱۸/۰۰
شاہِ احمد رضا	۶/۰۰
کرم ہائے کرم	۹/۰۰
سوانح کربلا	۳/۰۰

کتاب	قیمت
عزیز الخلائق یعنی شمع شبستانِ رضا چہارم	۱۰/۵۰
یازدہ سورہ قادری رضوی	۱۳/۵۰
نقشِ وفا	۳/۰
لہو کی بوندیں	۱/۷۵
مجموعۂ نعت	۱۲/۰۰
ہمارا اسلام اول تا پنجم	۱۱/۵۰
تبلیغی جماعت	۷/۵۰
منہاج العابدین	۱۵/-
مدارج النبوۃ	۷۵/۰۰
مسلک امام ربانی	۹/۰۰
تسکین روح	۲/۵۰
شواہد النبوۃ	۱۸/۰۰
انفاس العارفین	۲۰/۰۰
مواعظِ رضویہ اول تا پنجم	۷۰/۰۰
فتاویٰ رضویہ دوم ۲۴/۰۰ سوم	۴۵/۰۰
چہارم ۳۶/- پنجم	۲۱/۰۰
ذوقِ نعت	۴/۵۰
شانِ حبیب الرحمٰن	۱۰/۵۰
مواعظِ نعیمیہ	۱۸/۰۰
ذکرِ جمیل	۱۲/۰۰
احکامِ شریعت اول دوم سوم	۱۰/۵۰
شرح مشکوٰۃ شریف مکمل	۲۰۰/۰۰